پروارِ محبوب رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترتیب

انجینئر لیفٹیننٹ کرنل (ر)

پیر الطاف محمود ہاشمی

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ وَّاُنۡثٰى وَجَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ ؕ (سورۃ الحجرات آیت نمبر 13)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمھاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اصل میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

پروارِ محبوب رحمۃ اللہ علیہ

لَا تَرۡغَبُوۡا عَنۡ اٰبَآئِكُمۡ فَمَنۡ رَغِبَ عَنۡ اَبِيۡهِ فَقَدۡ كَفَرَ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: اپنے آباء کے نسب کا انکار نہ کرو، جس شخص نے اپنے باپ کے نسب سے انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔

تحقیق و ترتیب

انجینیر لیفٹیننٹ کرنل (ر) پیر الطاف محمود ہاشمی

زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

Website: www.zaviapublishers.com

Marfat.com

حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	پروارِ محبوب
مصنف	لیفٹیننٹ کرنل (ر) پیر الطاف محمود ہاشمی
کتابت	نذیر احمد 0334-5096186
کمپوزنگ	لیفٹیننٹ کرنل (ر) پیر الطاف محمود ہاشمی
مطبع	زاویہ پبلشرز، لاہور
ایڈیشن	پہلا؛ 2015ء؛ 1436ھ
تعداد	500
ہدیہ	250

ISBN #________________________

ملنے کے پتے

1۔ لیفٹیننٹ کرنل (ر) الطاف محمود ہاشمی؛ سید اشریف؛
تحصیل پھالیہ؛ ضلع منڈی بہاؤ الدین

2۔ زاویہ پبلشرز؛ داتا گنج بخش روڈ؛ لاہور

Marfat.com

انتساب

اپنی اس کاوش کو اُس شخصیت کے نام کرتا ہوں جس نے میری ذات کی تکمیل
میں بھرپور کردار ادا کیا، ہر دکھ میں مجھے حوصلہ دیا، ہر حال میں صلہ
رحمی پر قائم رہنے کی تلقین بھی کی اور عملاً اس کے لیے قدم بھی
اٹھائے۔ یہ میرے لیے مضبوط ترین شخصیت ثابت
ہوئی۔ زندگی کے امتحانوں میں جب ایمان
شکستگی تک پہنچنے والا تھا تو اس نے
مجھے تھاما۔ یہ ایک جہت سے
میری خالہ زاد اور دوسری
سے میری رفیقہٴ حیات

رابعہ عذرا

ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی رحمت کی چادروں کے سایہ میں
رکھے۔ آمین بحرمتِ شفیع المذنبین ﷺ

الطاف محمود ہاشمی

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1۔	دیباچہ	11
2۔	قصیدہ فراقِ محبوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	21
3۔	پہلا باب: 1۔تعارف خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	22
	1.1.1 خاندانی پس منظر	28
	1.1.2 تعلیم	30
	1.1.3 سندِ حدیث بطریق طاہر گردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	32
	1.1.4 ایک غلطی کی تحقیق	33
	1.1.5 سندِ حدیث بطریق سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	33
	1.1.6 سندِ حدیث از شیخ رشید احمد گنگوہی	33
	1.1.7 عملی زندگی	43
	1.1.8 سفرِ تصوف	43
	1.1.9 چند پیشین گوئیاں	50
4۔	آپ کے شجرہ ہائے طریقت	53
	1.2.1 شجرۂ نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم	53
	1.2.2 شجرۂ قادریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم	54
	1.2.3 شجرۂ چشتیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم	55
5۔	خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال کی تحقیق	57

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
6۔	وصال کے بعد خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جسدِ اطہر	56
7۔	1.3 علمی خدمات	59
	1.3.1 خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نایاب فتویٰ	61
8۔	1.3.2 داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کا اجرا	61
9۔	آپؒ کے عقائد	62
10۔	1.4 چند اولیاءِ محبوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا تذکرہ	63
	1.4.1 سید اصغر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	64
	1.4.2 مولانا اللہ رکھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	64
	1.4.3 حافظ محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	65
	1.4.4 سید رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	65
	1.4.5 خواجہ عین الدین انصای رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	65
	1.4.6 سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	65
	1.4.7 حافظ امین الدین مہمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	66
	1.4.8 سید محمود شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	66
	1.4.9 سید الطاف حسن دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	67
	1.4.10 صوفی فتح محمد اخترؔ محبوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	67
	1.4.11 حافظ علی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	68
	1.4.12 میاں محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	68
	1.4.13 حضرت فیض محمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	68

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1.4.14	میاں عبدالرشید عرف نوٹاں والی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	69
1.4.15	صوفی کالے خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	69
1.4.16	جناب عبدالواحد خان صاحب مدظلہٗ	69
1.4.17	سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، بھکی شریف	69
11۔	چند بکھرے واقعات	70
12۔	ایک دلچسپ واقعہ کی تفصیل	72
13۔	خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف	73
14۔	دوسرا باب: خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسب	80
15۔	حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد	81
16۔	حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد	83
17۔	سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہر	83
18۔	عبد مناف المعروف ابوطالب بن عبدالمطلب اور ان کی اولاد	84
19۔	سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اور ان کی اولاد	85
20۔	عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ [قمر بنی ہاشم]	87
21۔	حضرت قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	89
22۔	خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرۂ نسب	89
23۔	تیسرا باب: خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ازدواجی زندگی	91
24۔	پروفیسر سید کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ شادیوں پر تبصرہ	94
25۔	چوتھا باب: خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد امجاد	101

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
101	خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی محترمہ آمنہ بی بیؒ سے اولاد امجاد	26۔
101	ا۔ صاجزادی صالح بی بی اور ان کی اولاد	
101	ب۔ صاجزادی سکینہ بی بی اور ان کی اولاد	
102	ج۔ صاجزادی حلیمہ بی بی اور ان کی اولاد	
102	د۔ صاجزادی معصومہ بی بی اور ان کی اولاد	
102	ر۔ صاجزادہ شیر عالم توکلی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	
124	خواجہ محبوب عالم کی سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے اولاد	27۔
124	ا۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	28۔
135	ب۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال کی تحقیق	
139	الطاف محمود ہاشمی (مصنف)	29۔
116	باپ بیٹے کے تبصرے	30۔
116	ا۔ ابوالوفا صدیق احمدؒ کا بہنوں کی افتادِ طبع پر تبصرہ	
117	ب۔ بہنوں کے رشتوں پر ابوالوفا صدیق احمدؒ کا تبصرہ	
118	ج۔ تبصرے پر تبصرہ	
118	د۔ ابوالوفا صدیق احمدؒ کا اپنے والد ماجد کی دوسری شادی پر تبصرہ	
118	ر۔ تبصرے پر تبصرہ	
151	پانچواں باب: حضرت نور عالم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا مختصر احوال	30۔
154	ضمیمہ جات	31۔
154	ضمیمہ نمبر 1 قصیدہ فراقِ محبوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ضمیمہ نمبر 2۔قلمی قرآنِ پاک کے ایک صفحہ کا عکس	161
	ضمیمہ نمبر 3۔خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جہاد کی تفصیل	162
	ضمیمہ نمبر 4۔خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک نایاب فتویٰ	164
	ضمیمہ نمبر 5۔خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات کی تصاویر	171
	ضمیمہ نمبر 6۔سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا شجرۂ نسب	172
	ضمیمہ نمبر 7۔صاجزادہ شیر عالمؒ کے نام پر دلچسپ واقعہ	174
	ضمیمہ نمبر 8۔سی حرفی از صاجزادی صالح بی بیؒ	176
	ضمیمہ نمبر 9۔ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام کی تحقیق	185
	ضمیمہ نمبر 10۔ابوالوفا صدیق احمدؒ کی دارالعلوم دیوبند کی سند کا عکس	187
	ضمیمہ نمبر 11۔ابوالوفا صدیق احمدؒ کے نوٹس کی عبارت کا عکس	188
	ضمیمہ نمبر 12۔ چیف آف آرمی سٹاف کی جانب سے مصنف کو عطا کردہ سند حسن کارکردگی	189
	ضمیمہ نمبر 13۔ناناجان علیہ الرحمۃ کے مزارِ اقدس کا کتبہ	190
	ضمیمہ نمبر 14۔"پروازِ محبوب" کے مآخذ	191

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

متحدہ عرب امارات کی ریاست دبئی کے عربی بزرگ حضرت عبدالرحیم المرید قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 24 اپریل 2007ء/7 ربیع الثانی 1428ھ) دبئی کے محلہ راشدیہ کے جس گھر میں قیام پذیر رہے وہ اب ان کے بڑے بیٹے محمد المرید کے زیرِ تصرف ہے۔ مارچ 2009ء/ربیع الاول 1430ھ میں اسی بابرکت گھر میں نہایت خوبصورت سالانہ محفلِ میلاد میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی جس میں دبئی کی اشرافیہ شامل تھی۔ اس محفل میں ملکِ شام سے مدعو ایک نعت خوان نے سوز و درد میں ڈوبی ہوئی نہایت پرذوق اور جذباتی نعتیں پڑھیں اور داد وصول کی۔ مجھے شدت سے ان سے ملاقات کی خواہش ہوئی مگر زبان کا فرق آڑے آرہا تھا کہ جناب مرزا حسین بیگ صاحب یہ مشکل آسان کرتے ہوئے انہیں بلا لائے اور ترجمانی کے فرائض ادا کرنے لگے۔ میں نے ان کے اندازِ نعت خوانی اور آواز کے سوز و درد کی تعریف کی۔ انہوں نے جواباً فرمایا ''میں حضرت سید محمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہوں اور نعت گوئی کی یہ تاثیر اسی تعلق کا نتیجہ ہے۔'' انہوں نے اس تعلق پر فخر کرتے ہوئے کہا ''نعت سب لوگ سیکھ سکتے ہیں، یہ ادائی بھی پیدا کر سکتے ہیں، لیکن وہ سید محمد رفاعی کی اولاد میں پیدا نہیں ہو سکتے، یہ فقط اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اُس نے مجھے ان کا جگر گوشہ بنا دیا۔''

ان کی اس بات سے میرا خیال اس طرف چلا گیا کہ یہ فقط اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی دین ہے کہ اس نے مجھے اور میرے اعزا و اقربا کو خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی بلند پایہ ہستی کا جگر گوشہ بنایا۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمِ حدیث، علمِ فقہ، فتوی

Marfat.com

نویسی کے متوازی علمِ یقین اور علمِ رشد کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور زہد کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے کہ قرآنِ پاک کی رو سے وہ عام انسانوں سے ممتاز ہو گئے۔ وہ عظیم ذات جس نے قبیلے فقط لوگوں کی پہچان کے لیے بنائے اور انسانوں میں اعلیٰ اور ادنیٰ کی درجہ بندی کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ پر استوار کی، محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی اعلیٰ ترین ہستی کے اس فرمان کی عملی تصویر بن گئے:

یَاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ O

[سورۃ الحجرات؛ آیت نمبر 13]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو (آسانی سے) پہچان سکو۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔

بہت سے قبیلے اور ذاتیں ایسے لوگوں سے منسوب ہوئیں جنہوں نے اپنے دور میں بڑا نام کمایا لہٰذا اُن کے بعد آنے والوں نے انہیں خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے اپنی نسل کو ان کے نام سے منسوب کرنا قابلِ فخر سمجھا۔ تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں، جیسا کہ قریشی، ہاشمی، عباسی وغیرہ قریش، ہاشم اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منسوب ہوئے۔ بعض ذاتیں کئی اور وجوہ کی بنا پر بھی معرضِ وجود میں آئیں۔ مثلاً ''سید'' کسی ایک شخصیت سے منسوب نہیں اور بعض لوگ

Marfat.com

اسے ذات گردانتے بھی نہیں۔سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی وہ اولاد جو سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہوئی اسے لوگوں نے سید کہنا شروع کر دیا۔لہٰذا سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سید کہلاتی ہے یہاں تک کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہی کی غیر فاطمی اولاد کو سید نہیں کہا جاتا۔البتہ سعودی عرب اور اکثر عرب ممالک میں امامین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد امجاد میں ایک فرق کیا جاتا ہے وہ یہ کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد "الشریف" کہلاتی ہے جبکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو "السید" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔(1)

.... آغاز حاشیہ ....

(1) In the early period, the Arabs used the term Sayyid and Sharif to denote descendants from both Hassan and Husayn. However in the modern era, the term 'Sharif' has been used to denote descendants from Hassan and the term 'Sayyid' has been used to denote descendants from Husayn.

From Wikipedia Encyclopedia

http://en.wikipedia.org/wiki/Sayyid

On 25 September 2013

ترجمہ: ابتدائی دور میں عرب "سید" اور "شریف" کا لفظ (حضرت امام) حسن اور (حضرت امام) حسین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہما) دونوں کی اولاد کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔لیکن موجودہ

Marfat.com

دور میں ''شریف'' کی اصطلاح (حضرت امام) حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ''سید'' کی اصطلاح (حضرت امام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اولاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

Those who use the term Sayyid for all descendants of Ali ibn Abi Talib regard Allawis or Alavis as Sayyids. However Allawis are not descendants of Muhammad, as they are descended from the children of Ali and the women he married after the death of Fatima Zahra, such as Umm al Baneen / Fatima bint Hizam. Those who limit the term Sayyid to descendants of Muhammad through Fatima Zahra, will not consider Allawis/Alavis to be Sayyids.

ترجمہ: جو لوگ علی ابن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ساری اولاد کو سید سمجھتے ہیں اُن کے نزدیک ''علوی'' بھی سید ہی ہیں۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ علوی (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نسب سے نہیں ہیں کیونکہ وہ (حضرت) علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ) کی اُن بیویوں کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں جن سے انہوں نے (سیدہ) فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی وفات کے بعد شادیاں کیں جیسے ام البنین فاطمہ بنت حزام۔ جو لوگ ''سید'' کی اصطلاح کو صرف (سیدہ) فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ذریعے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد گردانتے ہیں، وہ علویوں کو سید نہیں سمجھتے۔

....اختتام حاشیہ...

دین میں نسب کی اہمیت

نسب دین میں اتنا اہم ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بہت کچھ ارشاد فرمانا ضروری سمجھا۔ بہت سے لوگوں نے اپنی ذات تبدیل کر کے کچھ کا کچھ بن گئے

Marfat.com

ہیں ۔خصوصًا ایسے وقت میں جب انہوں نے شہر یا ملک بدلا تو انہیں ذات بدلنے میں بھی آسانی محسوس ہوئی ۔اس لحاظ سے سب سے زیادہ ظلم ساداتِ فاطمی کے ساتھ ہوا کیونکہ ہمارے دیکھتے دیکھتے بہت سے خاندان غیر سید ہوتے ہوئے باقاعدہ سید بن چکے ہیں جبکہ بہت سوں نے خود کو تازہ تازہ سید لکھنا شروع کیا ہے ۔میرا گمان ہے کہ ان میں سے زیادہ تر نے یہ حرکت انجانے میں کی ہوگی اور وہ جانِ دو عالم ﷺ کے اُن ارشادات سے واقف نہ تھے جو آپ ﷺ نے نسب تبدیل کرنے والوں کے متعلق فرمائے ہیں ورنہ وہ کونسا کلمہ گو ہے جو عشقِ مصطفٰے ﷺ کا داعی ہو اور اُن کے فرامین سے مذاق کرے ۔معاذ اللہ ۔آئیے ان میں سے چند احادیث پیش کردوں تاکہ قارئین کو اندازہ ہو جائے کہ اس طرح کی حرکت کر کے نسب تبدیل کرنے والے کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں ۔ایسے لوگ کسی قبیلے سے ہوں جب تک حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کا امتی ہونے کے دعویدار ہیں انہیں چاہیے کہ ان احادیث کے پیشِ نظر فوری طور پر توبہ کر کے سچے امتی ہونے کا ثبوت دیں ۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے اس عنوان کی اہمیت کے پیشِ نظر صحیحین میں باقاعدہ باب ''بَیَانِ حَالِ اِیْمَانِ مَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ'' یعنی ''جو شخص معلوم ہونے کے باوجود اپنے باپ کے نسب سے انکار کرے اس کے ایمان کا بیان'' مرتب کرنا ضروری سمجھا ۔

1 ۔ اَبَاھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْ عَنْ اٰبَآئِکُمْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِیْہِ فَقَدْ کَفَرَ

[بخاری ومسلم]

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آباء (واجداد) کے نسب کا انکار نہ کرو، جس شخص نے اپنے باپ کے نسب سے انکار کیا وہ کافر ہوگیا۔

2۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب:

اَبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ .... وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔

[بخاری باب فضائل مدینہ؛ مسلم کتاب الحج؛ ترمذی، امر بن خارجہ کتاب الوصایا]

ترجمہ: ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی اِبن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا........ اور جس شخص نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے (نسب) کے علاوہ کسی اور سے منسوب کیا یا جس غلام نے اپنے آپ کو اپنے مالک کے علاوہ کسی اور سے منسوب کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو اس کا کوئی فرض قبول کرے گا اور نہ ہی کوئی نفل۔

3۔ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ .... اِنِّيْ سَمِعْتُ سَعْدَ ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَّقُوْلُ سَمِعَ اُذُنَيَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اَبًا فِي الْاِسْلَامِ غَيْرَ اَبِيْهِ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" فَقَالَ اَبُوْ بَكْرَةَ وَاَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

[بخاری، مسلم]

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ابوعثمان بیان کرتے ہیں کہ.......... میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے (یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے اپنا نسب اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص سے منسوب کیا اس پر جنت حرام ہے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی سنا ہے۔

4۔ عَنْ سَعْدٍ وَّاَبِیْ بَکْرَۃَ کَلَیْهِمَا یَقُوْلُ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَدَعَاهُ قَلْبِیْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ الدَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ

[بخاری کتاب الفرائض؛ باب من ادعی الی غیر ابیہ]

ترجمہ: حضرت سعد اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا اور میں نے دل میں یاد رکھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنا باپ کسی اور شخص کو بتایا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ یہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔

بہت سی قوموں اور خاندانوں نے اپنے نسب تبدیل کیے ہیں خصوصًا بنی ہاشم نے تو اسے اپنا حق گردانا۔ لیکن بنی ہاشم میں سے کوئی خود کو سید لکھے تو شاید یہ زیادہ قابلِ اعتراض نہ ہو اور عربی ہاشمی اکثر خود کو سید لکھتے ہیں یہ حقیقت عربوں کے قبرستانوں میں لگے قطبوں سے واضح ہوتی ہے۔ جو لوگ غیر ہاشمی ہو کر خود کو سید کہلاتے ہیں انہوں نے یقینًا اپنے اصل باپ دادا کی جگہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اپنا نسب جوڑنے کی کوشش کی۔ باپ اور نسب تبدیل کرنے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص سیدنا عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہے لیکن وہ اپنا نسب اور شجرہ حضرت

Marfat.com

امام حسن، حضرت امام حسین، امام زادہ زید شہید یا ائمہ اہلِ بیت میں سے کسی اور کے ساتھ منسوب کرتے ہوئے خود کو زیدی، کاظمی، جعفری، رضوی وغیرہ کہلانے لگتا ہے تو حقیقتاً اُس نے باپ اور نسب تبدیل کر لیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

جو لوگ اپنا نسب تبدیل کرتے ہیں وہ یقیناً نئے تبدیل شدہ نسب پر فخر اور بڑا پن ظاہر کرنے کے لیے کرتے ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نسب پر اِترانے والوں کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ یَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَآءِهِمْ مَاتُوْ اِنَّمَا هُمْ فحم مِنْ جَهَنَّمَ اَوْلَیَکُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِیْ یُدَهْدِهُ الْخُرَآءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اذهبَ عَنْکُمْ عُبِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَفَخْرِهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِیٌّ کُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ

[الترمذی، ابو داؤد]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قومیں اپنے مردہ آباؤ اجداد پر فخر کرنے سے بالضرور باز آجائیں۔ کیونکہ وہ یا تو جہنم کے کوئلے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کیڑے سے بھی زیادہ کم تر ہیں جو گندگی کو ناک سے دھکیلتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کا غرور و تکبر اور آباؤ اجداد پر فخر تم سے دور کر دیا ہے، سوائے اِس کے کہ وہ متقی مومن ہے یا بد بخت و بدکار۔ سب لوگ آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔

الطاف محمود ہاشمی

Marfat.com

وجہِ تصنیف

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے متعلق بہت سی کتابیں اور مقالے منظر عام پر آچکے ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ مستقبل میں بھی آتے رہیں گے۔ حضرت خواجہؒ سے متعلق اب تک جو مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مقالے اور کتب یا ایسی کتب جن میں آپؒ کا تذکرہ موجود ہے اور وہ میری نظر سے گزر چکی ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل قابلِ ذکر ہیں:

(1) ذکرِ محبوب از ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(2) خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ..... احوال و آثار از پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؒ

(3) انسائیکلو پیڈیا اولیاءِ کرام المعروف گلدستہ اولیاء از صاحبزادہ مقصود احمد صابری، اشاعت اول 2011ء، پبلشرز: بک سنٹر راولپنڈی صدر

(4) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سفرِ بغداد از پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؒ

(5) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، افکار و خدمات (تحقیقی مقالہ برائے ایم۔اے۔ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی) از محترمہ نگہت نذیر شیخ

(6) ذکرِ سعید از محمد افتخار حسین حبیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(7) وسیلہ نجات از میر سید یوسف علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفصیل از پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؒ

(8) ذکرِ خیر، ذکرِ کثیر، خیر الخیر از خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(9) تلخ یادیں (غیر مطبوع) از ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(10) جواہرِ نقشبندیہ از محمد یوسف مجددی (خادم چورہ شریف)

(11) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از خواجہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(12) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتب پر تعارف از صاحبزادہ محمد احمد ہاشمی

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ان کتب میں کئی مقامات پر لکھنے والوں سے ارادی اور غیر ارادی غلطیاں ہو گئیں۔ میں نے جہاں وہ غلطیاں محسوس کیں ان پر تبصرہ کے لیے بھی اس کتاب کو استعمال کرنے کی کاوش کی ہے۔ بنیادی طور پر ''پروارِ محبوب'' کے دو مقاصد میرے مدنظر تھے لیکن لکھنے کے دوران دو مقاصد اور بھی سامنے آ گئے:

(1) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان اور شجرۂ نسب کی تفصیل و تحقیق اُن کی اولاد اور ان کے متعلقین کے علاوہ ان لوگوں تک پہنچانا ہے جو اُن کے بارے میں کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

(2) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کے بارے میں معلومات فراہم کرنا۔ اِس مقصد میں مَیں بوجوہ جزوی طور پر ہی کامیاب ہو سکا لیکن آئندہ کوشش جاری رکھوں گا۔

(3) آپؒ کے شجرہ ہائے طریقت اور اسنادِ حدیث کا تذکرہ۔

(4) شائع شدہ کتب میں ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی اور ان پر تحقیق، تاکہ مستقبل میں لکھنے والے اس سے استفادہ کر سکیں۔

''پروارِ محبوبؒ'' کے قارئین سے التماس

قارئین سے التماس ہے کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ طیبہ کے متعلق اگر ان کے پاس حقائق موجود ہوں تو برائے مہربانی مکمل حوالہ جات کے ساتھ روانہ کریں تاکہ آپؒ کی زندگی کے متعلق ممکن حد تک درست معلومات بہم پہنچائی جا سکیں۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کے ہر فرد سے گزارش ہے کہ وہ

Marfat.com

اپنے اور اپنے والدین، بہن بھائیوں اور بچوں کے متعلق مندرج معلومات کو بغور دیکھیں تا کہ اگر کوئی معلومات غلط درج ہوگئی ہوں تو ان کی درستی کر کے آئندہ ایڈیشن مزید بہتر طور پر پیش کیا جا سکے۔

قصیدہ فراقِ محبوبؒ

17 اگست 1917ء / 27 شوال المکرم 1335ھ / جمعۃ المبارک کو سیدا شریف میں منعقد ہونے والی خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریبِ چہلم میں آپ کے ایک مرید محمد نور العین نقشبندی علیہ الرحمۃ نے ''قصیدہ فراقِ محبوبؒ'' پڑھا۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت (12 جولائی 1917ء) سے تین ماہ بعد یہ قصیدہ جہلم سے شائع ہونے والے ہفتہ وار اخبار ''سراج الاخبار'' کے 15 اکتوبر 1917ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ راقم کے پاس اصل اخبار کی فوٹو کاپی موجود ہے۔ مکمل قصیدہ اور اخبار میں لکھی گئی تمام عبارت ضمیمہ نمبر 1 میں نقل کر دی گئی ہے۔

انجینیئر لیفٹیننٹ کرنل (ر) پیر الطاف محمود ہاشمی

ایم۔ بی۔ اے۔ (آئی۔ ٹی۔)

نبیرہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

باب اول

تعارف خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1850ء / 1266ھ میں پاکستانی پنجاب کے ضلع منڈی بہاؤالدین کی تحصیل پھالیہ کے گاؤں ''سیدا'' کے ایک اہلِ علم اور اہلِ طریقت گھرانے میں ہوئی۔ آپؒ کا نسب حضرت عباس علمدار بن حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملتا ہے۔ ہلاکو خان (متوفی 1265ء) کے ہاتھوں سقوطِ بغداد [1258ء / 656ھ] اور دارو گیر کے نتیجہ میں یہ خاندان بغداد سے ہجرت کر کے تقریباً پانچ سو (500) برس تک مختلف مقامات پر قیام پذیر ہوتا ہوا اندازاً 1760ء / 1174ھ میں یا اس کے بعد جلد ہی ہندوستان کے دارالحکومت دہلی میں وارد ہوئے۔ نہیں معلوم پانچ صدیوں پر محیط اس سفرِ ہجرت میں کتنی نسلیں کام آئیں اور کہاں کہاں کی مٹی اُن کے نصیب میں لکھی تھی۔(1) اِس خاندان کے جو صاحب سب سے پہلے دہلی میں وارد ہوئے اُن کا اسمِ گرامی مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ اُس وقت ہندوستان کا حکمران مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی (2) تھا۔ شاہ عالم ثانی علم دوست حکمران تھا۔ مولانا عبداللطیفؒ کی علومِ اسلامیہ خصوصاً علمِ قانون پر دسترس، پاکیزگی، اخلاق و کردار اور شخصیت کے جواہر نے انہیں جلد ہی شاہ عالم ثانی کے دربار تک رسائی بہم پہنچا دی۔ اُن کی اسلامی قانون پر قابلیت کے پیشِ نظر شاہ عالم ثانی نے مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلطنتِ دہلی کی طرف سے پرگنہ پانڈووال، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین، پنجاب، پاکستان کی مسندِ قضا اور 40 ایکڑ زرعی اراضی عطا کی۔ مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد اُن کے فرزند مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ اور ان کے فرزند مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسندِ قضاء پر فائز رہے۔ ان حضرات نے اپنی شادیاں اور بیاہ اس گاؤں کے قدیم باشندوں سے کرلیں جو آج تک کھوکھر قوم سے مشہور رہے۔ اُن تینوں بزرگوں کے مزارات باہم متصل ایک چبوترے پر پختہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ تینوں مزارات اس قبرستان میں اُس چوراستہ پر واقع ہیں جو مشرق سے پانڈووال کو جاتا ہے۔ مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فن کتابت میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی حمائل شریف کا ایک قلمی نسخہ ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے، (3) اگرچہ بہت پرانا ہوگیا ہے تاہم بطور یادگار محفوظ چلا آرہا ہے۔ (4) [ماخذ: تلخ یادیں از ابوالوفا صدیق احمدؒ]

.... آغاز حاشیہ ....

(1) اُس زمانہ میں بغداد (عراق) سے دہلی (ہندوستان) آنے کے تین روٹ تھے۔ پہلا روٹ بغداد سے بصرہ تک زمینی سفر، بصرہ سے ممبئی تک بحری سفر اور ممبئی سے دہلی تک زمینی سفر۔ دوسرا روٹ بغداد سے خانقین، کرمان شاہ، کاشان، یزد، رفسنجان، کرمان، زاہدان، کوئٹہ، ملتان، لاہور اور دہلی جو تقریباً ساڑھے چار ہزار کلومیٹر فاصلہ بنتا ہے۔ تیسرا روٹ بغداد سے ہمدان، تہران، سمنان، سبزوار، مشہد، ہرات، کابل، پشاور، لاہور اور دہلی جو کہ تقریباً ساڑھے چار ہزار کلومیٹر فاصلہ بنتا ہے۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ ان بزرگوں نے تیسرا روٹ اختیار کیا جو پانچ سو برس پر محیط تھا اور شاید ہی کسی ایک مقام پر ایک سے زیادہ نسلیں قیام کر پائی ہوں۔ اللہ ورسولہ اعلم۔

(2) شاہ عالم ثانی یعنی شاہ عالم دوم اٹھارواں مغل حکمران تھا جس کا اصل نام علی گوہر تھا۔ شاہ عالم ثانی 1728ء/1140ھ میں پیدا ہوا، اکتیس (31) برس کی عمر میں 1759ء/1173ھ میں بادشاہ مقرر ہوا اور اپنے انتقال 1806ء/1221ھ تک ہندوستان کا حکمران رہا۔ احمد شاہ درانی نے شہزادہ علی گوہر کے پاؤں نہ لگنے دیے یہاں تک کہ علی گوہر کئی کامیابیوں کے بعد 1772ء/

Marfat.com

1186ھ میں دہلی میں قیام کے قابل ہو کر موثر حکمرانی کا آغاز کر سکا۔ شاہ عالم ثانی نے مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پرگنہ پانڈو وال کا قاضی اسی وقت مقرر کیا ہوگا جب اُس نے اپنی حکومت مضبوط کر لی ہوگی۔ اگر یہ عرصہ تین چار برس بھی تصور کر لیا جائے تو یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1775ء/1189ھ میں یا اس کے بعد شاہ عالم ثانی کے دربار میں رسائی حاصل کر کے مسندِ قضا کے حقدار ٹھہرے ہوں گے۔ اُس وقت مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنجیدگی اور ذہنی بلوغت کی عمر میں ہونا چاہیے جو چالیس برس سے اوپر ہو سکتی ہے۔ خاندان کی بعد کی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے میرا گمان یہ ہے کہ مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ عمر کے آخری حصہ میں مسندِ قضا پر متمکن ہوئے۔ اُن کے بعد اُن کے صاحبزادے عبدالباری ؒ اور اُن کے صاحبزادے درویش محمد ؒ اس عہدہ پر کام کرتے رہے۔ درویش محمد ؒ کے بعد یا ان کی آخری عمر میں غالباً یہ پرگنہ ختم ہونے کے باعث عہدۂ قضا بھی ختم ہو گیا۔ لہٰذا درویش محمد ؒ کے صاحبزادے عبدالعزیز ؒ نے امامت کے فرائض سنبھالے اور ان کے فرزند فیض محمد ؒ اپنے گاؤں سے ہجرت کر کے بسلسلہ امامت سیدا شریف میں منتقل ہو گئے۔ میرے حساب کتاب کے مطابق حضرت فیض محمد ؒ کی سیدا شریف میں منتقلی 1820ء/1235ھ سے 1825ء/1240ھ کے درمیان ہوئی۔ واللہ اعلم

(3) بندۂ ناچیز الطاف محمود کی خوش نصیبی اور تقسیمِ وراثت کے نتیجے میں 957 صفحات پر مشتمل اللہ تعالیٰ کی برکات سے بھرپور، خطاطی کا نادر، انمول، خوبصورت، نایاب نمونہ ذاتِ حق نے اِس ناکارہ کے نصیب میں لکھ کر 2007ء میں اس بندۂ ہیچ کار کو عطا فرما دیا۔ اندازاً عرصہ دو سو سال سے زائد گذرنے اور اُس زمانے میں کاغذ آج کے اعلیٰ معیار کا نہ ہونے کی بنا پر بوسیدہ ہو چکا ہے، یہاں تک کہ اگر اس کا کوئی کونہ ذرا بے احتیاطی سے پکڑیں تو اس کے پھٹنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا بندۂ ناچیز نے اس کی جلد کھول کر ہر ورق کی الگ الگ lamination کروا کے ایک ایسے خوبصورت بکس میں محفوظ کر دیا ہے جس سے دیکھا اور پڑھا جا سکتا ہے۔ اگر lamination اتاری نہ گئی تو امید ہے کہ یہ مزید بوسیدگی کا شکار نہیں ہوگا۔ ارادہ ہے کہ اسے کمپیوٹر میں سکین

Marfat.com

(scan) کر کے، اس کا پس منظر (back ground) غائب کر کے متن کا پرنٹ چمکدار کاغذ glaze paper پر لے کر ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لوں۔ اس قرآنِ پاک کے ایک صفحہ کا عکس ضمیمہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ (متوفی 29 ذیقعدہ 1430ھ/17 نومبر 2009ء) نے مجھ سے ذکر کیا کہ یہ دو حمائل شریف ہیں، ایک بڑے سائز میں (جو راقم الحروف کے پاس ہے) اور دوسرا چھوٹے سائز میں پروفیسر صاحب کے پاس ہے۔ میں اُن کے پاس موجود حمائل شریف نہیں دیکھ سکا لہٰذا اس پر تبصرہ نہیں کر سکتا، البتہ انہوں نے میرے ہاں رکھا ہوا قرآنِ پاک دیکھنے کے بعد ہی اپنے قلمی حمائل شریف کا ذکر کیا۔ پروفیسر صاحبؒ نے قرآنِ پاک کے اِن دونوں نسخہ جات کو خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا حضرت فیض عالمؒ کی کاوش لکھا ہے جب کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے ابوالوفا صدیق احمدؒ نے ''ذکرِ محبوب'' میں حضرت درویش محمدؒ کو اپنے والے قرآنِ پاک کا کاتب بیان کیا ہے۔ ہو سکتا ہے ایک نسخہ حضرت درویش محمدؒ کی کاوش ہو جب کہ دوسرا حضرت فیض محمدؒ کی۔ واللہ اعلم۔

(4) [ذکرِ محبوب صفحہ 69 اشاعت 1999ء]

..................اختتام حاشیہ..................

مورخہ 17 اپریل 2010ء/2 جمادی الاول 1431ھ بروز ہفتہ موضع ''بھک''، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین میں ان مزارات کی زیارت کے لیے گیا جن کا ذکر میرے والد گرامی نے کیا ہے۔ وہاں اپنے ہی خاندان کے ایک بزرگ میاں محمد اشرف ملے جنہوں نے ان مزارات کی تصدیق کی اور بتایا کہ جب (راقم الحروف کے والد ماجد) ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزارات پختہ کروائے تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ ان تینوں مزارات میں سے درمیانی مزار مولانا

Marfat.com

عبداللطیف کا، غربی مزار مولانا عبدالباری کا جبکہ شرقی مزار مولانا درویش محمد کا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ میاں محمد اشرف کے پاس موجود شجرہ نسب بھی دیکھا جس میں عبدالباری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لکھا ہوا ہے۔ ہمارے شجرۂ نسب کے مطابق مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاجزادے عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جن کے مزار کی کوئی تفصیل تا حال معلوم نہیں ہو سکی۔ یہی عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت فیض عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ہوئے ہیں۔

چرخِ نیلی فام نے خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جد امجد حضرت فیض عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقشبندی (متوفی 1860ء/1277ھ) کو اپنے آبائی گاؤں سے ترکِ سکونت کر کے تخمیناً 1820ء/1235ھ میں موجودہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع منڈی بہاؤالدین کی تحصیل پھالیہ کے گاؤں ''سیدا'' میں بسلسلہ امامت سکونت پذیر ہونے پر مجبور کر دیا۔ مولانا فیض عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غلام نبی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت 1819ء/1234ھ؛ متوفی 25 نومبر 1888ء/21 ربیع الاول 1306ھ/اتوار) ساکن للہ شریف ضلع جہلم کے دستِ مبارک پر بیعت ہو کر سلوک کی منازل طے کیں۔ آپؒ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ کامل ولی اللہ تھے۔ حضرت فیض عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سا ہونہار اور لائق فرزند عطا فرمایا۔

حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسم بامسمیٰ، فقیہ اور عارفِ کامل تھے، اور حضرت غلام نبی للہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور اپنے والد کے پیر بھائی تھے۔ راقم الحروف کے والد گرامی ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''تلخ یادیں'' میں اُن

Marfat.com

کے متعلق تحریر فرمایا ہے:

(خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد) حضرت رکن عالم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسجد (سیداشریف والی موجودہ تو کلی مسجد) کے امام تھے اور امامت پر ہی گذارہ تھا۔ اس دور کے لحاظ سے حضرت رکن عالم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک اچھے خاصے عالم شمار کیے جاتے تھے۔ طبع اور مزاج فقیرانہ اور متوکلانہ پایا تھا۔ ان کی سات بیٹیاں تھیں اور یہ دو بھائی (حضرت رکن عالم کے بیٹے محبوب عالم اور نور عالم) تھے .... مرنجاں مرنج بزرگ تھے نماز (امامت) کے علاوہ معمولی سی طب سے اس دور کے مناسب واقفیت رکھتے۔ دینی پیشوا ہونے کے سبب بیماروں کو دم جھاڑ بھی دیا کرتے۔ حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے دو فرزند عطا فرمائے۔ بڑے بیٹے کا نام محبوب عالم اور چھوٹے بیٹے کا نور عالم موزوں کیا گیا۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)

[از تلخ یادیں]

.... آغاز نوٹ...........

نوٹ: ابوالوفاصدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ فیض عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بسلسلہ امامت سیداشریف میں وارد ہوئے۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالِ ولادت 1850ء/1266ھ اور اُن کے اجداد کی دہلی سے پانڈو وال منتقلی کے پیشِ نظر، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا فیض عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1820ء/1235ھ سے 1825ء/1240ھ کے درمیان سیداشریف میں مستقل سکونت کے لیے تشریف لا چکے تھے، جیسا کہ سابق صفحات میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسی مسجد میں امامت اختیار کی اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی مسجد

Marfat.com

میں امامت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد 1901ء / 1319ھ سے کم از کم ایک صدی قبل معرضِ وجود میں آچکی تھی۔ لہٰذا سیدا شریف کی موجودہ توکلی مسجد میں ''تعمیر اول 1901ء'' کا نصب شدہ لوحِ سنگ درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

.................اختتام نوٹ.................

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہن بھائی

ابو الوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مندرجہ بالا تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک بھائی اور سات بہنیں تھیں۔ میاں غلام رسول عرف میاں وَڈّا، ساکن موضع بوہت، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین نے 27 رجب المرجب 1434ھ / 7 جون 2013ء / بروز جمعۃ المبارک کو سیدا شریف میں مجھے بتایا کہ وہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سگے بھانجے ہیں اور اُن کے مطابق خواجہ محبوب عالم کی تین بہنیں تھیں:

1۔ غلام بی بی، جن کی شادی موضع بوہت میں ہوئی، جو میاں وڈا کی والدہ ہیں۔

2۔ مریم بی بی، جن کی شادی موضع بھُک، تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں ہوئی۔ [مجھے مریم بی بی کے نام پر اعتماد نہیں، کیونکہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ کا نام مبارک مریم بی بی تھا اور ہمارے ہاں ماں بیٹی کا نام ایک نہیں رکھا جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم]

3۔ میاں وڈا صاحب کو ان کا نام بھول گیا ہے مگر اتنا یاد رہا کہ ان کی شادی لنگر مخدوم میں ہوئی۔ (یہ بات درست ہے کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک ہمشیرہ کی شادی لنگر مخدوم میں ہوئی۔ الطاف)

Marfat.com

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کرامت

میاں غلام رسول عرف میاں وَڈا، ساکن موضع بوہت، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین نے 27 رجب المرجب 1434ھ/7 جون 2013ء/بروز جمعۃ المبارک کو سیدا شریف میں مجھ سے بیان کیا: موضع بوہت میں ایک شخص نے خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرغ چوری کرلیا اور آپؒ کے پوچھنے پر انکار کر دیا۔ آپؒ نے فرمایا ''بول اوئے ککڑا۔'' اتنا کہتے ہی جس جس نے وہ مرغ کھایا تھا ''ککڑوں کُوں، ککڑوں کُوں'' بولنے لگا۔ اب تک وہ خاندان بوہت میں ''ککڑاں والا'' کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سیدا شریف میں ہمارے ہمسائے بابا مہر محمد نے 1978ء میں 100 برس سے زائد عمر میں وفات پائی، لہٰذا اُن کی ولادت 1878ء سے پہلے ہوئی۔ محمد اسلم صدقانہ (ولادت 1956ء) بن محمد نے اپنے دادا بابا مہر محمد کے حوالہ سے بتایا کہ انہوں نے حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خود دیکھا ہے اور بتایا کرتے کہ اُن کا قد درمیانہ اور جسم ہلکا تھا جبکہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جسیم تھے اور ان کا قد بہت لمبا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر باباجی نے دس برس کی عمر میں بھی انہیں دیکھا ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت رکن عالمؒ 1888ء یا اس سے چند برس بعد تک زندہ رہے ہوں گے۔ باباجی کے مطابق وہ نہایت سادہ مزاج اور مستجاب الدعوات تھے۔

- حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہلیہ محترمہ کا نام مریم بی بی رحمہا اللہ تعالیٰ تھا۔ مریم بی بی با کرامت اور ذاکر خاتون تھیں۔ انہوں نے 1924ء میں ایک سو پانچ

Marfat.com

(105) سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اس وقت ابوالوفا صدیق احمدؒ کی عمر آٹھ برس تھی۔ [ماخذ: ذکرِ محبوب]

حضرت فیض عالم اور ان کے صاجزادے حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے مزارات کا محل وقوع: سیدا شریف میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک سے عین مغرب کی جانب سنگِ مرمر سے مزین دو مزارات ایک ہی چبوترے پر بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے غربی مزار حضرت فیض عالم کا ہے اور شرقی جانب والا اُن کے صاجزادے حضرت رکن عالم کا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما

تعلیم

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فارسی کی ابتدائی کتب اپنے جد امجد سے پڑھیں۔ آپؒ دس برس کے ہوئے تھے کہ 1860ء/1276ھ میں آپ کے دادا حضرت فیض عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خالق حقیقی سے جا واصل ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد والدین کی اجازت سے حصولِ علم کے لیے موضع بھابڑہ ضلع سرگودھا میں قاضی سلطان محمود نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صرف ونحو پڑھ کر مڈھ رانجھا (سرگودھا) میں ''شرح جامی'' تک پڑھا۔ 1864ء/1280ھ میں مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور میں مولانا احمد الدین بگوی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے قریباً ایک سال تک تعلیم حاصل کی۔ 1865ء/1282ھ میں لدھیانہ میں مولانا شاہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے موقوف علیہ کی اکثر کتب پڑھیں۔ 1866ء/1283ھ میں ضلع سہارنپور میں مدرسہ دارالعلوم دیوبند کا آغاز ہوا تو آپ نے اس میں داخلہ لے لیا۔ وہاں آپ نے شیخ محمد یعقوب نانوتوی چشتی (متوفی 1884ء/1302ھ) سے خاص طور پر کسب علم کیا۔ حدیث دارالعلوم

Marfat.com

کے سرپرست و مہتمم شیخ محمد قاسم نانوتوی (ولادت: 1833ء / 1252ھ؛ وفات: 1880ء / 1297ھ) اور صدر المدرسین شیخ محمد یعقوب نانوتوی سے پڑھی۔ دارالعلوم دیوبند میں (شیخ الہند) مولانا محمود حسن (متوفی 1920ء / 1339ھ)، خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمدرس اور کلاس فیلو تھے۔

1872ء / 1289ھ میں بائیس سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند سے امتیاز کے ساتھ فارغ التحصیل ہونے کے بعد شیخ رشید احمد گنگوہی (متوفی 1905ء / 1323ھ) سے حدیث نبویؐ کی دوسری سند اور اسماء الرجال میں خصوصی دسترس حاصل کی۔ 1874ء / 1292ھ میں رامپور کے مشہورِ زمانہ مدرسہ عالیہ نواب فیض اللہ خان میں ایک سال تک علوم عقلیہ، منطق، فلسفہ، ریاضی، ہیئت، نجوم، اور خصوصاً فقہ حنفی کی بڑی کتب پڑھیں اور فتویٰ نویسی میں تخصص (specialization) حاصل کیا۔ یہاں مفتی محمد سعد اللہ رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1877ء / 1294ھ) آپؒ کے خاص استاد تھے جو ریاست رامپور کی اعلیٰ ترین عدالت سپریم کورٹ آف رامپور سٹیٹ کے مفتی اعظم تھے۔

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اسنادِ حدیث حاصل کیں ان میں سے دارالعلوم دیوبند سے مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے ذریعہ ملنے والی سند بطریق شیخ طاہر کُردی اور بطریق الشیخ محمد افضل سیالکوٹی بواسطہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت: 26 مئی 1564ء / 15 شوال المکرم 971ھ؛ وصال: 10 دسمبر 1624ء / 28 صفر المظفر 1034ھ) پر منتہی ہوتی ہے۔ حدیث کی ایک سند شیخ رشید احمد گنگوہی سے اور چند ایک علماءِ بغداد سے بھی عطا ہوئیں۔

Marfat.com

سندِ حدیث بطریق شیخ طاہر کردیؒ:

(1) حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ
(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(3) سیدنا الاعرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(4) سیدنا ابی الزناد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(5) سیدنا شعیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(6) سیدنا ابی الیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(7) سیدنا ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری المعروف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

[یہاں تک اسناد بہت سے واسطوں سے حضورِ اکرم ﷺ تک پہنچتی ہیں مگر میں نے تبرکاً ایک ہی طریق سے بیان کی ہے۔]

(8) سیدنا ابو عبداللہ محمد بن یوسفؒ
(9) سیدنا ابو محمد عبداللہ بن احمد سرخسیؒ
(10) سیدنا ابو الحسن عبدالرحمٰنؒ
(11) سیدنا عبدالاول بن عیسیٰؒ
(12) سیدنا سراج الحسینؒ
(13) سیدنا احمد بن ابی طالب الحجارؒ
(14) سیدنا ابراہیم احمد التنوخیؒ
(15) سیدنا شہاب الدین احمد بن علی بن امام حجر عسقلانیؒ
(16) سیدنا احمد زکریاؒ
(17) سیدنا شمس الدینؒ
(18) سیدنا احمد بن عبدالقدوس الشناوریؒ
(19) سیدنا احمد قشاشیؒ
(20) سیدنا ابراہیم الکردیؒ
(21) سیدنا طاہر الکردیؒ
(22) سیدنا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
(23) سیدنا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
(24) سیدنا شاہ محمد اسحاق دہلویؒ
(25) سیدنا عبدالغنی مجددیؒ
(26) شیخ محمد یعقوب نانوتویؒ
(26) شیخ محمد قاسم نانوتویؒ
(27) خواجہ محبوب عالم سیدویؒ

Marfat.com

سندِ حدیث بطریق حضرت مجدد الف ثانیؒ :

(1) شیخ احمد سرہندیؒ المعروف مجدد الف ثانی (2) الشیخ محمد سعید المعروف خازن الرحمتؒ

(3) مولانا عبد الاحد وحدت گلؒ (4) ملا محمد افضل سیالکوٹیؒ

(5) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (6) شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

(7) شاہ محمد اسحاق دہلویؒ (8) حضرت عبد الغنی مجددیؒ

(9) شیخ محمد یعقوب نانوتویؒ (9) شیخ محمد قاسم نانوتویؒ

(10) خواجہ محبوب عالم سیدویؒ

سندِ حدیث از شیخ رشید احمد گنگوہی:

(22) سیدنا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (23) سیدنا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

(24) سیدنا شاہ محمد اسحاق دہلویؒ (25) سیدنا عبد الغنی مجددیؒ

(26) شیخ رشید احمد گنگوہیؒ (27) خواجہ محبوب عالم سیدویؒ

ایک غلطی کی تحقیق

صاحبزادہ محمد احمد ہاشمیؒ (متوفی 27 اپریل 2014ء / 28 جمادی الثانی 1434ھ) نے خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتب کے آغاز میں آپؒ کے تعارف میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمود حسن کا مندرجہ ذیل خط کشیدہ الفاظ میں شاگرد لکھا ہے ''آخر ہندوستان کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں داخل ہو گئے۔ اس وقت دارالعلوم کے صدر مدرس حضرت مولانا محمود الحسن صاحب تھے جو علمِ حدیث میں شہرۂ آفاق اور امامِ فن

Marfat.com

تھے۔ وہاں رہ کر تمام معقول و منقول حاصل کر کے سند حاصل کی۔"

اس عبارت میں فاضل مصنف سے ایک تاریخی غلطی ہوگئی، وہ یہ کہ جب خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے تو اس وقت مولانا محمود حسن دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات آپس میں ہم درس یعنی کلاس فیلو تھے اور انہیں دارالعلوم دیوبند کی پہلی کلاس کا طالب علم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مولانا محمود حسن دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس بہت بعد میں مقرر ہوئے۔ تاریخ کے وہ طلبا جو اِن حضرات کے حالات اور احوال میں دلچسپی رکھتے ہوں اُن کے لیے اِن غلطیوں کی درستی اہمیت کی حامل ہے، لہٰذا ذیل کی سطور میں ان نکات کی تحقیق پیش کی جاتی ہے۔

حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال اگست 1897ء / ربیع الاول 1315ھ میں ہوا جیسا کہ "ذکرِ خیر" میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، "لمعاتِ کمالاتِ قادریہ معاون تبرکاتِ خالقیہ" میں منشی عاشق علی خان ناطق، "تذکرہ توکلیہ" کے مصنف منشی نور احمد، "تذکرہ مشائخ نقشبندیہ" میں حضرت نور بخش توکلی، "خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ..... احوال و آثار" میں پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر سابق چیئرمین شعبہ عربی زبان و ادب، پنجاب یونیورسٹی، نے تحریر کیا۔

ذکرِ خیر کے دیباچہ میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انبالہ شریف میں اپنے عرصۂ قیام کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ

"یہ وجہ فقیر (خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے گیارہ برس حضرت (توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں رات دن ٹھہرنے کی ہوئی۔"

Marfat.com

آپ اپنی دوسری تصنیف ''تنویر الابصار'' کے دیباچہ میں لکھتے ہیں ''حضرت توکل شاہ صاحب محبوبِ الٰہی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ صحبہ اجمعین (کے ہاں) حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ تقریباً نو برس خاص خدمت حضوری میں رہ کر فیوضاتِ باطنی سے مستفید ہوا۔''

یہ بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ آپ کم وبیش دس برس انبالہ شریف میں حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ٹھہرے۔ یعنی خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1897ء/1315ھ سے تقریباً دس برس قبل دسمبر 1886ء/ربیع الثانی 1304ھ میں انبالہ شریف میں حضرت توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انبالوی سے بیعت ہوئے۔

ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''ذکرِمحبوب'' میں عنوانات ''تعلیم وتربیت، وطن کو واپسی، امتحان عہدۂ مفتی، روحانی زندگی کا آغاز، دعاءِ مجذوب، دارالافتاء سے استعفیٰ، قیامِ دہلی، قیامِ کرنال، توکلی آستانے پر حاضری'' کے تحت حضرت خواجہؒ کی دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد سے لے کر حضرت توکل شاہ انبالویؒ سے بیعت ہونے تک کی جو مصروفیات بیان فرمائی ہیں ان کا اختصار کچھ اس طرح ہے:

وہاں (دارالعلوم دیوبند میں) رہ کر تمام علوم معقول ومنقول حاصل کر کے سند حاصل کی۔ اس کے بعد گنگوہ تشریف لے گئے جہاں حضرت مولانا رشید احمد صاحب (1) کا درسِ حدیث عروج پر تھا، اس میں شامل ہو گئے۔ وہاں سے خصوصی سندِ حدیث حاصل کی۔ علمِ فلسفہ اور ہیئت میں اُس وقت ریاست رامپور کو

Marfat.com

جو مقام اور شہرت حاصل تھی وہ کسی اور مقام کو نہ تھی اگر چہ یہ علوم بھی آپ حاصل کر چکے تھے مگر ان فنون میں خصوصی کمال حاصل کرنے کے لیے رامپور تشریف لے گئے اور ان کی وہاں تکمیل کی اور امتیازی طور پر کامیاب ہوئے ....

اب آپؒ کی عمر پچیس برس کے قریب پہنچ چکی تھی۔ گھر سے نکلنے کے بعد اب تک وطن تشریف لے جانا تو درکنار والدین کو اطلاع تک بھی نہ دی تھی کہ کہاں ہیں۔ تکمیل علوم کے بعد اچانک حُبِ وطن غالب ہوئی۔ زیارتِ والدین کا شوق پیدا ہوا۔ اپنے آبائی گاؤں تشریف لائے .... (کچھ عرصہ گاؤں میں گزارنے کے بعد) .... آپ نے واپس آ کر عہدۂ مفتی کے امتحان کا ارادہ کرلیا کیونکہ دینی اور دنیوی حیثیت سے یہ ایک بڑا منصب تھا۔ نصاب عہدۂ مفتی جو اُس وقت وہاں (ریاست رامپور کے مدرسہ عالیہ نواب فیض اللہ خان میں) پڑھایا جاتا تھا، پڑھ کر امتحان دیا اور بفضل تعالیٰ اس میں اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوئے۔ امتحان کے بعد آپ کو (ریاست رامپور میں ہی) ''نائب مفتی'' (Deputy Chief Justice of Rampur State) کا عہدہ سپرد کر دیا گیا۔ یہ نواب کلبِ علی خان (2) کا دورِ حکومت تھا۔ .... اور حب الٰہی کی گرمی غیر معمولی طریقہ سے قلب میں محسوس ہونے لگی اور دنیاوی جاہ وجلال چاہنے والی خواہش کو آہستہ آہستہ مٹانے لگی۔ رہ رہ کر مشائخ کرام کی محبت دل میں جوش مارتی، بار بار یہی ولولہ پیدا ہوتا کہ جہاں تک ممکن ہو اِن بکھیڑوں سے نجات پا کر سلاسل طریقت میں منسلک ہونا چاہیے .... یہ خیال ایسا غالب ہوا اور ایسی شدید ترین صورت اختیار کر گیا کہ استعفیٰ دینے پر مجبور ہو

Marfat.com

گئے ...... نواب صاحب نے ہر ممکن طریقہ سے روکنا چاہا، ترقی اور رامپور میں مستقل سکونت اور رہائشی مراعات کا یقین دلایا مگر اِس جذبے کے سامنے کوئی پیش نہ گئی۔ آپ نے ان کی سنی اَن سنی کر دی۔ آخر کار مجبور ہو کر نواب صاحب نے استعفیٰ منظور کر لیا۔ پھر آپ نے تلاشِ شیخ میں اسلامی ممالک کے سفر پر کمر ہمت باندھی تا کہ کوئی اللہ تعالیٰ کا مقبول مل جائے تو کام بن جائے۔ چنانچہ آپ ٹرکی میں پہنچے اور سلطانِ ترکی (3) کی فوج میں ملازمت اختیار کی۔ ایک جہاد میں شامل ہوئے، ایک ٹانگ پر گولی بھی لگی جس کا نشان موجود تھا۔ (تفصیل ضمیمہ نمبر 3 میں) گویا سنتِ جہاد تو پوری ہوئی مگر ابھی تک شیخ نہ ملا۔ مایوس ہو کر واپس ہندوستان آئے اور دہلی میں قیام فرمایا...... (یہاں) آپ نے مدرسہ حسین بخش میں ملازمت اختیار کر لی ...... درسی کتب کے اسباق آپ کے سپرد کیے گئے ...... کئی ماہ تک آپ کا معمول یہی رہا...... آخر دہلی سے بھی طبیعت اچاٹ ہوگئی، دہلی چھوڑ کر کرنال تشریف لے گئے ...... اہلِ کرنال نے ایک مدرسہ اسلامیہ جاری کیا تھا جس کے لیے انہیں کسی ماہر استاد کی ضرورت تھی...... مدرسہ میں آپ کو صدر مدرس رکھ لیا گیا۔ (یوں آپ) درس و تدریس میں مشغول ہو گئے......

یہاں کرنال میں تواتر سے خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اعلیٰ شخصیت، اخلاق و کردار، کرامات اور بلندئ مقامات کا تذکرہ سنتے ہوئے ملاقات کے لیے چلے گئے اور بیعت ہو کر واپس لوٹے۔ بعد ازاں کرنال کے مدرسہ سے بھی استعفیٰ دے دیا اور حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں

Marfat.com

رہنے لگے۔

.... آغاز حاشیہ ....

(1) شیخ رشید احمد گنگوہی: ولادت 10 مئی 1829ء /6 ذیقعد 1244ھ؛ متوفی 11 اگست 1905ء /9 جمادی الثانی 1323ھ؛ مدفون گنگوہ، ضلع سہارنپور۔

(2) نواب کلب علی خان 1832ء /1248ھ میں پیدا ہوئے، 1865ء /1282ھ میں اپنے والد نواب یوسف علی خان کی وفات کے بعد ریاست رامپور کے نواب مقرر ہوئے۔ نواب کلب علی خان علم دوست اور فنونِ لطیفہ کے دلدادہ انسان تھے۔ انہوں نے ریاست کی لائبریری کو انتہائی وسعت دی، اُس دور میں تین لاکھ روپے کی مالیت سے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی، فن تعمیر کو پھیلایا، تعلیم عام کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ انہیں عربی اور فارسی پر کمال دسترس تھی۔ علمِ فقہ اور قانون پر بہت توجہ دی۔ انہوں نے 23 مارچ 1887ء /28 جمادی الثانی 1304ھ کو پچپن برس کی عمر میں وفات پائی۔

(3) اُس وقت سلطنتِ عثمانیہ کے چونتیسویں خلیفہ سلطان عبدالحمید ثانی تھے جو 22 ستمبر 1842ء / 17 شعبان 1258ھ کو پیدا ہوئے اور 10 فروری 1918ء /28 ربیع الثانی 1336ھ کو وفات پائی۔ انہوں نے 31 اگست 1876ء /11 شعبان 1293ھ سے 27 اپریل 1909ء /6 ربیع الثانی 1327ھ تک حکومت کی۔ وہ خلافتِ عثمانیہ کے آخری مؤثر حکمران ثابت ہوئے۔ انہوں نے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے قیام کا سلسلہ شروع کیا لیکن اسے پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ علم دوست انسان تھے۔ اُن کے بعد دو خلفاء آئے اور خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

.... اختتام حاشیہ ....

اگر دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکمل کردہ کورسز، اور ملکی وغیر ملکی اسفار (سفر کی جمع)، سلطانِ ترکی کی فوجی ملازمت

Marfat.com

وغیرہ کا عرصہ تخمیناً پانچ (5) برس بھی لگا یا جائے، جبکہ رامپور کی مدتِ ملازمت کم وبیش دس (10) برس بنتی ہے، یہ عرصہ ملا جلا کر تقریباً پندرہ (15) برس بن جاتا ہے۔ اس حساب سے خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دارالعلوم دیوبند سے 1873ء / 1290ھ کے لگ بھگ فارغ التحصیل ہوئے ہوں گے۔ اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 9؛ طبع اول 1972ء /1392ھ؛ صفحہ نمبر 622؛ زیرِ عنوان ''دیوبندی'' کے مطابق دارالعلوم دیوبند کا نصاب آٹھ برس کا ہے۔ اس طرح اگر دارالعلوم دیوبند کے آٹھ برس کے قیام کو منہا کریں تو حضرت کے دارالعلوم میں داخلہ کا سال 1866ء / 1283ھ / بنتا ہے۔ اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 9؛ طبع اول 1972ء / 1392ھ؛ صفحہ نمبر 621؛ زیرِ عنوان ''دیوبندی'' میں تحریر ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا قیام (30) مئی 1866ء /15 محرم الحرام 1283ھ کو عمل میں آیا۔

اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 20؛ طبع اول 1984ء / 1404ھ؛ زیرِ عنوان ''محمود حسن''؛ صفحہ نمبر 33 پر یوں رقم طراز ہے ''1283ھ میں دارالعلوم دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمود حسن دارالعلوم کے سب سے پہلے طالبعلم تھے۔'' اس طرح خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا محمود حسن آپس میں کلاس فیلو ہیں اور دونوں کو دارالعلوم دیوبند کی سب سے پہلی کلاس میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔

عوام کی نظر میں ایک غلط فہمی یہ بھی ہے کہ مولانا محمود حسن دارالعلوم دیوبند کے پہلے اور اکلوتے طالب علم تھے۔ اتنی بات درست ہے کہ وہ دارالعلوم کے پہلے طالبعلم تھے لیکن یہ بات کہ وہ ابتدائی سال کے اکلوتے طالبعلم تھے، کسی طرح درست نہیں۔ اس بارے میں اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 9؛ طبع اول 1972ء /1392ھ؛

Marfat.com

صفحہ نمبر 621 اور 622؛ زیرِ عنوان ''دیوبندی'' میں یوں تحقیق کی گئی ہے ''اس درس گاہ کے..... سب سے پہلے طالب علم مولانا محمود الحسن تھے (جو بعد میں شیخ الہند مشہور ہوئے)...... پہلے سال ہی کے اختتام پر اس درس گاہ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور طلبہ کی تعداد اٹھتر (78) تک پہنچ گئی، جن میں بنارس، پنجاب اور افغانستان کے اٹھاون (58) طلبہ بھی شامل تھے۔'' اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے سال 1866ء/1283ھ میں شیخ محمود حسن اکلوتے طالبعلم نہ تھے بلکہ سال کے آخر تک ان کے ستتر (77) ہمدرس اور بھی بن چکے تھے۔

اب ایک اور جہت پر نظر ڈالتے ہیں کہ جب مولانا محمود حسن دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مقرر ہوئے تو کیا اُس وقت خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دارالعلوم دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے، اگر نہیں تو پھر کہاں تھے؟

اس حقیقت میں تو کوئی کلام نہیں ہے کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے دس (10) برس قبل اُن کے دستِ مبارک پر طریقت کی بیعت کی جو کہ دسمبر 1886ء/ ربیع الثانی 1304ھ بنتا ہے۔ یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت سے قبل نہ صرف یہ کہ 1873ء/1290ھ میں دارالعلوم دیوبند سے تعلیم مکمل کر چکے تھے بلکہ شیخ رشید احمد گنگوہی سے علمِ حدیث میں اعلیٰ تعلیم، مدرسہ عالیہ نواب فیض اللہ خان سے فتویٰ نویسی کی تعلیم، ریاست رامپور ڈپٹی چیف جسٹس کی ملازمت کے علاوہ شیخ کی تلاش میں ملکی وغیر ملکی اسفار کر چکے تھے۔

اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 20؛ طبع اول 1984ء/1404ھ؛

Marfat.com

زیرِ عنوان ''محمود حسن''؛ صفحہ نمبر 33 پر مندرج ہے کہ ''شیخ الہند مولانا محمود حسن (1887ء)/1305ھ میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مقرر ہوئے۔''یعنی جس سال (1887ء / 1305ھ میں) شیخ محمود حسن دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہوئے اس سے پچھلے سال کے آخری ماہ (یعنی دسمبر 1886ء / ربیع الثانی 1304ھ) میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔لہٰذا جب شیخ محمود حسن دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مقرر ہوئے تو اُس وقت خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،حضرت انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں مقیم ہو چکے تھے یا مدرسہ علومِ عالیہ اسلامیہ کرنال سے مستعفی ہونے والے تھے۔اس تمام بحث کی روشنی میں سوال پیدا ہوتا ہے،یہ کیسے ممکن ہے کہ دارالعلوم دیوبند سے 1873ء/1290ھ میں فارغ التحصیل ہونے کے تقریباً پندرہ برس بعد دسمبر 1886ء/ربیع الثانی 1304ھ میں حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہونے والے خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1887ء/ 1305ھ یا مابعد مولانا محمود حسن کے عرصۂ صدر مدرسی میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے ہوں؟

اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام؛ جلد 20؛ کے مطابق مولانا محمود حسن 1851ء/1268ھ میں بریلی میں پیدا ہوئے۔خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سالِ ولادت 1850ء / 1266ھ ہے لہٰذا یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ دونوں حضرات ہم عمر ہونے کے باوصف اکٹھے ہی پڑھے ہوں۔

میرا غالب گمان یہ ہے کہ ''ذکرِ محبوب'' کے مصنف ابوالوفا حضرت صدیق احمد

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تسامح ہوا اور جناب صاجزادہ محمد احمد ہاشمیؒ کو یہ غلطی اس لیے لگی کہ انہوں نے "ذکرِ محبوب" کے فاضل مصنف ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مندرجہ بالا خط کشیدہ عبارت بلاتحقیق اپنے مضامین میں نقل کر دی۔ شاید ان کی نظر "ذکرِ محبوب" ہی کے آخری عنوان "آپ کے چند خلفاء کا ذکر" پر نہ پڑی۔ ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "ذکرِ محبوب" میں بعنوان "آپ کے چند خلفاء کا ذکر" کے ذیلی عنوان "جناب خلیفہ اصغر علی صاحب" میں خلیفہ صاحب کا ایک بیان اس طرح نقل فرمایا ہے:

"اس خیال کو پیشِ نظر رکھ کر میں (یعنی خلیفہ سید اصغر علی شاہ) دیوبند (میں) حضرت شیخ الہند مولانا محمود (حسن) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا جو میرے پیر و مرشد (خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہم سبق تھے۔"

لگتا ہے کہ "ذکرِ محبوب" کی پہلی عبارت ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق کا نتیجہ نہ تھی بلکہ غلطی سے لکھی گئی۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ دوسری عبارت ذکرِ محبوب کے پہلے ایڈیشن میں شامل نہ تھی بلکہ بعد میں سید اصغر علی شاہ (متوفی 8 مئی 1930ء/9 ذوالحجہ 1348ھ) کے خلیفہ جناب صوفی کالے خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما (متوفی 22 جون 1979ء / 27 رجب المرجب 1399ھ) نے یہ تفصیل ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شامل کروائی۔ یہ تحریر شامل کرتے وقت یقیناً ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا بغور مطالعہ کیا ہوگا اور درست سمجھ کر ہی اسے کتاب میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہوگا ورنہ اختلاف کی صورت میں ایک مختصر سا حاشیہ دے دیتے۔

Marfat.com

.... آغاز نوٹ ....

نوٹ: اگر کسی قاری کا گمان ہو کہ مجھ سے اس موضوع پر تحقیق میں غلطی ہوگئی ہے تو وہ بلا جھجک اپنی تحقیق حوالہ جات کے ساتھ روانہ کردیں تا کہ اس غلطی کو درست کیا جاسکے۔ الطاف

.... اختتام نوٹ ....

عملی زندگی

مارچ 1874ء / صفر 1292ھ میں آپ بچپیس سال کی عمر میں (نائب قاضی القضاۃ) ڈپٹی چیف جسٹس آف سپریم کورٹ آف رامپور سٹیٹ متعین ہو گئے۔ عملی زندگی میں اس کامیابی کے حصول کے بعد دس سال کی عمر میں گھر سے رخصت ہو کر حصولِ علم کا مقصد پانے میں متواتر پندرہ سال گزارنے کے بعد پچیس برس کی عمر میں مارچ 1874ء / صفر 1292ھ میں اپنے وطن سیدا شریف آئے اور برسوں بعد اپنی والدہ ماجدہ سے ملے۔ (والدہ صاحبہ سے ملاقات کا یہ دلچسپ واقعہ "ذکرِ محبوب" میں درج ہے۔) دسمبر 1884ء / صفر 1302ھ تک قریباً دس سال اس اعلیٰ منصب پر فائز رہے۔

سفرِ تصوف: ستمبر 1884ء / شوال 1302ھ میں ایک مجذوب کی دعا کے زیرِ اثر آپؒ کے دل میں طلبِ حق کی آگ بھڑکی جس نے آپؒ کو ڈپٹی چیف جسٹس آف سپریم کورٹ آف رامپور سٹیٹ جیسے پرکشش عہدہ سے استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا۔ یہ جذبہ اس قدر قوی ہو گیا کہ اس نے مولانا محمود حسن کی جانب سے آپؒ کو دارالعلوم دیوبند میں شیخ محمد یعقوب نانوتوی کی جگہ تدریس، افتاء اور شیخ الحدیث کا عہدہ سنبھالنے کی پیشکش بھی قبول نہ کرنے دی۔ اسی جذبہ کے زیرِ اثر افغانستان، خراسان، ایران، بخارا تک تلاشِ

Marfat.com

مرشد میں سیاحت کی لیکن مقصد میں کامیابی نہ ملنے پر واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔اس کے بعد مدرسہ حسین بخش دہلی اور مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ کرنال میں بطورشیخ الحدیث و صدر المدرسین اپنے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ تلاشِ حق میں سرگرداں رہے۔قیامِ کرنال کے دوران آپؒ نے شہر انبالہ شریف میں نقشبندی مجددی بزرگ خواجہ توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 4 اگست 1897ء / 4 ربیع الاول 1315ھ) کی ولایت کا شہرہ سنا تو مسنون استخارہ کے بعد دسمبر 1886ء/ ربیع الثانی 1304ھ میں ان کے ہاں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور باطنی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے آٹھ برس بعد (1) 1895ء/1313ھ میں خلافت پائی۔ یوں اپنے شیخ طریقت کے وصال تک تقریباً دس یا گیارہ برس اپنے مرشد کی خدمت میں بسر کیے۔ اس دوران توکلی خانقاہ پر مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ تو کلیہ جاری کیا۔اپنے تقریباً دس سالہ قیامِ انبالہ شریف کے دوران سرکاری طور پر شہر انبالہ کے مفتی اور وہاں کی مرکزی جامع مسجد ''مسلم مسجد'' کے خطیب بھی رہے۔

......................آغاز حاشیہ

(1) ذکرِ محبوب، اشاعت 1999ء، صفحہ 100 بعنوان ''مجاہدہ کی ایک کٹھن منزل''

......................اختتام حاشیہ

انبالہ شریف میں قیام کے دوران اپنے پیشوا کے زیر سایہ بے شمار ریاضات اور مجاہدات کیے جن کا ذکر اُن کی کتب میں ملتا ہے۔طریقت و حقیقت میں اپنے شیخ طریقت حضرت توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توقع کے موافق مرتبہ پا چکے تو شیخ نے اپنی زندگی میں اپنے وصال سے دو برس قبل 1895ء/1313ھ میں مسندِ ارشاد پر فائز

Marfat.com

فرما دیا۔ اپنے شیخ کی رہنمائی میں حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 9 دسمبر 1624ء/28 صفر المظفر 1034ھ) کے بیان کردہ سنتِ خیر الانام ﷺ کے ساتوں درجوں کا کامل نمونہ بن گئے۔ (1) علمِ شریعت کے متوازی معرفتِ الٰہی کا جو مقام آپ کو نصیب ہوا وہ صدیوں میں جا کر کسی ایک آدھ کے حصہ میں آسکا۔

.... آغاز حاشیہ ....

(1) جن قارئین کو سنت کے ساتوں درجوں کی تفصیل میں دلچسپی ہو وہ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 54 (جلد دوم) یا ''ذکرِ خیر'' باب 3: پابندیٔ شریعت؛ فصل 6: اتباعِ سنت یا اس بندۂ ناچیز کی تصنیف ''الطاف نامے'' کا مطالعہ فرمائیں۔)

.... اختتام حاشیہ ....

پیشوائے گرامی کے وصال کے بعد آپؒ پر ان کے فراق اور جدائی میں بے قراری اور غم و الم کا دور آیا جس میں آپؒ نے بلادِ اسلامیہ کی سیاحت کی۔ آپؒ ممبئی سے بحری جہاز کے ذریعہ بصرہ کے راستے بغداد پہنچے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سجادہ نشین سید عبد الرحمن الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (1) نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح مبارک سے خواب میں دیے گئے حکم کی بجا آوری کے طور پر آپؒ کی خوب میزبانی کی اور قادریہ سلسلہ کی خلافت عطا فرمائی۔ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سجادہ نشین کی جانب سے قادریہ سلسلہ کی خلافت کی عنایت 1901ء یا 1902ء/1319ھ یا 1320ھ میں ہوئی۔ آپؒ نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں دو سال قیام کیا جس دوران بغداد کے مشائخ سے وہاں کے سلاسل طریقت قادریہ اور شاذلیہ وغیرہ کی اجازتیں لیں اور بغداد کے ممتاز علماء سے اسنادِ

Marfat.com

حدیث بھی حاصل کیں۔اس سیاحت کے عرصہ میں آپؒ افغانستان، عراق، بخارا، سنٹرل ایشین سٹیٹس (Central Asian States) میں بھی تشریف لے گئے۔ واپسی کے سفر کے دوران پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں قیام فرمایا۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپؒ کو چشتیہ سلسلہ کا خرقہ عطا فرمایا۔(2) جب آپؒ کو چشتیہ سلسلہ کا خرقہ عطا ہوا تو یہ 1903ء/1321ھ کا سال بنتا ہے۔

آغاز حاشیہ............

(1) سید عبد الرحمن الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت 1841ء/1257ھ کو ہوئی۔ وہ 11 نومبر 1920ء سے 20 نومبر 1922ء تک عراق کے پہلے وزیرِ اعظم رہے۔ انہوں نے 1927ء/1346ھ میں وفات پائی۔

(2) [ذکرِ محبوب، اشاعت 1999ء، صفحہ 104 بعنوان "تکمیل نسبتِ چشتیہ"]

اختتام حاشیہ............

خواجہ توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحِ اقدس کی طرف سے واپسی کے حکم پر آپؒ نے افغانستان کے راستے واپس آ کر سیدا شریف میں مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ جاری کیا اور دارالافتاء قائم کیا جہاں سے جاری ہونے والے آپ کے فتوے نہایت وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ (آپؒ کا تحریر کردہ ایک فتویٰ اس کتاب کے ضمیمہ نمبر 4 میں شامل کر دیا گیا ہے) متوسلین سلسلہ عالیہ کی تربیت کے لیے خانقاہ بھی قائم کی۔

اپنے مرشد حضرت توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی منازل کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ قیامِ بغداد کے دوران وہاں کے علماء سے محی

Marfat.com

الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتب کا مطالعہ کر کے مشاہدہ کے متوازی علمی طور پر بھی ان نظریات کی تحقیق فرمائی۔ آپ نظریہ وحدت الشہود کے قائل تھے۔ ان نظریات کے حامل بزرگوں میں سے اکثر نے مخالف نظریہ کے حامل بزرگوں کا سختی سے تعاقب کیا ہے۔ لیکن آنجناب کا ان کے متعلق گمان تھا کہ یہ حضرات صرف ایک مقام کا مشاہدہ کر سکے لہٰذا وہ دوسرے نظریہ کے بارے میں اس طرح کی (ادھوری) رائے رکھنے پر معذور ہیں۔ (1) شہودی ہونے کے باوجود نظریہ وجود کے متعلق آپ کی رائے تھی کہ یہ گمراہی نہیں بلکہ سلوک کی منازل میں سے ایک منزل ہے اور ہر سالک کو اس منزل سے گزرنا پڑتا ہے۔ آپ نے وحدت الوجود پر ایک خوبصورت مشاہداتی اور علمی تحریر اپنی تصنیف ''تنویر الابصار'' (2) میں یادگار چھوڑی ہے۔

.... آغاز حاشیہ ....

(1) بندۂ ناچیز الطاف محمود کا خیال ہے کہ زیادہ تر حضرات مقلدانہ روش میں اور چند ایک صرف علمی طور پر کسی ایک نظریہ سے وابستہ ہیں اور مشاہدہ سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ کاش وہ اپنے عقیدے کی بنیاد مشاہدہ کو بنا کر بھلے کسی بھی نظریہ سے منسلک ہو جاتے۔

(2) ''تنویر الابصار'' بعد از تجدید و تخریج ''الطاف الاذ کار تجدید تنویر الابصار'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے اور مارکیٹ میں دستیاب ہے]

.... اختتام حاشیہ ....

قیام سیدا شریف کا فیصلہ: باوجود یہاں قیام کرنے کے ان لوگوں کی ناقدرشناسی سے یہاں سے ترکِ وطن کا تین بار ارادہ فرمایا۔ آپ جب سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اجازت طلب کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ''اگر آپ یہاں سے چلے گئے تو ان کی نجات کا کیا

Marfat.com

بنے گا؟'' تین بار سامان باندھا لیکن ہر بار یہی ارشاد ہوا۔ پھر بارگاہِ شیخ کی طرف متوجہ ہوئے۔ شیخ کامل کی روحانیت سے حکم ہوا کہ تسلیم و رضاء ہی مردانِ راہ کا طریق ہے لہٰذا آپ نے ہمیشہ کے لیے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ بس پھر رختِ سفر ہمیشہ کے لیے کھول دیا پھر باوجود ان لوگوں کی ناقدر شناسی کے صبر کرتے اور کبھی ذکر تک نہ کیا...... سیدا شریف میں قیام کا فیصلہ ہونے کے بعد گاؤں ہی مرکزِ رشد و ہدایت اور ذکر و اذکار کی جلوہ گاہ بن گیا۔ (تلخ یادیں از ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

مجاہدات: آپ نے مجاہدات شیخ کے حکم کی مجبوری سے کرنے کی بجائے اپنی ذاتی اُپج کی بنا پر نہایت ذوق و شوق سے کیے جن کے اثرات بھی ظاہر ہوئے۔ صرف تبرک کے طور پر دو مجاہدوں کا ذکر کیے دیتا ہوں:

1۔ خواجہ توکل شاہ انبالوی قدس سرہٗ نے آپ کو اور مولوی عبدالرحیم مسکین کو سرہند شریف میں حضور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک پر چالیس روز تک خلوت میں یادِ الٰہی کے لیے روانہ کیا۔ ایک چھٹانک چنے دیے کہ ان کے علاوہ کچھ نہیں کھانا، البتہ اگر غیب سے رزق آئے تو کھالینا۔ مولوی عبدالرحیم مسکین چند وقت فاقہ کے بعد بھوک اور ضعف کی بنا پر مجاہدہ جاری نہ رکھ سکے۔ آپؒ نے سات وقت فاقے میں گزارے تو غشی کی حالت میں چاندی کے طشت میں پلاؤ پڑا پایا جسے تناول فرمایا۔ اب روزانہ کھانا آتا اور آپ تناول فرما لیتے۔ واپسی پر مرشد نے فرمایا کہ آپ کی روزی براہِ راست اللہ تعالیٰ سے مقرر ہوگئی ہے لہٰذا جب چاہتے جببِ ضرورت اللہ تعالیٰ سے لے لیتے۔ (1)

.... آغاز حاشیہ ....

Marfat.com

(1) ذکرِ محبوب، اشاعت 1999ء، صفحہ 100 بعنوان ''سرہند شریف کو روانگی''

..........................اختتام حاشیہ..........................

ایک عمدہ لطیفہ: اسی عنوان سے متعلق خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہَ آفاق تصنیف ''ذکرِ خیر المعروف صحیفہَ محبوب'' کے پانچویں باب ''علمِ لدنی'' کی تیسری فصل ''علمِ لدنی'' میں اپنا ایک نہایت خوبصورت اور لطیف واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

جب میں نے یہ حکایت حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی دیکھی تو خیال آیا کہ آؤ ہم بھی سوداگری کریں۔ میرے پاس صرف ایک روپیہ تھا وہی میں نے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ چنانچہ اسی روز شام تک پورے تیس روپے کی فتوحات میرے پاس ہوئیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کل دو روپے پیش کروں تا کہ ساٹھ آویں۔ چنانچہ میں نے اگلے روز دو روپے پیش کیے۔ حضور مسکرائے اور پیار سے میری پیٹھ پر تھپکی دے کر فرمایا ''مولوی صاحب! وہی بہت ہیں، پہلے وہ تو خرچ کرلو۔ لے جاؤ! فقراء جمع کرنے کے واسطے سودا نہیں کیا کرتے، سودا رفع ضرورت کے وقت کیا کرتے ہیں۔''

2۔ قیامِ بغداد شریف کے دوران آپ دریا میں کھڑے ہو کر ''حزب البحر'' کا عمل کیا کرتے تھے۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''ذکرِ محبوب'' میں حافظ فضل احمد صاحب مرحوم ساکن رسول نگر اور سید کبیر احمد مظہرؒ، سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کی پنڈلیاں مچھلیاں کھا گئی تھیں۔ آپ اکثر پنڈلیاں دکھایا کرتے جن پر مچھلیوں کے کھانے سے گڑھے پڑ گئے تھے۔ (1)

Marfat.com

.... آغاز حاشیہ ....

(1) ذکرِ محبوب، اشاعت 1999ء، صفحہ 100 بعنوان "سرہند شریف کو روانگی"
سید کبیر احمد مظہر نے "خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ..... احوال و آثار" میں درج کیا ہے۔

.... اختتام حاشیہ ....

تصوف پر دسترس: سلوکِ مجددی پر آپؒ کو اس قدر دسترس تھی کہ ہر کس و ناکس کو مجددی سلوک کے انوار وارد کر کے اتنی تیزی سے مقامات طے کرا دیتے کہ سالک حیران ہو جاتا اور اس کی دنیا بدل جاتی۔ حلقہ میں دورانِ مراقبہ لطائف و حقائق اور ماوریٰ مقامات کی سیر اس سرعت سے کراتے کہ مبتدی تو مبتدی، منتہی بھی ساتھ نہ دے پاتے۔

طریقت میں آپ بہ یک وقت صاحبِ مجاہدہ اور صاحبِ مشاہدہ تھے۔ حضرت کے سلسلہ میں سید حبیب اللہ شاہ جیسے سیف زبان، سید رحمت علی شاہ جیسے کامل سالک، خلیفہ سید اصغر علی شاہ جیسے معرفت و حقیقت کے جرنیل، صوفی اللہ رکھا خواص پوری جیسے درویش، حافظ عبداللہ جیسے گمنام شاہباز، خواجہ عین الدین جیسے مجذوب، حضرت امین الدین مہمی جیسے باہوش مردِ قلندر، فیض محمد خان جیسے مردِ مجاہد، میاں عبدالرشید عرف "نوٹاں والی سرکار" جیسے باکرامت، اور میاں جمال جیسے راسخ نومسلم بکثرت ملتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا خاص کرم اور رحمت کا نزول فرمائے۔)

چند پیشین گوئیاں: معرفت و حقیقت میں آپؒ کا ایک عجیب قول بیان ہوا ہے کہ "درویش کو سات بادشاہوں کی عقل درکار ہوتی ہے۔" آپؒ نے اس اہلیت کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں درخواست پیش کی کہ مجذوبوں کے دورِ

Marfat.com

حکومت میں دین پریشانی سے دوچار ہو گیا ہے۔ (یاد رہے کہ اس وقت ہندوستان کی تکوینی خدمات مجذوبوں کے سپرد تھیں۔) نبیٔ مختار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عدالت سے آپ اس مقدمہ کا فیصلہ سالکوں کے حق میں کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس فیصلے کی روشنی میں آپ نے مندرجہ ذیل پیشین گوئیاں فرمائیں:

1۔ برصغیر میں مسلمان، پاکستان کے نام سے ایک الگ وطن حاصل کر لیں گے۔

2۔ کشمیر متنازعہ علاقہ ہو جائے گا۔

3۔ پاکستان بننے کے ساتھ ہی دیگر اسلامی ممالک بھی آزاد ہونا شروع ہو جائیں گے۔

4۔ پاکستان اور بھارت میں وسیع پیمانے پر جنگ کے نتیجہ میں پاکستان کو فتح ہو گی اور بھارت اس کا ایک حصہ بن جائے گا۔ (اس نکتہ کی پوری تفصیل اسی کتاب کے عنوان ''چند بکھرے واقعات'' میں ملاحظہ فرمائیں۔)

پہلی اور چوتھی پیشین گوئیوں کے راوی آپ کے خلفاء سید حبیب اللہ شاہ (متوفی 5 اکتوبر 1961ء / 24 ربیع الثانی 1381ھ) اور سید رحمت علی شاہ (متوفی 2 مارچ 1959ء / 21 شعبان المعظم 1377ھ) ہیں جبکہ دوسری اور تیسری کے راوی اول الذکر ہیں۔ یاد رہے کہ خواجہ محبوب عالم کا وصال جولائی 1917ء میں ہوا یوں آپ کی رحلت کے تیس برس بعد قیامِ پاکستان کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اس طرح اب تک تین پیشین گوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور آخری کی تکمیل کا انتظار ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

طریقت و شریعت: آپ علمِ ظاہری اور سنتِ مطہرہ پر عمل کو ہی طریقت کی بنیاد سمجھتے تھے۔ اس کا اندازہ آپ کے ان اقوال سے ہوتا ہے۔

(1) غوثِ اعظم ہمیشہ قطبِ مدار ہوتا ہے۔ قطبِ مدار کے ظاہر علامات یہ ہیں کہ وہ

Marfat.com

شریعتِ رسول اللہ ﷺ کا حامل یعنی علمِ ظاہری میں کامل بلکہ اکمل ہو گا.....

(2) سالک کو چاہیے کہ دل میں عشقِ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آگ روشن کرے اور اتباعِ سنت پر ہر دم ہر لحظہ نظر رکھے۔ ایک ذرہ برابر سنت کے خلاف نہ ہونے پائے۔ اگر کوئی خفیف حرکت بھی خلافِ سنت ہو جائے تو فوراً استغفار پڑھے۔

(3) تمام امور میں خواہ تمہارے ذاتی ہوں یا خانگی، بیاہ شادی ہو یا غمی، ہر وقت و ہر معاملہ میں پابندیٔ شریعت اور اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مدنظر رکھو، اس کے خلاف ذرہ برابر نہ کرو۔ اگر تمہارے کنبہ یا برادری والے خلافِ سنت عمل پر اڑے رہیں تو تم اس معاملہ میں ان سے الگ ہو جاؤ تا کہ تم بھی اس وبال میں نہ آجاؤ کیونکہ خلافِ سنت عمل میں شریک ہونے سے تمہاری ترقی رک جائے گی بلکہ تنزلی ہو جائے گی۔

(4) مراقبہ کی بہت تاکید کرتے۔ فرماتے "ایک لمحہ کا فکر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس سے مرادفکر مراقبہ ہے۔"

آپؒ حصول بالمجاہدہ کو بے محنت حصول پر، فکر (یعنی مراقبہ) کو ذکر پر، صحو کو سکر پر، عالم دین درویش کو بے علم صوفی پر، اور بتدریج نعمتِ باطنی ملنے کو یک لخت حصول پر ترجیح دیتے تھے۔

آپؒ صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی کرامات کا تذکرہ بکثرت "ذکرِ محبوب" اور "ذکرِ سعید" میں ملتا ہے جن میں سے زیادہ تر "روایتاً" کی بجائے "مشاہدۃً" بیان ہوئی ہیں جس سے ان کی ثقاہت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے سیدا شریف میں 1903ء/1321ھ سے اپنے وصال (1917ء/1335ھ) تک چودہ سال

Marfat.com

تدریس، تبلیغ، تربیت اور تصنیف کے میدان مین ناقابلِ فراموش خدمات سرانجام دیں۔ کثیر خلقت نے آپؒ کے توسل سے مشاہدۂ الٰہی کی دولت حاصل کی اور بیشمار سالکوں نے بلند مقامات پائے۔

آپ کے شجرہ ہائے طریقت

1۔ شجرہ مبارک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

(1) سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

(2) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(3) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(4) امام قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(5) امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(6) بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(7) ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(8) ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(9) ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(10) یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(11) عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(12) عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(13) محمود انجیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(14) عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(15) بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(16) سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(17) بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(18) علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(19) یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(20) عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(21) محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(22) درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(23) خواجہ اَمکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(24) حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(25) مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(26) خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(27) سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

(28) سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (29) مرزا مظہر جان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(30) شاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (31) شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(32) مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (33) حضرت حاجی محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(34) حضرت قادر بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (35) توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(36) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

.... آغاز نوٹ ....

نوٹ: بندۂ ناچیز الطاف محمود کے وہ قاری جو تو کلیہ سلسلہ سے علمی لگاؤ رکھتے ہیں ان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ ہمارے شجرۂ طریقت میں حضرت عابد نقشبندی اور حضرت محمد محسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے اسماءِ گرامی موجود ہیں مگر یہاں نقل نہیں کیے گئے۔ ان قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ دونوں حضرات شجرۂ سلسلہ میں شامل نہیں ہیں بلکہ خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان حضرات کے اسماء گرامی مصنف وسیلہ نجات میر سید یوسف علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہہ کر تبرکاً شامل کروائے تھے۔

.... اختتام نوٹ ....

2۔ شجرہ مبارک سلسلہ عالیہ قادریہ: حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سید عبدالرحمٰن الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک کا حوالہ (1 نومبر 2010ء) ویب سائیٹ

htpp://www.algillani.com/index.php

(1) سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

(2) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (3) خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(4) سیدنا حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (5) سیدنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(6) سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (7) سیدنا سرّی سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

(8) سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(9) سیدنا ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(10) عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(11) ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(12) ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(13) ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(14) سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(15) سید عبدالعزیز جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(16) سید محمد الہتاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(17) سید شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(18) سید شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(19) سید زین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(20) سید ولی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(21) سید نورالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(22) سیدی عن ابی عمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(23) سید ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(24) سید حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(25) سید محمد درویش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(26) سید نورالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(27) سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(28) سید اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(29) سید ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(30) سید عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(31) سید علی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(32) سید عبدالرحمٰن الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(33) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ

3۔ شجرہ مبارک سلسلہ عالیہ چشتیہ:

(1) سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
(2) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(3) خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(4) عبدالواحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(5) فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(6) ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(7) حضرت حذیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

(8) ابو ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (9) حضرت ممشاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(10) ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (11) حضرت ابو احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(12) محمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (13) خواجہ یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(14) سید مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (15) شریف زندنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(16) عثمان ہروَنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (17) معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(18) قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (19) بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

(20) خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (21) سراج الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(22) نصیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (23) کمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(24) سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (25) علیم الدین رحمۃ اللہ علیہ

(26) جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (27) حسن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(28) حضرت محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (29) کلیم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(30) نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (31) سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(32) شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (33) سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(34) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال کے بعد جسدِ اطہر: 1962ء میں مشہور شاعر ابو الاثر حفیظ جالندھری مرحوم (متوفی 21 دسمبر 1982ء) کے مشورہ پر مزارِ اقدس کو اونچا کرنے کی غرض سے صاحبِ سجادہ ابو الوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چند حضرات کی موجودی میں آپؒ کی قبر شریف کی ڈاٹ کھولنا پڑی جس کے دوران قبر شریف کا قدمین والا حصہ کھل گیا جہاں سے تیز خوشبو آنے لگی۔ راقم کی والدہ ماجدہ زبیدہ خانم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا (متوفیہ 3 صفر

Marfat.com

المظفر 1416ھ /1 جولائی 1995ء) نے اور لوگوں کے بعد دیکھا کہ کفن مکمل طور پر بے داغ تھا۔ انہوں نے ایک عصا آپؒ کے جسم مبارک پر لگایا جس کی کیفیت میں نے بارہا آپ کی زبان سے سنی۔ فرماتی تھیں کہ جسم نرم تھا۔

تاریخ وصال کی تحقیق

آپؒ نے 12 جولائی 1917ء / 21 رمضان المبارک 1335ھ بروز جمعرات بوقتِ سحری سیدا شریف میں وصال فرمایا۔ پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ نے اپنی تصنیف ''خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ..... احوال و آثار'' اشاعت اول 2005ء میں آپ کی تاریخ وصال 22 رمضان المبارک /13 جولائی بروز جمعۃ المبارک لکھ دی ہے۔ میں نے تاریخ وصال کی مختصر تحقیق انہیں تحریرًا بھجوا دی تھی لیکن انہوں نے مجھ سے اتفاق نہیں کیا اگرچہ کوئی معقول دلیل بھی پیش نہیں کی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کی مکمل تحقیق یہاں پیش کر دی جائے تاکہ مستقبل میں قارئین کو مغالطہ نہ لگے:

1۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ انور کی خوبصورت اور مرمر سے تیار شدہ لوح مبارک پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ کے جدامجد سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنوا کر سیدا شریف میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیش کی جسے انہوں نے اسی طرح نصب کروا دیا۔ اس کی خوبصورت اور عقیدت و سوز بھری عبارت بھی حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیار کی۔ یہ ایک چھوٹے سائز کی لوح تھی۔ روضہ اقدس کی موجودہ تعمیر کے دوران خاصی بڑی مرمریں تختی اسی عبارت کے ساتھ لگائی گئی جو تادمِ تحریر موجود ہے۔ اس لوحِ مزار پر مندرج آنحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال خود حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھوائی تھی۔ اس پر خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال 21 رمضان المبارک 1335ھ درج ہے جو کہ سن عیسوی کے اعتبار سے 12 جولائی 1917ء بروز جمعرات بنتی ہے۔

2۔ مزے کی بات یہ ہے کہ سید کبیر احمد مظہرؒ کی تصانیف ''خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ .....احوال و آثار'' اشاعت اول 2005ء کے صفحہ 100 اور ''خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ بغداد'' کی تصویر نمبر 8 پر حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریر کردہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لوحِ مزار کی تصویر شائع کی گئی ہے جس پر تاریخ وصال واضح نظر آ رہی ہے جو 21 رمضان المبارک 1335ھ ہے۔

3۔ حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ سے شائع ہونے والی کتاب ''ذکرِ سعید'' میں محمد افتخار حسین حبیبیؒ نے بھی تاریخِ وصال 21 رمضان المبارک ہی تحریر کی ہے۔

4۔ ہم بچپن سے اپنے دادا خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ختم شریف دیکھتے آ رہے ہیں اور وہ ہمیشہ سے 21 رمضان المبارک کو ہی منعقد ہوتا آ رہا ہے۔ اس کا ذکر کئی مواقع پر ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوبات میں احباب کو یوم وصال کی اطلاع دیتے ہوئے کیا ہے۔ یہ مکتوبات ''رین بسیرا، الطاف سویرا'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

5۔ محترم جناب فضل احمد حبیبی نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے تقریباً نو برس کا عرصہ حضرت سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گذارا۔ آپ اپنے مرشد خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ختم شریف 21 رمضان المبارک کو ہی دلوایا کرتے تھے۔

Marfat.com

6۔ یہ عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ خواجہ محبوب علیہ الرحمۃ کی تاریخ وصال کی طرح میرے والد گرامی ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال بھی ایک دن آگے کرکے 17 ربیع الثانی/10 مئی کی بجائے 18 ربیع الثانی/11 مئی لکھ دی۔ اس کی تحقیق بھی میں نے آئندہ صفحات میں ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھ دی ہے۔

پروفیسر صاحب نے میری اس تحقیق، یعنی ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال، کو نہ صرف قبول کیا بلکہ حسبِ ولیٰ اسے درست بھی کر لیا۔ لہٰذا باقیاتِ جہانِ امام ربانی" جلد دوم اشاعت 2008ء، صفحہ 546 پر پروفیسر صاحب نے اپنے مضمون ''خواجہ سید محبوب عالم توکلی'' میں ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال 17 ربیع الثانی 1394ھ/10 مئی 1974ء ہی لکھی ہے۔

علمی خدمات

1۔ پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؔ اپنی تصنیف خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ..... احوال و آثار میں رقم طراز ہیں کہ آپؒ موسمِ گرما میں تعطیلاتِ عدالت کے دوران دارالعلوم دیو بند چلے جاتے جہاں منتہی طلبا کو بغیر معاوضہ کے فقہ اسلامی کی انتہائی کتب پڑھاتے تھے اور فتویٰ نویسی کی اعلیٰ تعلیم دیا کرتے تھے۔

2۔ مولانا عبدالحق حقانی مصنف تفسیر حقانی (1851ء/1267ھ تا 1917ء/1335ء) کے ساتھ مل کر آریہ سماجیوں اور عیسائی پادریوں سے کامیاب مناظرے کیے۔

Marfat.com

3۔ مرزا قادیانی لعین کو چیلنج: اس واقعہ کے راوی نور عالم قریشی، ان کی ہمشیرہ کنیز فاطمہ، عرفان قریشی بن کنیز فاطمہ ساکن ملتان ہیں۔ انہوں نے یہ واقعہ بابا تاج محمد قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 21 جولائی 2004ء/4 جمادی الثانی 1425ھ) سے سنا جو نور عالم قریشی اور کنیز فاطمہ کے والد ہیں۔ بابا تاج محمد قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرشد پیر سید رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں اپنے مرشد خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔

مرزا قادیانی لعین (متوفی 26 مئی 1908ء/24 ربیع الثانی 1326ھ) نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو کلکتہ سے لے کر کراچی تک صوفیاء وعلماء میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی لہٰذا انہوں نے مرزا قادیانی لعین سے مناظرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مناظرہ کی بنیاد روحانیت کو بنایا۔ آپ نے مرزا قادیانی کے لیے جو سوالات تیار کیے ان میں سے چند ایک ہی راویوں کو یاد رہ سکے جو اس طرح ہیں:

ا۔ ایک نابالغ بچی لائی جائے اور اسے بغیر طبی ضروریات پورا کیے بچہ جنم دینے کا کہا جائے۔ اگر مرزا قادیانی لعین نبی ہے تو اس کے حکم سے وہ بچہ جنم دے گی۔ ورنہ میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا ادنیٰ امتی ہوتے ہوئے یہ کام کر دکھاؤں گا۔

ب۔ مرزا قادیانی اور میں دونوں ایک ایک پاؤ سنکھیا کھاتے ہیں۔ جو سچا ہو گا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

ج۔ لاہور کے شاہی قلعہ میں ایک اندھا کنواں ہے اُس کے پانی سے ہم تمام افراد کو وضو کروائے۔ اگر یہ نہ کر سکے تو میں یہ کام کروں گا اور تمام لوگ اس وضو سے دو دو نفل بھی ادا کریں گے۔

Marfat.com

د۔ مرزا قادیانی لعین پاخانے میں مرے گا۔ اگر ایسا نہ ہو تو محبوب عالم پر دہی ڈال کر کتوں سے پھڑوا دینا۔

4۔ قیامِ انبالہ شریف کے دوران ایک مقدمہ کے سلسلہ میں انگریز ڈپٹی کمشنر کے ہاں پیش ہوئے جس نے ان گنت سندوں، رامپور سے حاصل کردہ قانونی ڈگریوں اور ڈپٹی چیف جسٹس کے ممتاز منصب کے کاغذات اور تمغہ جات کو دیکھ کر آپؒ کو سرکاری طور پر ضلع انبالہ کا مفتی شرعِ اسلام مقرر کر دیا۔ (اس واقعہ کی تفصیل ''ذکرِ محبوب'' میں درج ہے۔)

5۔ نادر و نایاب اور جدید کتب کی ایک قیمتی اور ضخیم لائبریری قائم کی۔

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نایاب فتویٰ: ضمیمہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں۔

6۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کے عرس مبارک کا اجرا: 13 مارچ 2010ء بروز ہفتہ گجرات میں جناب فضل احمد حبیبی صاحب سے ملاقات کی غرض سے ان کے ادارے ''نورِ علیٰ نور فاؤنڈیشن'' کے دفتر حاضر ہوا۔ حبیبی صاحب نے اپنے مرشد حضرت سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا اور اسے کسی جگہ محفوظ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے پیشوا خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1916ھ میں اپنے ہمراہ حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ اقدس پر لاہور لے کر گئے اور پہلی بار ان کا عرس منعقد کیا اور فرمایا ''اب یہ عرس ہمیشہ منعقد ہوتا رہے گا۔'' اس سے قبل یہ عرس نہیں ہوتا تھا۔ اسی موقعہ پر خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''داتا صاحبؒ کا فیض آپ کے مزارِ اقدس کے بارہ (12) میل (یعنی 19 کلو میٹر) دور

Marfat.com

سے شروع ہو جاتا ہے۔''

عقائد: آپ نے اپنے اساتذہ کی تعلیمات اور ان کے عقائد کو مقلدانہ طور پر اپنانے کی بجائے خود تحقیق فرمائی اور اپنے لیے عقائد کی راہ متعین کی۔ آپؒ کی تحقیق ماتریدی (1) عقائد کے درست ہونے پر منتج ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنے آپ کو عقائد میں ماتریدی ہی کہتے ہیں۔ لہٰذا آپؒ برصغیر کے جمہور اہلِ سنت کے عقائد کے مطابق فاتحہ، چالیسواں، عرس، میلاد النبی ﷺ اور قیام فی المیلاد وغیرہ کے قائل تھے اور ان پر عمل کرتے تھے۔ بعد از وفات، حیاتِ انبیاء علیہم السلام اور حیاتِ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے توسل کے قائل تھے۔ آپؒ نے اپنے ان عقائد کا تذکرہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''ذکر خیر'' کے چوتھے اور پانچویں باب میں تفصیل سے کیا ہے۔ علاوہ ازیں صلوٰۃ وسلام اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ پڑھا کرتے اور گیارہویں شریف کا ختم باقاعدگی سے دلاتے۔ ختمِ خواجگان قادریہ ہر روز کا معمول تھا جس میں شَیْئاً لِلّٰہِ یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ کے الفاظ پڑھے جاتے۔ صلوٰۃ وسلام اور ختمِ خواجگان قادریہ کے یہ الفاظ آپ کی کتاب ''ذکرِ کثیر'' میں درج ہیں۔

آغاز حاشیہ ....

(1) ابو منصور محمد بن محمد بن محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سمرقند کے علاقے ماترید میں اندازاً 238ھ / 853ء میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے الماتریدی معروف ہوئے۔ فقط دو واسطوں سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشہور ترین شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے شاگرد تھے۔ یہ علم الکلام اور علم العقائد کے بے مثال ماہر تھے لہٰذا انہیں امام المتکلمین اور مصلح

Marfat.com

عقائد المسلمین کہا جاتا ہے۔ان کا بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے معتزلہ کی ”تاویلاتِ قرآن مجید“ کی تردید میں ”تاویلاتِ قرآن“ کے عنوان سے جو کتاب لکھی وہ اہلِ سنت والجماعت کے نقطہ نظر سے ایسی کتاب قرار دی گئی جس کی نظیر نہیں ملتی۔اکثر حنفی علماء عقائد وکلام میں خود کو ماتریدی لکھتے ہیں۔ امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 333ھ /944ء میں جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔حنفی ماتریدی عقائد سلجوقیوں اور خلافتِ عثمانیہ کے دور میں دور دور تک پھیلتے گئے خصوصاً افغانستان، سنٹرل ایشیا، جنوبی ایشیا اور ترکی وغیرہ میں۔الطاف

..............................اختتام حاشیہ..............................

1.4۔ چند محبوبی اولیاء اللہ کا تذکرہ

آپ نے انسانوں میں تقریباً اسی (80) خلفاء یادگار چھوڑے جن میں بہت سے حضرات صاحبِ سلسلہ ہوئے۔غالب گمان ہے کہ جنات میں بھی آپ کے خلفاء موجود ہوں گے۔میرے اس گمان کی پہلی بنیاد ”ذکرِ محبوب“ میں اس بات کا مفصل ذکر ہے کہ جنات نے آپ سے بکثرت کسبِ فیض کیا۔(ذکرِ محبوب، اشاعت 1999ء، صفحہ 197) دوسری اساس میرے ایف. ایس. سی. (1975ء) کے دور میں حضرت کے مرید چار جنات کی زیارت ہے جو میدا شریف کی مسجد کے سامنے اس کمرے میں رہائش پذیر تھے جو بابا صلابت کا کمرہ تھا۔یہ جنات خانقاہ اور یہاں کے مہمانوں کی بہت خدمت کرتے تھے۔جب مجھے ان کی زیارت ہوئی تو میں حاجی یار محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 9 اکتوبر 2007ء / 27 رمضان المبارک 1427ھ) کو اس بارے میں کوئی ذکر کیے بغیر خاموشی سے اس کمرے میں لے گیا جنہوں نے اس امر کی تصدیق کی۔بعد ازاں جناب سید شفاعت علی زیدی بخاری

Marfat.com

المعروف میر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 26 اپریل 1996ء / 7 ذوالحجہ 1416ھ) نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔ جب یہ کمرے گرا کر نئے پختہ تعمیر کیے گئے اس کے بعد سے وہ دیکھنے کو نہیں ملے، شاید ہجرت کر گئے ہوں۔ اللہ ورسولہٗ اعلم۔

خلفاء کے متعلق تفصیل بندہ ناچیز اپنی زیرِ ترتیب کتاب ''چراغِ محبوب'' میں بیان کر رہا ہے لہٰذا وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ اس مقام پر فقط چند تعارفی جملے پیش کرنے پر اکتفا کر رہا ہوں۔ ذکرِ محبوب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؒ نے بغداد میں بھی ایک صاحب کو تربیت و خلافت عطا فرمائی۔ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت خواجہؒ نے کابل اور بخارا وغیرہ میں بھی خلفاء مقرر فرمائے۔ (ذکرِ محبوب، اشاعت 1999ء، صفحہ 111)

1.4.1۔ سید اصغر علی شاہ المعروف جرنیل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: موضع رادور؛ بھارت میں پیدا ہوئے اور 8 مئی 1930ء / 9 ذوالحجہ 1348ھ کو وصال فرمایا اور رادور میں ہی دفن ہوئے۔ جرنیل صاحب، حضرت خواجہ کے چار بڑے خلفاء میں سے تھے۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی جسمانی اور روحانی ڈیل ڈول کی بنا پر جرنیل کہا کرتے تھے۔

1.4.2۔ حضرت مولانا اللہ رکھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپ ہندوستان کے علاقہ خواص پور سے تعلق رکھتے تھے اور تقسیمِ ہند کے نتیجے میں ہجرت کر کے میاں چنوں، ضلع خانیوال میں آباد ہوئے۔ آپ 26 مئی 1949ء / 26 رجب المرجب 1368ھ بروز جمعرات کو میاں چنوں میں ہی جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کا مزارِ اقدس محلہ سعود آباد اور محلہ غریب آباد کے مشترکہ قبرستان میں ہے۔ روضہ مبارک قبرستان کے درمیان میں

Marfat.com

واقع ہے۔

1.4.3۔ حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: موضع بوہت، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین میں پیدا ہوئے اور تقریباً 65 یا 66 برس کی عمر میں 13 مئی 1955ء / 21 رمضان المبارک 1374ھ بروز جمعۃ المبارک اسی گاؤں میں انتقال فرمایا اور اسی گاؤں میں ان کا مزارِ اقدس واقع ہے۔ حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

1.4.4۔ پیر سید رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپ کی ولادت باسعادت موجودہ ہندوستان کے موضع ''مہم''، تحصیل گوہانہ، ضلع رہتک، ہریانہ صوبہ میں ہوئی۔ بعد از ان تقسیمِ ہند کے وقت ہجرت کر کے قصبہ تلمبہ، ضلع خانیوال، پاکستان میں آباد ہو گئے۔ پیر صاحب، حضرت خواجہ محبوب عالم کے چار بڑے خلفاء میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔ آپ صاحب کرامت اور صاحب سلسلہ ہیں۔ آپ کا وصال 2 مارچ 1959ء / 21 شعبان المعظم 1377ھ بروز پیر کو تلمبہ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک مشہور اور مرجع خلائق ہے۔

1.4.5۔ خواجہ عین الدین انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپؒ کی ولادت 7 فروری 1896ء / 18 شعبان المعظم 1315ھ کو قصبہ مہم میں ہوئی۔ آپؒ کا وصال 25 دسمبر 1960ء / 6 رجب المرجب 1380ھ بروز پیر کو ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک موضع بھگوانپور شریف، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ میں ہے۔

1.4.6۔ سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپؒ ہندوستان کے ضلع امرتسر قصبہ مجیٹھہ کے مضافاتی گاؤں جعفر آباد میں پیدا ہوئے اور قیامِ پاکستان کے نتیجے میں ہجرت کر

Marfat.com

کے پاکستان کے شہر گجرات کے محلہ مسلم آباد میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتہائی قریب ہوئے اور ابوالو فاصدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطابق تمام خلفاء سے آگے نکل گئے۔ آپ کا وصال 5 اکتوبر 1961ء/ 24 ربیع الثانی 1381ھ کو گجرات میں ہوا جہاں مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔

1.4.7۔ حافظ امین الدین مہمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپؒ کی ولادت 1904ء/ 1322ھ میں قصبہ مہم میں ہوئی۔ اگست 1947ء میں ہجرت کر کے نانک سر میں قیام گزیں ہوئے۔ انہوں نے 4 جنوری 1964ء/18 شعبان المعظم 1383ھ 11 بجے شب، بروز ہفتہ، موضع نانک سر، تحصیل وضلع پاکپتن شریف، پاکستان میں وفات پائی۔

1.4.8۔ سید محمود شاہ گیلانی المعروف شاہِ ارم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپ کی ولادت 14 جولائی 1882ء/7 رمضان المبارک 1300ھ بروز جمعرات موجودہ ہندوستان کے ضلع حصار کے گاؤں براولہ سیداں میں ہوئی۔ 22 سال کی عمر میں 1905ء میں گولڑہ شریف میں حاضر ہو کر پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے اور بعد ازاں پیر صاحب کی جانب سے خلافت عنایت کی گئی۔ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر جنوری یا فروری 1917ء/ربیع الثانی یا جمادی الاول 1335ھ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعتِ ثانی کی اور خلافت حاصل کی۔ آپ نے 8 جنوری 1970ء/ 29 شوال المکرم 1389ھ بروز جمعرات دن 11 بج کر 37 منٹ پر لاہور میں وصال فرمایا اور میانی صاحب قبرستان میں دفن کیے گئے۔ وصال کے تقریباً ساڑھے چھ ماہ بعد جسدِ اطہر لاہور سے کہروڑ پکا ضلع لودھراں میں منتقل کیا گیا جہاں آپ کا مزار

Marfat.com

اقدس مرجع خلائق ہے۔

1.4.9 ۔ صوفی سید الطاف حسن دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ : آپ 2009ء سے اپریل 2014ء تک جماعتِ اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن کے سگے تایا ہیں۔صوفی صاحبؒ دہلی کے محلہ ''پنڈت داکوچہ'' میں اندازاً 1895ء سے 1897ء کے درمیان پیدا ہوئے۔کم از کم بی اے تک تعلیم حاصل کی۔سید الطاف حسنؒ دہلی میں AGPR (Accountant General Pakistan Revenue) میں بطور کلرک کام کرتے رہے جہاں غلام محمد ککے زئی ان کے انچارج تھے جو بعد میں پاکستان کے گورنر جنرل بنے۔سید الطاف حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال 1963ء میں 66 سے 68 برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوا اور انہیں مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ثم سیالکوٹی نے اپنے ہاتھوں سے جنت البقیع میں دفن فرمایا۔

1.4.10 ۔ صوفی فتح محمد اخترؒ محبوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ : آپ عربی اور فارسی کے بہت اچھے شاعر تھے۔حضرت خواجہؒ کی اکثر تصانیف کے آخر میں صوفی صاحب کا منظوم کلام تاریخی مقطع کے ساتھ شامل ہے۔صوفی صاحبؒ نے 30 جولائی 1975ء/20 رجب المرجب 1395ھ کو لاہور میں وفات پائی۔خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے جناب شیر عالمؒ کی شادی صوفی فتح محمد اخترؒ کی صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔خواجہ صاحبؒ کی صاحبزادی سکینہ بی بیؒ کی بڑی صاحبزادی سلمیٰ سلطانہ کی شادی صوفی فتح محمد اخترؒ محبوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے جناب منظور الحسن قریشی ساکن ماڈل ٹاؤن لاہور سے ہوئی۔گویا صوفی فتح محمد اخترؒ کا خواجہ محبوب عالم سے روحانی اور طریقت کے ساتھ ساتھ رشتہ داری کا تعلق بھی قائم ہوگیا۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما

Marfat.com

1.4.11 ۔ حافظ علی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ : یہ حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جن کا تذکرہ 1.4.2 پر موجود ہے) کے چھوٹے بھائی تھے اور انہیں بھی خلافت عطا ہوئی ۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں "علی بہادرا" کہا کرتے جس سے ان میں بہت زیادہ بہادری پیدا ہوگئی ۔ آپ حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اندازاً دو یا تین سال بعد جہانِ فانی سے رخصت ہوئے اور بوہت کے بڑے قبرستان میں مدفون ہیں ۔ ان کے وصال کی تاریخ کہیں سے نہیں مل سکی ۔

1.4.12 ۔ میاں محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ : میاں صاحبؒ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حافظ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساکن بوہت کے مرید اور انہیں سے خلافت یافتہ تھے ۔ ان کی تاریخ وصال 18 ستمبر 1967ء / 13 جمادی الثانی 1387ھ بروز سوموار ہے ۔ ان کا مزارِ اقدس ڈاکٹر محمد آصف کے مکان (واقع محلہ حاجی پورہ، بازار نمبر 1، گلی نمبر 3. سکھیکی منڈی، تحصیل پنڈی بھٹیاں، ضلع حافظ آباد) میں ہے ۔

1.4.13 ۔ حضرت فیض محمد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ : آپ کی جائے پیدائش اور عرصۂ ولادت کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا ۔ آپ کا سلسلہ خواجہ محبوب عالمؒ تک ان واسطوں سے پہنچتا ہے ۔ خواجہ محبوب عالمؒ؛ حضرت ملائے رولا؛ حضرت خواجہ ادولک؛ حضرت محمد شاہ عالم؛ حضرت فیض محمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ۔ (1) سوات کے گاؤں "کانجو" میں آپ کے مزارِ اقدس پر تاریخ وصال 25 ذیقعد 1375ھ (4 جولائی 1956ء / بدھ) درج ہے ۔ آپؒ کے مرید خاص جناب عبدالواحد خان صاحب اور جناب طور لعلی سواتی (جن کی گود میں حضرت فیض محمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا)

Marfat.com

کے بقول بوقتِ وصال آپ کی عمر 80 سے 85 برس کے درمیان تھی۔

........................آغاز حاشیہ........................

(1) ''تیرے پُر اسرار بندے'' از خالد مراد؛ اشاعت دوم؛ سال 2010ء؛ آخری صفحہ

........................اختتام حاشیہ........................

1.4.14۔ میاں عبدالرشید عرف ''نوٹاں والی سرکار'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: میاں صاحب، حضرت فیض محمد خان کے خلیفہ تھے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔ آپ کی ولادت 1917ء، سونی پت ہندوستان میں ہوئی جبکہ ان کا وصال 13 صفر المظفر 1415ھ / 23 جولائی 1994ء بروز ہفتہ بوقت ساڑھے سات بجے صبح سرگودہا میں ہوا۔ ان کا مزار مبارک شہر میں بہت مشہور ہے۔ ان پر جذب غالب تھا اور حیران کن حد تک سیف زبان تھے۔

1.4.15۔ حضرت صوفی کالے خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپ دہلی میں پیدا ہوئے اور تقسیمِ ہند کے بعد کراچی میں آباد ہو گئے۔ انہوں نے سید اصغر علی المعروف جرنیل صاحب رحمۃ اللہِ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر بیعتِ طریقت کر کے خلافت حاصل کی۔ ہم دونوں بھائیوں کو صوفی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سلسلہ کی دستارِ خلافت عطا فرمائی۔ صوفی صاحب'' صاحب مرتاض، صاحب مشاہدہ صوفی تھے۔ انہوں نے 22 جون 1979ء /27 رجب المرجب 1399ھ / جمعۃ المبارک کو رات تقریباً 12 بجے کراچی میں انتقال فرمایا اور عزیز آباد کے قبرستان کی جنوبی دیوار کے ساتھ مدفون ہیں۔

1.4.16۔ جناب عبدالواحد خان صاحب مدظلہٗ:

1.4.17۔ سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: بھکی شریف تحصیل و ضلع منڈی

Marfat.com

بہاؤالدین سے تعلق رکھتے ہیں اور خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے اور اکثر اُن کی صحبت میں رہا کرتے۔ سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اُن سے بہت محبت فرمایا کرتے۔ سید کبیر احمد مظہر اپنی تصنیف ''میرے حضور'' میں لکھتے ہیں کہ سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجددی توکلی محبوبی سلسلہ میں بیعت کی اجازت عطا فرمائی۔ شاہ صاحب نے 18 نومبر 1985ء/4 ربیع الاول 1406ھ کو بھکی شریف میں وصال فرمایا۔

چند بکھرے واقعات

1۔ عرفان قریشی نے خلیفہ تاج محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے، انہوں نے پیر سید رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ واقعہ سنا۔ علاوہ ازیں محمد اسلم صراف ساکن میلسی نے اپنے والد محمد شریف صراف مرحوم (متوفی 20 جولائی 2007ء / 4 رجب المرجب 1428ھ) سے اور انہوں نے منشی اللہ داد مہمی سے سنا۔ [منشی اللہ داد موضع مہم میں محمد شریف صراف کے استاد اور خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔] یہ واقعہ رہتک میں پیش آیا۔

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر جاؤ گے۔ منشی اللہ داد نے پوچھا کہ ہماری واپسی بھی ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ واپسی اس وقت ہوگی جب بارہ کوس (تقریباً 30 کلومیٹر یعنی دور دور تک) پہ دیا جلے گا۔ یعنی کسی جنگ کے نتیجے میں اتنی بربادی ہو جائے گی کہ بہت دور دور تک آبادی نہ رہے گی اس وقت جو نسل موجود ہوگی وہ واپس ہندوستان آئے گی۔

Marfat.com

2۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلمبہ نہ جانے کی وجہ: پیر سید رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 2 مارچ 1959ء/21 شعبان المعظم 1377ھ/پیر) کے چہلم کی تقریب میں ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہو کر تقریر کر رہے تھے کہ پیر صاحب کے ایک مرید جمال الدین نے آ کر عرض کیا "حضرت کرسی لے آؤں؟" آپ نے فرمایا "جیسے تمہاری مرضی۔" وہ کرسی لے آیا جس پر آپ بیٹھ کر تقریر کرنے لگے۔ جمال الدین، سید محمود علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدفون کہروڑ پکا ضلع لودھراں (متوفی 8 جنوری 1970ء/29 شوال المکرم 1389ھ) کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ صاحبزادہ (صدیق احمد) صاحب آپ کے پیر کے مزار پر بیٹھ کر تقریر کر رہے ہیں۔ شاہ صاحبؒ جذباتی ہو گئے اور اپنے مریدوں سمیت احتجاج کیا۔

پیر رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے صاحبزادہ سید سراج الاسلام (ولادت 15 دسمبر 1941ء/25 ذیقعد 1360ھ/سوموار) بن سجادہ نشین اول سید رفیق الاسلامؒ نے اس واقعہ کی تصدیق کی جو خود اس موقع پر موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موقع پر فرمایا "اگر آپ کہیں تو ابھی پیر رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہلوادوں کہ کرسی قبر پر رکھ کر تقریر کرو۔" اس پر محمود شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش ہوئے۔

راؤ محمد عثمان صاحب نے یہ واقعہ اپنے سسر صوبیدار ریٹائرڈ عبدالستار خان (متوفی 1980ء) سے بارہا سنا جو اس واقعہ کے چشم دید گواہ تھے۔ عبدالستار خان، پیر رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے از حد دلی عقیدتمند اور مرید تھے اور ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹھ کر تقریر کرنے کو ناپسندیگی کی نگاہ سے دیکھنے والوں میں

Marfat.com

سے تھے۔ ان کے مطابق جب ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبزادہ سید سراج الاسلام کا بیان کردہ جملہ بولا تو محفل پر سناٹا چھا گیا اور کوئی نہ بولا۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت خوددار اور غیرت مند شخصیت کے مالک تھے۔ اس واقعہ کے بعد آپ تلمبہ نہیں گئے۔

ایک دلچسپ واقعہ کی تفصیل

ذکرِ محبوب از حضرت صاحبزادہ صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اشاعت چہارم، 1999ء کے صفحہ 193 پر باب ''اخبار مغیبات'' میں مندرجہ ذیل واقعہ نقل کیا ہے:

سید رحمت علی شاہؒ (متوفی 2 مارچ 1959ء / 21 شعبان المعظم 1377ھ / پیر) نے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے بعد حضور (خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں عرض کیا کہ میری اہلیہ سے نہیں بنتی۔ میرا خیال ہے کہ اس کو طلاق دے دوں۔ آپؒ نے سن کر فرمایا یہ کام نہ ہوگا۔ معاملہ ٹھیک ہو گیا ہے یہ اَن بَن نہ رہے گی بلکہ اسی بیوی سے تین لڑکے ہوں گے اور ان میں یہ نشانی ہوگی اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہارے وہ لڑکے ہمارے لڑکے کی خدمت میں نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ تو سید صاحب فرماتے ہیں کہ حسب الارشاد جب لڑکا پیدا ہوتا تو میں وہ نشانی دیکھتا۔ اگر وہ نشانی نہ ہوتی تو میں یہ سمجھ لیتا کہ وہ لڑکا زندہ نہ رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا لیکن تین بچے یونہی فوت ہوئے۔ چوتھا ہوا تو اس میں وہ نشانی تھی۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ لڑکا وہی ہے اور یہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ تینوں لڑکے موجود ہیں۔ ...... تینوں صاحبزادگان کے نام یہ ہیں (1) رفیق الاسلام (2) محمد اسلام (3) احمد اسلام۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما)

Marfat.com

مصنف" وہ نشانی لکھنا بھول گئے۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دونوں پاؤں کی دو دو انگلیاں باہم جڑی ہوئی تھیں [ذکرِ محبوب، اشاعت جولائی 1977ء، صفحہ 67] اور آپ نے فرمایا تھا کہ ان بچوں میں میری ایک نشانی ہو گی۔ میں نے تینوں بھائیوں کی زیارت کی ہے، حافظ رفیق الاسلام (متوفی 16 ربیع الاول 1409ھ / 26 اکتوبر 1988ء، بعمر 75 برس) کی اپنے والد ماجد ابوالوفا حضرت صدیق احمد کے چہلم منعقدہ 30 جمادی الاول 1394ھ / 20 جون 1974ء / جمعرات کے موقعہ پر۔ باقی دونوں بھائیوں حافظ محمد اسلام (متوفی یکم جنوری 1995ء / 28 رجب 1415ھ بعمر 76 برس، کراچی) اور احمد اسلام صاحب (متوفی 11 اپریل 2000ء / 6 محرم الحرام 1421ھ / منگل) سے میرے قیامِ کراچی (جنوری 1993ء تا جولائی 1995ء) بہت ملاقاتیں ہوئیں۔ میرے ہاں قمری ماہ کی 3 تاریخ کو ختم شریف کی محفل میں اکثر دونوں حضرات تشریف لاتے۔ متعدد بار ان کے گھروں میں جانے کا اتفاق ہوا اور ملاقات ہوئی۔ دونوں حضرات نے مجھے وہ نشانی" بتلائی بھی اور دکھائی بھی۔ ان حضرات کے پاؤں کی دو انگلیاں باہم جڑی ہوئی تھیں۔ ان دونوں بھائیوں نے متعدد بار مجھے اپنی جڑی ہوئی انگلیاں دکھائیں اور یہ بھی بتایا کہ ان کے بھائی جناب رفیق الاسلام صاحب کی یہ انگلیاں بھی جڑی ہوئی تھیں۔ رحمۃ اللہ علیہم

تصانیف

1۔ ذکر خیر معروف بہ صحیفۂ محبوب: حضرت کے مرشد حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح عمری ہونے کے علاوہ تصوف کی ایک مستقل کتاب ہے۔ یہ کتاب اب تک تئیس (23) ہزار کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔

Marfat.com

2۔ خیر الخیر معروف بہ مرغوب السلوک: سلوکِ نقشبندی اور سلوکِ مجددی پر اس سے بہتر کتاب ابھی تک میری نظر سے نہیں گذری۔ پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ نے اس کتاب کی شرح لیکچرز کی شکل میں مکمل کی۔ ان کے جانشین ڈاکٹر سید محمود گیلانی نے مجھے بتایا کہ وہ ان لیکچرز کو شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بندۂ ناچیز الطاف محمود اس کتاب پر حاشیہ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ اور اپنے اولیاء کے طفیل ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔

3۔ ذکر کثیر معروف بہ محبوب السلوک: یہ کتاب آپ کے معمولات پر مبنی ہے جس میں آپ کے سلسلہ میں داخل ہونے والے مریدین کے پڑھنے کے لیے وظائف درج ہیں۔ ان وظائف کی درستی جانچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بندۂ ناچیز الطاف محمود سے تین سال بہت محنت کرائی اور بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ وظائف مصنفین کے مرتب شدہ وظائف سے قریب ترین ہیں اور ان میں کسی قسم کی قطع و برید نہیں ہے۔ اس کا ترمیم و تجدید شدہ ایڈیشن جولائی 2010ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھ ناچیز کے ہاتھوں شائع کروا دیا۔ جن خواتین وحضرات کو ان وظائف اور معمولات میں دلچسپی ہو وہ منگوا سکتے ہیں۔

4۔ تنویر الابصار لمن اراد ان یتمسک بجنود الابرار: فضائل وآدابِ ذکر وذاکر پر خوبصورت اور نادر کتاب ہے۔ وحدت الوجود پر نہایت خوبصورت علمی اور مشاہداتی گفتگو کی گئی ہے۔ میں نے اسے تحریکِ ذکر کے نصاب میں شامل کر دیا ہے۔ اتنی خوبصورت اور اہم کتاب کے مطالعہ میں ایک بہت بڑا مسئلہ یہ تھا کہ اس کی اردو پرانی تھی جس کی وجہ سے اس کا سمجھنا تقریباً ناممکن تھا۔ بندۂ ناچیز نے اسے آج کی اردو میں تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ تخریج کر کے اسے "الطاف الاذکار تجدید تنویر الابصار" کے نام سے شائع کر دیا

Marfat.com

ہے۔اب یہ کتاب عام قاری کے لیے بھی مفید ہوگئی ہے۔

5۔ شب حسین برعرش بریں / الاسراء الجمیل الی رب الجلیل: واقعہ معراج پر مستند، سیر حاصل اور مکمل کتاب ہے۔

6۔ حیوۃ الروح المعروف مرغوب القلوب فی اقوال المحبوب: یہ رسالہ صوفی محمد صادق الاسلام شاہ آبادی مرحوم نے ترتیب دیا تھا جو خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اقوال پر مشتمل ہے۔ابو الوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طبع کرایا مگر اگلی ہی اشاعت میں آپؒ نے اسے ''ذکرِ محبوب'' میں شامل کر دیا۔

7۔ دیگر: مندرجہ ذیل کتب کے متعلق پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؒ کا کہنا ہے کہ ان کے قلمی نسخے ان کے پاس موجود ہیں اور یہ غیر مطبوع ہیں۔ان کے مطابق انہیں یہ نسخے ان کے جد امجد سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عنایت کیے۔میرے بے شمار التماسات اور بارہا مجھے خاص اسی مقصد کے لیے لاہور بلانے اور ہماری ملاقاتوں کے باوجود انہوں نے مجھے ان کتابوں کی زیارت سے محروم رکھا اور مجھے یہ کتابیں دکھائی نہیں جاسکیں۔اس کی حکمت اللہ تعالیٰ یا پروفیسر صاحب ہی بہتر جانتے ہیں۔

ا۔ خیر کثیر: اس کتاب کا حوالہ خیر الخیر میں موجود ہے۔

ب۔ رسالہ فی خواص و دعوۃ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل باموکل

ج۔ رسالہ فی خواص و دعوۃ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ باموکل

د۔ رسالہ فی خواص و دعوۃ سورۃ والشمس باموکل

ر۔ رسالہ فی خواص و دعوۃ سورۃ الاخلاص باموکل

Marfat.com

آپؒ کے تبرکات

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تبرکات میں تسبیح (1)، ناڑ کی ٹوپی، دو عدد جائے نماز، واسکٹ، چغہ، سردیوں کی چادر، لنگی، تولیہ، حجامت کا سامان، پاپوش مبارک اور لکڑی کی کھڑاویں (2) شامل ہیں۔ یہ تمام تبرکات راقم الحروف کے پاس محفوظ ہیں۔

.... آغاز حاشیہ ....

(1) یہ ایک ہزار (1,000) شمار کی تسبیح ہے جس میں امام کے ساتھ چوبیس شمارے الگ سے بندھے ہوئے ہیں۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ چوبیس ہزار اسم ذات (اللہ) پڑھا کرتے تھے۔ میرے حساب کے مطابق آپؒ نے کم و بیش ستائیس کروڑ اسم ذات پڑھا جس میں سے زیادہ تر اسی تسبیح پر پڑھا گیا۔

(2) وضو کے لیے استعمال کرتے۔

.... اختتام حاشیہ ....

آپؒ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی تختی جس کے متعلق خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا کہ میری اولاد میں جس کے پاس یہ تختی ہوگی وہ میرا جانشین ہو گا، یہ تختی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل، اُس کے حبیب ﷺ کے کرم اور خواجگانِ سلسلہ کے طفیل راقم الحروف کے پاس پہنچ گئی اور اِس پُر تقصیر ناہنجار کے پاس موجود ہے۔ تختی کے دونوں جانب چورس خانے بنا کر ان میں کچھ لکھا گیا ہے۔ تختی سیاہ شیشم کی بنی ہوئی ہے اور اسی رنگ سے لکھائی کی گئی ہے اس لیے اسے پڑھا نہیں جاسکتا۔ البتہ دھوپ میں دیکھا جائے تو چند ایک الفاظ سمجھ آجاتے ہیں۔ ماضی میں تختی کی حفاظت نہیں کی گئی

Marfat.com

جس وجہ سے اس پر گرد کی پکی تہہ جم گئی ہے۔ 27 نومبر 2007ء / 17 ذیقعد 1428ھ بروز منگل جب یہ تختی اس بندۂ ناچیز کے سپرد ہوئی تو یہ تین ٹکڑوں میں ٹوٹی ہوئی تھی۔ بندہ نے اچھے نجار (بڑھئی) سے ممکن حد تک صاف کروا کے اسے گلو کے ساتھ جڑوا کر خوبصورت فریم میں محفوظ کر دیا ہے۔ اگر ماضی میں اس کی حفاظت کی جاتی تو یہ آج بھی پڑھے جانے کے قابل ہوتی۔ اُس فریم پر تختی کی معلوم تاریخ بھی لکھ دی ہے جس کی عبارت یوں ہے:

یہ مقدس تختی حضرت محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 12 جولائی 1917ء / 21 رمضان المبارک 1335ھ) نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمائی اور اس کے ساتھ آپ کی ایک وصیت بھی وابستہ ہے۔ آپ نے فرمایا "میری اولاد میں سے جس کے پاس یہ تختی ہوگی وہ میرا جانشین ہوگا۔"

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد یہ مقدس لوح آپ کے برادرِ اصغر حضرت نور عالمؒ کی تحویل میں رہی۔ اُن کے وصال (16 ستمبر 1954ء / 18 محرم الحرام 1374ھ / بروز جمعرات) کے بعد میری دادی صاحبہ سیدہ بشیر النساء بیگم کے پاس رہی۔ ہماری دادی صاحبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی زندگی میں ہی خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندان کی تقسیمِ جائیداد کے وقت میرے چچا حضرت صاحبزادہ شیر عالمؒ کے حصہ میں آئی جنہوں نے اسے سنبھالنے کی ذمہ داری قبول نہ کرتے ہوئے میرے والد ماجد ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دے دی۔ اُن کے انتقال (10 مئی 1974ء / 17 ربیع الثانی 1394ھ) کے بعد بتیس (32) برس تک میرے برادرِ اکبر جناب صاحبزادہ محمد احمد ہاشمیؒ (متوفی 27 اپریل 2014ء

Marfat.com

/28 جمادی الثانی 1434ھ) کی تحویل میں رہی۔ ہم بھائیوں کی تقسیم جائیداد کے نتیجے میں یہ بابرکت، ٹوٹی ہوئی لوح 27 نومبر 2007ء /17 ذیقعد 1428ھ بروز منگل بعد نمازِ عصر سیدا شریف میں حضرت حمید الدین معظمی (سجادہ نشین معظم آباد) کی موجودی میں انہی کے دستِ مبارک سے تین ٹکڑوں میں میرے حوالے ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ اِحْسَانِ عَظِیْم بندہ نے اسے جڑوا کر سٹیل کے فریم میں محفوظ کر کے نئی پیکنگ میں محفوظ کر دیا ہے۔]

اس مبارک تختی کا عکس ضمیمہ نمبر 15 پر دکھایا گیا ہے۔

......................................آغاز نوٹ..............

نوٹ: اگر کوئی صاحب ذوق ان تبرکات کی زیارت کرنا چاہیں تو اِس بندۂ ناچیز کے ساتھ رابطہ کر سکتے ہیں۔ ان تبرکات میں سے چند ایک کی تصاویر ضمیمہ نمبر 5 میں شامل کر دی گئی ہیں۔

......................................اختتام نوٹ..............

علمی خدمات

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم شریعت، فقہ، حدیث، تصوف، معرفت و حقیقت، ریاضت و مجاہدہ کے اعتبار سے ایک منفرد اور عہد ساز شخصیت تھے۔ آنجنابؒ برصغیر پاک و ہند کے ان چند صوفیا میں شامل کیے جا سکتے ہیں جنہوں نے علوم شرعیہ کے حصول میں انتہائی بلند مقام حاصل کیا، تصوف میں اعلیٰ پائے کی بامعنی ریاضت کی اور سنتِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتوں درجوں پر آخری وقت تک عزیمت کے ساتھ عمل پیرا رہے۔ ایک ہاتھ میں قرآن و سنت کے علم و انوارات کی رہنمائی ہے تو دوسرے ہاتھ میں اجماع و اجتہاد کی کہکشاں۔ یہ وہ شخصیت ہے

Marfat.com

1۔ جس نے ہندوستان کے کم از کم دو نامور ماہرین علمِ حدیث اور چند ایک جید علماء بغداد سے اسنادِ حدیث حاصل کیں۔

2۔ اسماء الرجال جس کا خاص میدان تھا۔

3۔ فتویٰ نویسی کی باقاعدہ تعلیم حاصل کر کے اس میدان میں کمال حاصل کیا۔

4۔ دس برس تک ڈپٹی چیف جسٹس آف سپریم کورٹ آف رامپور سٹیٹ کے عہدے پر فائز رہ کر ان علوم سے عملی استفادہ کیا۔

5۔ تقریباً دس برس تک سرکاری طور پر ضلع انبالہ کے مفتیٔ شرع اسلام کے فرائض سر انجام دیے۔

6۔ تقریباً تیرہ برس سیدا شریف میں اپنے دارالافتا میں باقاعدہ فتویٰ نویسی کی۔

7۔ مختلف مدارس میں کم و بیش ستائیس برس شیخ الحدیث کے طور پر حدیث کی تعلیم دی۔

8۔ انہوں نے اپنی تصنیف ''ذکرِ کثیر'' میں شامل کردہ اذکار کو سپردِ قلم کرنے سے قبل ان اوراد و وظائف کو خود تمام شرائط کے ساتھ ادا کیا اور ان کی تکمیل حاصل کی۔

حضرت موصوف ؒ کے اعلیٰ علمی مرتبے اور طریقت میں بلند مقام کے پیشِ نظر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے خاندان اور اولاد کے متعلق معلومات یکجا کر دی جائیں تاکہ مستقبل میں آپ کی شخصیت پر تحقیق اور علمی کام سرانجام دینے والوں کو سہولت میسر ہو۔ علاوہ ازیں اپنے خاندان کے افراد کو بھی معلوم ہو کہ ان کا تعلق کس خونی واسطے سے کتنی عظیم شخصیت کے ساتھ ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے اسی طرح کوشش کریں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہمیں فقط اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی خاطر ہر عمل کرنے پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دوسرا باب

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسب

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت سیدنا عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے ہونے کی بنا پر ہاشمی النسب تھے ۔آپؒ کا نسب نامہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد حضرت عبد المطلبؓ سے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔حضرت عبد المطلبؓ کی ازواج کے نام اور ہر زوجہ سے اولاد اور بچوں کے نام لکھ دیے گئے ہیں ۔حضرت عبد المطلبؓ کی وہ اولاد جن سے بعد میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے، ان کے اسماءِ گرامی خط کشیدہ کر کے دکھائے گئے ہیں:

حضرت ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ہاشمؓ کی ولادت مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کے متولی اور مکرم قبیلہ قریش کے جناب عبدِ مناف کے ہاں 464ء /162 ق ھ میں ہوئی ۔ان کا نام عَمر و العُلا بن عبدِ مناف تھا لیکن حاجیوں کو ایک خاص قسم کا کھانا کھلانے کی بنا پر ہاشم مشہور ہو گئے ۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ فاقہ زدوں کو کھانا دینے کی عادت نے انہیں ہاشم کے لازوال نام سے مشہور کر دیا۔ اُن کی شادی سلمہ بنت عمرو سے ہوئی جن سے عبد المطلب پیدا ہوئے ۔ ہاشم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے جس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے فقط تینتیس (33) برس کی عمر پائی لیکن عرب

Marfat.com

یں وہ نام کمایا کہ لوگوں نے اُن کی اولاد کو عرب و عجم میں اُن کے نام سے بنی ہاشم موسوم کر دیا۔ 497ء/129 ق ھ میں حضرت ہاشمؓ ملکِ شام اور فلسطین سے کاروباری سفر سے واپس آتے ہوئے غزہ کی نواحی بستی ''الدرج'' یا ''الدراج'' میں بیمار ہو کر راہیِ ملکِ عدم ہوئے۔ روایات کے مطابق الدرج کی سید الہاشم مسجد کے ساتھ اُن کا مزار ہے۔ یہ مسجد بارھویں (12) صدی عیسوی میں عباسیوں کے دورِ خلافت میں تعمیر کی گئی اور اسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا حضرت ہاشمؓ کے نام سے منسوب کیا گیا۔ موجودہ سید الہاشم مسجد 1850ھ میں عثمانی خلیفہ سلطان عبدالمجید نے تعمیر کرائی۔

[Wikipedia Encyclopedia]

حضرت عبدالمطلبؓ

حضرت عبدالمطلب بن ہاشم 497ء / 129ق ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے متعدد شادیاں کیں اور کثیر اولاد چھوڑی۔ آپ نے 579ء / 45ق ھ میں بیاسی (82) برس کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عبدالمطلبؓ کی اولاد

حضرت عبدالمطلبؓ کی ازواج کے نام	اولاد
1۔ سمراء بنت جندب	بیٹا:
	حارث
2۔ لبنیٰ بنت ہاجرہ	بیٹا:
	عبدالعزیٰ (ابولہب)
3۔ فاطمہ بنت عَمرو مخزومیہ	بیٹے:

Marfat.com

(1) عبد مناف المعروف ابو طالب

(2) حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(3) زبیر

(4) عبد الکعبہ

بیٹیاں:

(1) ام حکیم البیضاء

(2) عاتکہ

(3) برہ

(4) امیمہ

(5) اروی

4۔ ہالہ بنت وہیب

بیٹا:

(1) (سیدنا امیر) حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیٹیاں:

(1) صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(2) المقوَّم

(3) حَجل

5۔ نُتَیلہ بنت خباب

بیٹے:

(1) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(2) ضرار

بیٹی:

Marfat.com

(1) قُثَم

حضرت عبدالمطلبؓ کے دو بیٹوں کی اولاد کی تفصیل

یہاں حضرت عبدالمطلبؓ کے ان دو بیٹوں کی تفصیل بیان کی جارہی ہے جن کی اولاد میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ یعنی سیدنا حضرت عبداللہؓ اور عبدِ مناف المعروف ابوطالب۔

(1) حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت غالباً 552ء / 73 ق ھ میں ہوئی۔ ان کی شادی قبیلہ زہرہ کی ممتاز خاتون سیدہ آمنہؓ بنت وہب بن عبد مناف سے 569ء یا 570ء / 55 ق ھ یا 56 ق ھ میں ہوئی۔ اُس وقت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر تقریباً سترہ (17) برس تھی۔ حضرت عبداللہ کی وفات 17 اکتوبر 570ء / یکم رمضان 54 ق ھ کو تقریباً اٹھارہ (18) برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی واحد اولاد سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت اپنے والد ماجد کی وفات کے چھ ماہ بعد 12 ربیع الاول / عام الفیل / 20 اپریل 571ء کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اطہار کی تفصیل

زوجہ مطہرہ اولاد مبارک

Marfat.com

1۔ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ صاجزادگان:

(1) حضرت قاسمؓ

(2) حضرت عبداللہؓ [طیب و طاہر]

صاجزادیاں:

(1) سیدہ حضرت زینبؓ

(2) سیدہ حضرت رقیہؓ

(3) سیدہ حضرت ام کلثومؓ

(4) سیدۃ النساء سیدہ فاطمہ زہرا خاتونِ جنتؓ

2۔ام المومنین ماریہ قبطیہؓ حضرت ابراہیمؓ

(2) عبدمناف المعروف ابوطالب بن عبدالمطلبؓ

جناب ابوطالب 540ء / 85ق ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ کچھ مورخوں کے نزدیک آپ کا نام عمران رکھا گیا۔جناب ابوطالب نے 620ء/3ق ھ / 10 سن بعثتِ نبوی / میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ جناب ابوطالب کی دو شادیاں ہوئیں۔ایک زوجہ سے سات اور دوسری سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ان کی دوسری شادی کی تفصیل میسر نہ ہوسکی۔

جناب ابوطالب کی اولاد

زوجہ	اولاد
فاطمہؓ بنت اسد بن ہاشم	صاجزادگان:
	(1) طالب

Marfat.com

(2) عقیل

(3) جعفر

(4) سیدنا علی (المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

صاجزادیاں:

(1) ام ہانی فاختہ

(2) جُمانہ

(3) ام طالب ریطہ

[انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 1؛ صفحہ 837]

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت 10 سال قبل از بعثت نبویؑ یعنی 23 برس قبل ہجری میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ، فاطمہؓ بنتِ اسد، جناب ابوطالب کے چچا کی بیٹی تھیں گویا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نجیب الطرفین ہاشمی تھے۔ آپ کی شادی خانہ آبادی (تخمیناً ذوالحجہ) 2ھ / مئی 623ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے چہیتی صاجزادی سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مبارک اور تاریخی نکاح خود پڑھایا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے وہ صاجزادگان اور صاجزادیاں جنہوں نے سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ولادت: 20 جمادی الثانی 5 قبل بعثت؛ وفات: 3 جمادی الثانی 11ھ) کے بطن اطہر سے جنم لیا وہ بھی اپنے والدِ گرامی کی طرح نجیب الطریفین ہاشمی تھے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے کوفہ میں

Marfat.com

28 جنوری 661ء/21 رمضان المبارک 40ھ کو شہادت پائی۔ [انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 14/2؛ صفحہ 25]

سیدنا علی المرتضیٰؓ کی ازواج	اولاد امجاد
1۔ سیدہ فاطمہ زہرا خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا	صاحبزادگان: (1) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (2) امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (3) محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بچپن میں انتقال کر گئے) صاحبزادیاں: (1) سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا [بچپن میں انتقال کر گئیں] (2) سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (3) سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
2۔ خولہ بنت جعفر المعروف حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (1)	صاحبزادہ: محمد بن حنفیہ
3۔ ام البنین فاطمہ بنت حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہا	صاحبزادگان: (1) عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ [قمر بنی ہاشم] (2) عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (3) جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (4) عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

[انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 14/2؛ صفحہ 1]

..................آغاز حاشیہ..................

(1) حضورِ اکرم ﷺ کے وصال (6 جون 632ء /12 ربیع الاول 11ھ) کے بعد یمامہ کے لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اکتوبر 573ء / شوال 51 ق ھ تا 23 اگست 634ء /22 جمادی الثانی 13ھ) نے زکوٰۃ کی وصولی کے لیے جنگِ یمامہ لڑی۔ فتح کے نتیجہ میں جو عورتیں قبضہ میں آئیں ان میں حنفیہ قبیلہ کی خولہ بنت جعفر بھی شامل تھیں جو حنفیہ کے نام سے معروف تھیں۔ اس قبیلہ کے افراد نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے درخواست کی کہ وہ کسی طرح حنفیہ کو غلامی سے بچالیں۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے خولہ بنت جعفر حنفیہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور 5 اگست 632ء /13 جمادی الاول 11ھ کو سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد اُن سے شادی کی جن سے 12ھ /633ء میں محمد بن حنفیہ کی ولادت ہوئی۔

[Wikipedia Encyclopedia]

..................اختتام حاشیہ..................

سیدنا عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ [قمر بنی ہاشم]

آپ کی ولادت باسعادت 15 مئی 647ء /4 شعبان المعظم 26ھ بروز منگل مدینہ منورہ میں اور شہادت 9 اکتوبر 680ء /10 محرم الحرام 61ھ بروز منگل کربلا معلیٰ میں پینتیس (35) برس کی عمر میں ہوئی۔

[Wikipedia Encyclopedia]

سیدنا عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تینوں بھائیوں یعنی عثمانؓ، جعفرؓ اور عبداللہؓ نے دسویں محرم الحرام 61ھ (9 اکتوبر 680ء / منگل) کو اپنے بھائی (سیدنا

Marfat.com

عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حکم پر جہاد کرتے ہوئے کربلا میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ [انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 14/2؛ صفحہ 3]

حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی حسین و جمیل اور خوبصورت تھے۔ انہیں حسن و خوبصورتی کی بنا پر ان کی زندگی میں ہی قمر بنی ہاشم یعنی بنی ہاشم کا چاند کہا جانے لگا۔ آپ کی شادی لبابہ بنت عبید اللہ بن سیدنا عباس بن عبد المطلب (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) رضی اللہ تعالیٰ علیہم سے 660ء/40ھ یا اس کے بعد ہوئی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عطا فرمائے، فضل اور عبید اللہ۔ حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد انہی عبید اللہ سے پھیلی۔ [انسائیکلو پیڈیا آف اسلام؛ جلد 14/2؛ صفحہ 2] گویا عبید اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنے دادا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح نجیب الطرفین ہاشمی تھے۔ عبید اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پانچ صاحبزادے تھے جن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:

(1) عبد اللہ (2) عباس (3) حمزہ (اول) (4) ابراہیم (5) الفضل

[Wikipedia Encyclopedea]

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ نسب

(1) سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ (2) عباس علمدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(3) عبید اللہؒ (4) محمد حسنؒ (5) حمزہ اولؒ

(6) جعفرؒ (7) علیؒ (8) قاسمؒ

(9) طیارؒ (10) حمزہ ثانیؒ (11) قاسم یعلیؒ

(12) عون المعروف قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (13) محمد زمان علیؒ

Marfat.com

(14) سیدّ احمدؒ (15) داداہیؒ (16) خدایارؒ

(17) محمد جعفرؒ (18) محمد ناصرؒ (19) محمد صادقؒ

(20) محمد یحیٰ عرف محمد بخشؒ (21) خلیل الرحمٰنؒ (22) خیر محمدؒ

(23) عنایت اللہؒ (24) عبدالکریمؒ (25) عباد اللہؒ

(26) شیخ احمدؒ (27) عبدالمحفوظؒ (28) عبداللطیفؒ

(29) عبدالباریؒ (30) محمد درویشؒ (31) عبدالعزیزؒ

(32) فیض عالمؒ (33) رکن عالمؒ (34) محبوب عالمؒ

حضرت قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حمزہ اولؒ (او پر دیے گئے شجرہ میں 5 نمبر پر) کی اولاد سے عائشہؒ نامی نیک سیرت خاتون قاسم یعلیؒ (او پر دیے گئے شجرہ میں 11 نمبر پر) کے نکاح میں آئیں جنہیں حضرت قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ان عائشہؒ کا نسب نامہ یوں ہے: (1) حمزہ اولؒ (2) علیؒ (3) محمدؒ (4) عبداللہ (5) قاسمؒ (6) داؤدؒ (7) علیؒ (8) محمدؒ (9) عائشہؒ (10) عون المعروف قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہرات (افغانستان) کے بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ سلطان محمود غزنوی کی فوج میں جنرل کے عہدے پر فائز تھے۔ قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پانچ بیٹوں کے ہمراہ سلطان محمود غزنوی کو افغانستان اور پاکستان کا کچھ علاقہ فتح کرنے میں مدد فراہم کی۔قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ایک شاخ ''قطب شاہی اعوان'' کہلاتی ہے اور اپنے

Marfat.com

نام کے ساتھ "ملک" کا سابقہ اور "اعوان" کا لاحقہ استعمال کرتی ہے۔ انہی قطب شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کی ایک اور شاخ "علوی" کہلاتی ہے۔ بنیادی طور پر یہ سب ہاشمی ہیں۔

..........................آغاز نوٹ..........................

نوٹ: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک شجرہ اس ویب سائٹ میں دیا ہوا ہے۔

[22http://en.wikipedia.org/wiki/Qutb_Shah ستمبر 2010ء کو اس ویب سائٹ سے استفادہ کیا گیا۔

..........................اختتام نوٹ..........................

شجرۂ نسب میں تینتیسویں نمبر پر موجود بزرگ حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں سے نوازا:

(1) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: ولادت: 1850ء / 1266ھ / وصال: 12 جولائی 1917ء / 21 رمضان المبارک 1335ھ / جمعرات / بوقت سحری

(2) حضرت نور عالمؒ: تاریخ ولادت کی تحقیق نہیں ہو سکی البتہ غیر معتبر ذرائع سے اتنا اندازہ ہوا کہ آپ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تقریباً پندرہ برس بعد اندازاً 1865ء / 1281ھ میں اس جہانِ رنگ و بو میں وارد ہوئے اور 16 ستمبر 1954ء / 18 محرم الحرام 1374ھ بروز جمعرات سیدا شریف میں انتقال کیا۔

Marfat.com

تیسرا باب

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ازدواجی زندگی

خواجہ محبوب عالم کے بڑے صاحبزادے ابوالوفا حضرت صدیق احمد نے اپنی کتاب ''تلخ یادیں'' میں بہت تفصیل کے ساتھ خواجہ محبوب عالم کی تین شادیوں کا تذکرہ کیا ہے۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما

1۔ پہلی شادی: علم وفقر میں کمالِ لازوال حاصل کرنے کے بعد آپ نے پہلی شادی موضع کنگ، تحصیل پھالیہ ضلع گجرات [اب تحصیل و ضلع گجرات، پاکستان] میں ایک علمی گھرانہ میں کی۔ان پاک دامنہ کا نام آمنہ بی بی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا تھا۔ یہ بڑی زیرک، دانا، صالح اور پارسا بی بی تھیں۔ان سے چار لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔بڑے صاحبزادے کا نام عبدالعزیز تھا جو دس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن [مآخذ ''تلخ یادیں'' از ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ]

سید کبیر احمد مظہرؒ کے مطابق محترمہ آمنہ بی بی سے شادی جون 1897ء میں ہوئی جبکہ محترمہ آمنہ بی بیؒ نے 1939ء میں وفات پائی۔ان کا مرقد مبارک سیدا شریف میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک سے مغرب میں واقع حضرات فیض عالم اور رکن عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے مزارات کے قدمین میں ہے۔

یہاں تین قبریں ہیں جن میں سے غربی قبر میرے سب سے بڑے بھائی محبوب الرحمن کی، درمیانی قبر مجھ سے بڑے اور میرے برادرِ مکرم محمد احمدؒ سے چھوٹے بھائی تنویر احمد مرحوم کی اور شرقی مزار مبارک خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی زوجہ محترمہ آمنہ بی بی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا ہے۔

Marfat.com

..................آغاز نوٹ

نوٹ: ابوالوفاصدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "تلخ یادیں" میں لکھتے ہیں:

نرینہ اولاد نہ ہونے کے باعث نہایت غمگین رہتے اور شیخ کامل (حضرت توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بارگاہ میں دعا کے طالب رہتے۔ شیخ کامل قدس سرہٗ کی بارگاہ سے نکاحِ ثانی کی اجازت ملی۔

اس عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پہلی شادی کے بعد صاجنرادہ عبدالعزیز اور چار بیٹیاں حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں جنم لے چکی تھیں اور صاجنرادہ عبدالعزیز کا دس برس کی عمر میں انتقال بھی ہو چکا تھا۔ حضرت انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال اگست 1897ء میں ہوا۔ یعنی اس حساب کے مطابق حضرت خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شادی 1897ء سے کم از کم پندرہ (15) برس قبل 1880ء میں ہوگئی ہونی چاہیے۔ اگر یہ حساب درست ہو تو آپ کی سب سے چھوٹی صاجنرادی معصومہ بی بی اور جناب صاجنرادہ شیر عالمؒ (ولادت 1916ء) کے درمیان تقریباً 20 برس کا وقفہ ہونا چاہیے جو کہ عملاً ایسا نہیں ہے۔ اگر حضرت خواجہؒ کی شادی 1895ء اور 1900ء کے درمیان ہوئی ہو تو بوقتِ وفات حضرت خواجہ کی صاجنرادیوں کی عمریں وہی بنتی ہیں جو اُن کے انتقال کے وقت تھیں جو پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ نے بیان کی ہیں۔ اُن کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان ہوگی۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات اس صورت درست ہو سکتی ہے کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی اُن کے شیخ کی زندگی میں 1890ء کے آس پاس ہوگئی ہو لیکن عرصہ تک اولادِ نرینہ نہ ہوئی ہو اور وہ اپنے مرشد سے دعا کے لیے عرض کرتے ہوں۔ لیکن یہ بات بھی اس لیے درست نہیں کہ صاجنرادہ عبدالعزیز تمام بہنوں سے قبل پیدا ہوئے اور دس برس کی عمر پائی تو اولادِ نرینہ کے لیے اپنے مرشد سے درخواست کرنے کا کوئی موقع سمجھ میں نہیں آتا۔

..................اختتام نوٹ

Marfat.com

2۔ دوسری شادی: صوفی صادق الاسلامؒ صاحب ساکن شاہ آباد، ضلع کرنال، ہندوستان سے حضرت خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ایک کشف بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں یعنی خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک فرزند عطا فرمائے گا جس کا نام (ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور اوصاف بھی بیان کیے۔ صوفی صاحبؒ نے اس نعمت کو اپنے گھر لانے کے لیے اپنے چھوٹے بھائی بدرالاسلام صاحب کی صاحبزادی مسماۃ اکرامًا سے آپ کا نکاح کر دیا۔ یاد رہے کہ صوفی صادق الاسلامؒ مجرد رہے لہٰذا اُن کی اولاد نہ تھی۔ صوفی صاحبؒ کے چھوٹے بھائی ماسٹر محمد اکرام صاحب نے اسے قبول نہ کیا اور طلاق لینے سیدا شریف آئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ اس نکاح میں لڑکی کا کوئی قصور نہیں اور بلا قصور طلاق نہیں دی جا سکتی لہٰذا آپ نے طلاق نہ دی۔ کچھ عرصہ بعد صوفی صاحب کی یہ بھتیجی چند دن بیمار رہ کر آسودۂ خاک ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن [ماخذ "تلخ یادیں" از ابوالوفا صدیق احمدؒ]

3۔ تیسری شادی: آپ کی تیسری شادی ہندوستان کے موضع شاہ آباد ضلع کرنال کے سادات گھرانے میں پیر جی سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دختر نیک اختر، ولیہ کاملہ، رابعہ ثانیہ، سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے 1915ء/1333ھ میں ہوئی جن کا سن ولادت 1895ء/1312ھ ہے۔ ان سے آپؒ کے ایک ہی فرزند ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1916ء/1334ھ میں پیدا ہوئے۔ سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا (متوفیہ 13 ستمبر 1965ء/17 جمادی الثانی 1385ھ) کا شجرۂ نسب ضمیمہ نمبر 6 میں نقل کیا گیا ہے۔

میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ صاحبزادی زیب النساء (تفصیل پیرا 4.12.1 پر)

Marfat.com

نے ہماری دادی صاحبہ سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا ایک خواب مجھ سے بیان کیا۔ خواب میں بے بے جی (ہم دادی جی کو بے بے جی کہا کرتے تھے) نے کسی بزرگ کو پیڑھی پر بٹھا کر وضو کرایا۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد اُن صاحب نے بے بے جی سے پوچھا "بیٹا تم نے مجھے پہچانا ہے؟"

"جی نہیں" بے بے جی نے جواب دیا۔

انہوں نے کہا "جنہیں لوگ غوثِ اعظم کہتے ہیں میں وہ ہوں۔"

بے بے جی بہت خوش ہوئیں اور دروازے تک چھوڑنے آئیں۔ بے بے جی اس خواب سے بہت دنوں تک مسحور اور خوش رہیں۔

پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ کی بیان کردہ شادیوں پر تبصرہ

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسے، صاجزادی معصومہ بی بی کے بڑے صاجزادے پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ نے اپنی کتاب "خواجہ محبوب عالم قدس سرہ ..... احوال و آثار" اشاعت اول 2005ء، صفحہ 28 پر دو مزید شادیوں کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے ایک بغداد میں ہوئی اور دوسری دہلی میں، جنہیں تسلیم کرنے میں مجھے کئی ایک وجوہ کی بنا پر تامل ہے۔ البتہ انہیں مسماۃ اکرامًا سے شادی کا علم نہ تھا اسی لیے ان کی کتاب کے پہلے ایڈیشن میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ میں نے ایک بار ان سے اس شادی کا ذکر کیا تو ان کی معلومات میں اضافہ ہوا۔ ہوسکتا ہے انہوں نے بعد میں اسے اپنی کسی کتاب یا اسی کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں بیان کر دیا ہو۔

پروفیسر صاحب کے مطابق دہلی میں مبینہ شادی: پروفیسر صاحب کے مطابق یہ شادی 1884ء میں دہلی کی جامع مسجد کے خطیب اور مفتی شہر کی دختر نیک اختر سے ہوئی، جن

Marfat.com

کا نام محفوظ نہیں رہ سکا۔ یہ خاتون 1885ء میں ایک بیٹے کو جنم دے کر خود 1886ء میں وفات پا گئیں۔ یہ بیٹا 1910ء میں 25 برس کی عمر میں فوت ہو کر سیدا شریف میں دفن ہوا۔(1) [ماخذ: ''خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ..... احوال و آثار'' اشاعت اول 2005ء، صفحہ 28]

......................آغاز حاشیہ......................

(1) اُن خطیب صاحب کا، اُن کی صاحبزادی کا جو کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی مبینہ زوجہ رہیں اور اُن سے جنم لینے والے بیٹے، تینوں میں سے کسی کا نام بھی محفوظ نہ رہ سکا۔

......................اختتام حاشیہ......................

جن عوامل کی بنیاد پر میرا خیال ہے کہ یہ شادی ہوئی ہو گی:

1۔ آپؒ نے مارچ 1875ء / صفر 1292ھ میں پچیس برس کی عمر میں تعلیم مکمل کی اور اِسی سال سپریم کورٹ آف رامپور سٹیٹ میں ڈپٹی چیف جسٹس جیسی باوقار ملازمت کے حصول میں کامیاب ہو گئے۔ طبیعت نہیں مانتی کہ آپؒ نے 1897ء میں سنتالیس (47) برس کی عمر تک محترمہ آمنہ بی بیؒ سے شادی تک برسرِ روزگار ہونے کے بعد بائیس (22) برس مجرد گزارے ہوں۔

2۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ 1884ء کے لگ بھگ یہ شادی ان گم نام خاتون کی بجائے محترمہ آمنہ بی بیؒ سے ہوئی ہو تو پھر ان کے بچوں کی معلوم عمریں غلط ملط ہو جائیں گی۔ محترمہ آمنہ بی بیؒ سے شادی 1895ء سے پہلے نہیں ہوئی۔

3۔ ''تلخ یادیں'' میں ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا کہ

نرینہ اولاد نہ ہونے کے باعث نہایت غمگین رہتے اور شیخ کامل (حضرت

Marfat.com

توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بارگاہ میں دعا کے طالب رہتے۔ شیخ کامل قدس سرہٗ کی بارگاہ سے نکاحِ ثانی کی اجازت ملی۔

یہ عبارت اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی حضرت توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہونے سے قبل ہو چکی تھی۔ ہوسکتا ہے یہ وہی شادی ہو اور نکاحِ ثانی محترمہ آمنہ بی بی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے شیخ محترم کے وصال (اگست 1897ء) کے بعد ہوئی ہو۔

جو حقائق مجھے یہ شادی ماننے سے مانع ہیں:

1۔ تمام کوشش کے باوجود خاندانی ذرائع سے اس شادی کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

2۔ پروفیسر صاحب کے مطابق خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں اس گم نام خاتون سے 1885ء میں ایک بیٹے نے جنم لیا جس نے 25 برس کی عمر میں یعنی 1910ء میں انتقال کیا۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محترمہ آمنہ بی بیؒ سے شادی جون 1897ء میں ہوئی۔ یعنی محترمہ آمنہ بی بیؒ کے ساتھ اس بیٹے نے کم از کم 13 برس (12 سے 25 سال کی عمر تک) گزارے لیکن اس کے باوجود انہوں نے 1939ء (سالِ وفات) تک کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ 25 برس کی عمر کو پہنچ کر اللہ کو پیارا ہونے والے اِس بیٹے کے متعلق خاندان کے کسی فرد اور ہزاروں متعلقین میں سے کسی کو خبر نہ ہونا حیرت انگیز ہے۔

3۔ ''تلخ یادیں'' میں اس حقیقت کا ذکر ہے کہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نرینہ اولاد نہ ہونے کے باعث نہایت غمگین رہتے اور شیخ کامل (حضرت توکل شاہ رحمۃ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ) کی بارگاہ میں دعا کے طالب رہتے۔ اگر پروفیسر صاحب ؒ کی یہ بات درست مان لی جائے تو خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنے شیخ کی خدمت میں نرینہ اولاد کی دعا بے معنی ہو جاتی ہے کیونکہ پروفیسر صاحب کے بقول اُن کے ہاں ایک بیٹے نے جنم لیا جس نے 25 برس عمر پائی۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت 1916ء) کا عرصہ حیات پروفیسر سید کبیر احمد مظہر (ولادت 1940ء) کی نسبت حضرت خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے نسبتاً زیادہ نزدیک ہونے کے ساتھ ساتھ بیٹا ہونے کے ناطے اور سیدا شریف میں ہوتے ہوئے اُن افراد میں رہتے ہوئے جنہیں تمام حالات و واقعات کی تفصیل درست معلومات تھیں میرا گمان ہے کہ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد ماجد کے حالات سے جتنا واقف ہو سکتے ہیں شاید پروفیسر صاحب نہیں ہو سکتے۔ اللہ و رسولہ اعلم۔

4۔ اگلے پیرا میں دوسرے سے پانچویں نمبر تک بیان شدہ وجوہ بہت حد تک یہاں بھی لاگو ہوتی ہے۔

میرا تجزیہ: اس شادی کے متعلق تادمِ تحریر میں کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا۔

پروفیسر صاحب کے مطابق بغداد میں مبینہ شادی: جناب پروفیسر سید کبیر احمد مظہر ؒ نے اپنی کتاب ''خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ ... احوال و آثار'' اشاعت اول 2005ء، صفحہ 28 پر آپ کی ایک شادی بغداد میں بھی بیان کی ہے جس سے اولاد بھی ہوئی اور آپ ؒ انہیں بذریعہ منی آرڈر باقاعدگی سے ماہوار خرچ روانہ فرمایا کرتے تھے۔ اس شادی کے ماننے میں مندرذیل حقیقت حائل ہے:

پروفیسر صاحب ؒ کے مطابق خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1903ء میں

Marfat.com

بغداد سے واپس سیدا شریف تشریف لائے اور جولائی 1917ء میں آپ کا وصال ہوا۔ گویا آپ تقریباً چودہ برس (168 مہینے) تک مسلسل ہر ماہ یہاں سے رقوم بذریعہ منی آرڈر بغداد روانہ کرتے رہے اور اس بات کا علم سوائے پروفیسر صاحبؒ کے دادا جانؒ اور کسی کو نہ ہو سکا جبکہ ان کا خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تعلق بھی حضرت خواجہؒ کی زندگی کے فقط آخری دو سالوں تک محدود ہے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بغداد سے واپسی اختیار کیے بھی چودہ برس گزر چکے تھے۔ اُس وقت سیدا شریف میں بابا صلابت اور غلام نبی وغیرہ جیسے نہایت مخلص اور محرم راز لوگ سالہا سال سے موجود تھے جن کا ذکر حضرت خواجہؒ نے اپنے وصیت نامہ میں بھی فرمایا ہے۔ دل نہیں مانتا کہ انہیں اس کی خبر نہ ہو۔

جن مشترک عوامل کی بنا پر مجھے ان دونوں شادیوں پر جو تحفظات ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ تمام کوشش کے باوجود خاندانی ذرائع سے ان شادیوں کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

2۔ میرے والد گرامی ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1916ء میں پیدا ہوئے جبکہ پروفیسر کبیر احمد مظہرؒ اُن سے چوبیس (24) سال بعد 1940ء میں اس دنیا میں تشریف لائے۔ ان دونوں حضرات کے تجزیہ کاری کی عمر کو پہنچنے میں بھی اتنے ہی برسوں کا فرق ہو گا۔ اس عرصہ میں ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاس ان معلومات کے حامل کتنے ذرائع موجود رہے ہوں گے جو کہ پروفیسر صاحبؒ کے اُس عمر تک پہنچنے تک وہ ضائع ہو چکے ہوں گے۔

Marfat.com

3۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی والدہ، اپنے بھائی کی والدہ، چچا، اپنے والدؒ کے چھوڑے ہوئے افراد جن کے سینوں میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ثقہ معلومات محفوظ تھیں اور وہ ماحول جو اُن کے والد چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے میسر تھا اور عرصۂ دراز تک میسر رہا وہ پروفیسر صاحبؒ کو یقیناً میسر نہیں رہا۔لہٰذا ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی معلومات کے درست ہونے کے امکانات زیادہ ہیں۔

4۔ میرے والد ماجد ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر تقریباً ڈیڑھ برس تھی جب 1917ء میں اُن کے والد گرامی خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا۔لہٰذا انہیں اپنے والد کی ازواج و اولاد کی تفصیلات اپنے بھائی صاجزادہ شیر عالمؒ کی والدہ صاجبہ حضرت آمنہ بی بیؒ (متوفیہ 1939ء)، اپنی والدہ سیدہ بشیر النساء بیگمؒ (1898ء تا 1965ء)، اپنی ہمشیرگان صالح بی بیؒ (1906ء تا 1986ء) اور سکینہ بی بیؒ (1910ء تا 1992ء)، اپنے ماموں سید محمود اخترؒ (اندازاً 1890ء تا 7 فروری 1970ء /1 ذوالحجہ 1389ھ) وغیر ہم کے علاوہ اپنے والد ماجد کے ملنے والے بہت سے قریبی اور محرم راز خدام (سید الطاف حسنؒ دہلوی، صوفی صادق الاسلامؒ، پیر رحمت علی شلہؒ، حافظ احمد اسلامؒ، بابا صلابتؒ اور غلام نبیؒ وغیرہم) سے اکٹھی کی ہوں گی اور نہایت ہی عرق ریزی سے ان کا تجزیہ کر کے اسے ''تلخ یادیں'' میں قلمبند کر دیا جہاں ان شادیوں کا تذکرہ نہیں ملتا۔میرا دل نہیں مانتا کہ خواجہ محبوب عالم کے دونوں جگر گوشوں (جناب صدیق احمدؒ اور جناب صاجزادہ شیر عالمؒ) کو کہیں سے بھی اتنے لمبے عرصے تک اس شادی کی بھنک بھی نہ پڑی ہو۔

Marfat.com

5۔ حضرت خواجہؒ کی دونوں ازواج میں بہت پیار تھا۔ ہماری دادی صاحبہ سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا (متوفیہ 13 ستمبر 1965ء/17 جمادی الثانی 1385ھ) ہماری بڑی دادی صاحبہ محترمہ آمنہ بی بیؒ (متوفیہ 1939ء) کا ذکر نہایت احترام سے کیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہا کرتی تھیں کہ اگر یہ خاتون نہ ہوتیں تو ان کا (ہماری دادی صاحبہ سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا) اس گھر میں رہنا ممکن نہ ہوتا۔ اگر یہ شادیاں ہوئی ہوتیں اور خصوصًا بغداد والی مبینہ اہلیہ کو ہر ماہ منی آرڈر بھی بھیجتے رہے ہوں تو یہ تسلیم کرنا ممکن نہیں رہتا کہ ان دونوں خواتین کو علم نہ ہوتا۔

6۔ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے علم الانساب کے دلدادہ جنہوں نے صدیوں بعد بغداد میں نہ صرف اپنے رشتہ داروں کو ڈھونڈ نکالا بلکہ ان سے شجرہ نسب لے کر اس پر ان سے مہر بھی لگوائی، ایسے شخص سے یہ کس طرح ممکن تھا کہ اپنی ان شادیوں کا بالعموم اور بغداد والی شادی کا بالخصوص اپنے گھر میں تذکرہ تک نہ کرتے جسے مسلسل چودہ برس (168 مہینے) تک ہر ماہ ہندوستان سے بغداد باقاعدگی سے رقوم منی آرڈر کرتے رہے ہوں۔

میرا تجزیہ: میرے نزدیک خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں شادی نہیں کی۔ واللہ اعلم

.... آغاز نوٹ ....

نوٹ: میں نے ان دونوں شادیوں کا تذکرہ جناب پروفیسر صاحبؒ کے حوالہ سے مندرجہ بالا سطور میں پیش کر دیا ہے۔ یہ بات اس لیے قلمبند کر رہا ہوں تاکہ کل کلاں کوئی صاحب یا صاحبہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر تحقیق فرمائیں تو انہیں معلوم ہو کہ پروفیسر صاحبؒ کی تحقیق میرے مدنظر تھی اور

Marfat.com

میں نے اسے تفصیل سے پڑھ کر ہی اپنی اختلافی رائے قائم کی ہے۔ میں نے اوپر بیان کردہ وجوہات کی بنا پر جناب پروفیسر صاحب ؒ سے اختلاف کیا ہے اور اس کی اطلاع تحریرًا انہیں روانہ بھی کردی تھی۔ اگرچہ انہوں نے اس سے اتفاق نہیں کیا لیکن کوئی دلیل بھی پیش نہیں فرمائی اور میری عرضداشت کے باوجود اس کا تحریری جواب روانہ نہیں فرمایا۔

....اختتام نوٹ...

چوتھا باب

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محترمہ آمنہ بی بیؒ سے اولاد امجاد

(مختلف ذرائع سے راقم الحروف کی تحقیق)

4.1۔ صاحبزادہ عبدالعزیز: بدقسمتی سے ان کی ولادت کے متعلق معلومات میسر نہیں آ سکیں۔ "تلخ یادیں" سے اتنا معلوم ہو سکا کہ بچوں میں یہ سب سے بڑے تھے۔ انہوں نے دس برس کی عمر میں وفات پائی اور سیدا شریف کے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ ان کی قبر کی نشاندہی نہیں ہو سکی۔ اُن کی بہنوں کی عمروں کو مدنظر رکھا جائے تو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ان کی ولادت 1898ء سے 1905ء کے درمیانی عرصہ میں ہوئی۔

4.2۔ صاحبزادی صالح بی بی: آپ نے اندازاً اسی (80) برس کی عمر میں 21 اگست 1986ء/15 ذوالحجہ 1406ھ بروز جمعرات وفات پائی۔ اس طرح ان کی ولادت 1906ء کے لگ بھگ ہوئی۔ موضع لالہ پنڈی، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔

4.3۔ صاحبزادی سکینہ بی بی: اندازاً 1910ء میں اس جہانِ فانی میں تشریف لائیں

Marfat.com

اور 17 اگست 1992ء /17 صفر المظفر 1413ھ بروز پیر تقریباً بیاسی (82) برس کی عمر میں اللہ کو پیاری ہو کر فیصل آباد کے صدیق آباد (پرانا گوبند پورہ) کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئیں۔

4.4۔ صاحبزادی حلیمہ بی بی: نے تخمیناً 1912ء میں پیدا ہو کر 8 مئی 1963ء /14 ذوالحجہ 1382ھ بروز بدھ اکیاون (51) برس کی عمر میں وفات پائی اور سیدا شریف میں اپنے سسرالی قبرستان (جو کہ شرقی یا عبدالخالق والا قبرستان کہلاتا ہے) میں مدفون ہیں۔

4.5۔ صاحبزدی معصومہ بی بی: اندازہ ہے کہ آپ 1915ء میں اس دنیاءِ فانی میں وارد ہوئیں اور 3 فروری 1974ء /10 محرم الحرام 1394ھ بروز اتوار سیدا شریف میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قبرستان میں ہمیشہ کے لیے آرام پذیر ہیں۔ ان کے مزار کے سرہانے کی طرف 1995ء میں میری والدہ ماجدہ زبیدہ خانم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی قبر بنی۔

4.6۔ صاجزادہ شیر عالمؒ: اکتوبر 1916ء /1334ھ کو خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جگر کو ٹھنڈک بخشی اور 25 دسمبر 1979ء /6 صفر المظفر 1400ھ بروز منگل وصال فرما کر سیدا شریف میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک کے اندر اپنے والد ماجد کے شرقی پہلو میں دفن ہوئے۔ چاچاجی شیر عالمؒ کے نام کے متعلق ایک دلچسپ اور تکلیف دہ واقعہ پیش آیا جسے ضمیمہ نمبر 7 میں نقل کیا گیا ہے۔

میرے والد گرامی نے اپنے برادرِ خُرد جناب شیر عالم قدس سرہٗ کے ذوق کے متعلق ''تلخ یادیں'' میں یوں اظہارِ خیال کیا ہے:

Marfat.com

شیر عالم صاحب کی مدرسہ میں دورانِ تعلیم اکثریہ مصروفیات تھیں۔اسباق سے زیادہ فنی کاموں میں دلچسپی۔مثلاً مظاہرِ علوم میں دورانِ تعلیم آئینہ سازی کا فن سیکھنا شروع کیا، کتابت کے فن میں کوشش کی۔(آپ بہت اچھے کاتب تھے۔الطاف) جب دیوبند آئے تو یہاں طلباء کو ہر قسم کی آزادی تھی۔طلباء کی ادبی، علمی مجالس اور انجمنیں قائم تھیں ہر انجمن کے ادبی رسالے نکلتے۔حکیم صاحب (مراد ہیں شیر عالم صاحبؒ، جنہوں نے بعد میں حکمت سیکھی اور حکیم صاحب کے نام سے معروف رہے۔الطاف) ان رسالوں کی ترتیب اور تدوین میں بہت دلچسپی لیتے۔کسی رسالے کا ایڈیٹوریل بھی لکھ مارتے۔ان میں ناخنوں سے پھول وغیرہ بناتے، کتابت بھی کرتے۔بہرحال ان امور میں بہت ہی دلچسپی لیتے۔اس راہ میں ان کے اسی قسم کے طلباء دوست بھی تھے۔

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی محترمہ آمنہ بی بیؒ سے اولاد کی تفصیل

4.7۔ صاحبزادی صالح بی بی

شہر پھالیہ سے تین میل شمال کی جانب موضع پنڈی لالہ [تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین] واقع ہے۔ یہاں گوندل قوم کا علمی گھرانہ جو زمین کے مالک بھی تھے اور وہاں گاؤں کی مسجد کی امامت بھی ان کے سپرد تھی۔وہاں یہ دو گھرانے تھے، ایک گھر کے مورث میاں نیک محمد صاحب اور دوسرے کے میاں عبدالحق صاحب۔ میاں عبدالحق صاحب کے بیٹے کا نام چراغ دین تھا۔میاں چراغ دین صاحب ایک شادی پہلے کر چکے تھے اور ادھیڑ عمر کے آدمی تھے۔ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی تھی اور (ان سے) کوئی اولاد نہ تھی۔زمین ان کی بھی تھی۔صورت سیرت اچھی تھی اور نہایت

Marfat.com

ملنسار تھے۔صالح بی بی جو سب سے بڑی تھیں ان کی نسبت چراغ دین صاحب سے طے ہوئی۔[ماخذ: تلخ یادیں از ابوالوفا صدیق احمد]

آپ پنجابی میں شعر بازی کیا کرتی تھیں۔مجھے ان کے کلام میں سے ایک خوبصورت ''سی حرفی'' میسر آسکی جو والدین کے فراق میں لکھی گئی تھی۔قارئین کی دلچسپی اور سی حرفی کی حفاظت کے پیشِ نظر ضمیمہ نمبر 7 میں شامل کر رہا ہوں۔یہ سی حرفی ان کے بڑے صاحبزادے منظور احمد صاحب نے شائع کروائی تھی۔کاش ان کا بقیہ کلام بھی مل جاتا۔

صاحبزادی صالح بی بی کی اولاد

4.7.1۔ منظور احمد: منظور احمد مرحوم لالہ پنڈی میں پیدا ہوئے اور موضع ماجھی نزد ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین میں خورشید نامی خاتون سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔انہیں اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔بڑے بیٹے کا نام فرخ شہزاد احمد اور چھوٹے کا نام عرفان منظور ہے۔بیٹی شگفتہ ناز ہے۔فرخ شہزاد کی شادی ہو چکی ہے جبکہ عرفان اور شگفتہ تادمِ تحریر رشتہ ازدواج سے منسلک نہیں ہوئے۔سب بچے ماشاءاللہ بقیدِ حیات ہیں اور فیصل آباد میں مقیم ہیں۔فرخ شہزاد نے اردو میں ایم اے کر رکھا ہے اور وہ نشاط ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد میں کام کرتے ہیں۔منظور احمد پنڈی لالہ کے قبرستان میں اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

4.7.2۔ مقصودہ اختر: باجی مقصودہ اختر کی شادی خانہ آبادی جناب حبیب احمد صاحب سے ہوئی جو کہ نشاط ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد کے اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے تھے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔انہوں نے سروس کے دوران ہی گلستان کالونی نمبر 1 میں گھر

Marfat.com

بنالیا تھا۔ان کے بچے ابھی تک اسی گھر میں رہائش پذیر ہیں۔انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا۔ بیٹے کا نام شہزاد حبیب ہے لیکن اس کے والدین اسے پیار سے جگنو کہتے ہیں۔ پیدائشی معذوری کی بنا پر تعلیم حاصل نہ کرسکا۔بیٹی کا نام شائستہ حبیب ہے جسے سب پیار سے گڑیا کہتے ہیں۔اگست 2010ء میں دونوں بہن بھائیوں کی شادی فیصل آباد میں ہوئی۔ان کی والدہ اور والد دونوں اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ باجی مقصودہ اور ان سے قریباً ایک سال بعد بھائی جان حبیب فیصل آباد میں فوت ہوئے اور منصور آباد والے قبرستان میں مدفون ہیں۔

4.7.3۔ بشیر احمد: ان کی ولادت 16 اکتوبر 1939ء / 3 رمضان المبارک 1358ھ بروز سوموار لالہ پنڈی میں ہوئی۔ان کی شادی ہمارے چچا جناب شیر عالم قدس سرہٗ کی بڑی صاحبزادی ساجدہ مسرت سے ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد عطا نہیں فرمائی۔وہ بہت ملن سار، خوش گفتار اور توجہ سے بات سننے اور منطقی بات کو قبول کرنے والے انسان تھے۔بھائی جان بشیر مختلف کالجوں میں لیبارٹری اسٹنٹ کی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے ریٹائر ہوئے۔انہوں نے 22 فروری 2012ء/30 ربیع الثانی 1433ھ /شب بدھ جمعرات کو فیصل آباد میں وفات پائی اور لالہ پنڈی، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین میں آبائی گاؤں کے قبرستان میں اپنی والدہ ماجدہ اور بڑے بھائی منظور احمد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

4.7.4۔ رشید احمد: ان کی شادی خانہ آبادی 18 اگست 1983ء / 9 ذیقعد 1403ھ کو میری چھوٹی ہمشیرہ صاحبزادی قمر النساء سے ہوئی۔ بارات فیصل آباد سے آئی لیکن قمر النساء کی ملازمت کی وجہ سے انہوں نے مستقل سکونت قادر آباد، تحصیل

Marfat.com

پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین میں اختیار کرلی۔ بھائی جان رشید احمد کو فارسی زبان پر عبور حاصل ہے اور میں نے اُن سے خاصا استفادہ کیا ہے۔ عربی زبان بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ بچوں کی تفصیل پیرا 4.12.4 میں بیان ہوگی۔

4.8۔ صاحبزادی سکینہ بی بی

موضع پنڈی لالہ، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین میں گوندل قوم کا علمی گھرانہ تھا جہاں یہ دو گھرانے تھے، ایک گھر کے مورث میاں نیک محمد اور دوسرے کے میاں عبدالحق۔ میاں نیک محمد کے دو لڑکے تھے ایک کا نام محمد صدیق اور دوسرے کا نام محمد رفیق تھا۔ محمد صدیق اچھی صورت کے جوان تھے۔ ان کی آواز میں ترنم تھا۔ انہوں نے قرآنِ پاک ختم کر کے کسی عالم کے پاس کچھ علمی لیاقت بھی پیدا کرلی تھی۔ ان میں کام کرنے کی صلاحیت موجود تھی اور زندگی کا بار اٹھانے کے قابل تھے۔ محمد رفیق ان کا بڑا بھائی تھا۔ صورت کے لحاظ سے بھی اچھا نہ تھا ایک آنکھ بھینگی تھی۔ علمی لیاقت سوائے اس کے اور کچھ نہ تھی کہ نماز باجماعت کرالیا کرتا اور باقی کھیتی باڑی کا کام کرتا۔ سکینہ بی بی کی نسبت محمد صدیق سے ہوئی۔ [ماخذ: تلخ یادیں از ابوالوفا صدیق احمدؒ]

آپ ماشاءاللہ کثیر العیال تھیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نو بچے عطا فرمائے جن میں پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔

آغاز نوٹ ....

نوٹ: میرے والد گرامی کے مطابق یہ دونوں رشتے (یعنی صاحبزادی صالح بی بی اور سکینہ بی بی کے) کسی حد تک موزوں تھے۔ از تلخ یادیں

اختتام نوٹ..

Marfat.com

صاجزادی سکینہ بی بی کی اولاد کی تفصیل

4.8.1۔ سلمیٰ سلطانہ: تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1927ء / 26 جمادی الثانی 1345ھ؛ شادی جناب منظور الحسن قریشی ساکن ماڈل ٹاؤن لاہور سے ہوئی جو کہ صوفی فتح محمد اختر محبوبیؒ (خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ) کے صاجزادے ہیں۔ بچوں سمیت امریکہ منتقل ہوگئیں۔ ان کے بچوں میں افتخار اکمل، ولادت 16 فروری 1954ء/12 جمادی الثانی 1373ھ؛ شہناز منظور، ولادت 26 اگست 1957ء/ 29 محرم الحرام 1377ھ؛ رضوانہ منظور، ولادت 11 مارچ 1961ء/23 رمضان المبارک 1380ھ؛ شگفتہ منظور، ولادت 1966ء، شادی جولائی 1994ء

4.8.2۔ عبدالرحمٰن: عبدالرحمٰن (متوفی 2009ء) کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیاں اور دو بیٹے عطا فرمائے۔ ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں۔ سیمیٰ رحمٰن؛ شاہد رحمٰن؛ نجمہ رحمٰن؛ عاطف رحمٰن؛ صائمہ رحمٰن۔

.... آغاز نوٹ ....

نوٹ: سیمیٰ رحمٰن کی شادی خانہ آبادی ہمارے چچا مرحوم شیر عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاجزادے محمود خورشید عالم سے ہوئی جن کا ذکر 4.11.2 پر تفصیل سے کیا گیا ہے۔

.... اختتام نوٹ ....

4.8.3۔ زبیدہ خانم: میاں کا نام رشید احمد مرحوم تھا جو لاہور میں ریلوے میں ملازم تھے۔ ان کے جگر گوشوں میں ایک بیٹی فرحت رشید اور ایک بیٹا عمران رشید ہیں۔ عمران رشید زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں کام کرتے تھے مگر اب نیشنل ہسپتال فیصل آباد میں ہیں۔ زبیدہ خانم وفات پا چکی ہیں۔

Marfat.com

4.8.4۔ عزیز الرحمٰن: انہیں اللہ تعالیٰ نے چار نیک سیرت بیٹیوں سے نوازا۔ بڑی تین کے نام مل گئے ہیں جب کہ چوتھی کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ سعدیہ عزیز؛ حمیرا عزیز؛ مبین عزیز۔

4.8.5۔ خلیل الرحمٰن: ان کی رفیقۂ حیات کا نام کلثوم اختر ہے۔ فیصل آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ اس خوش اخلاق اور خوش نصیب جوڑے کو خالق حقیقی نے مدثر خلیل اور یٰسین خلیل اور مظہر خلیل عطا فرمائے۔ خلیل الرحمٰن صاحب نے تینوں بیٹوں کو قرآنِ پاک حفظ کرا کے حافظِ قران بنانے کا اعزاز حاصل کیا۔ مدثر خلیل کمپیوٹر انجنیئر ہیں اور سعودی عرب میں کام کر رہے ہیں۔ یٰسین خلیل یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا میں سول انجنیئر نگ کر رہے ہیں۔

4.8.6۔ مسرت سلطانہ: مسرت سلطانہ 21 ستمبر 1949ء/27 ذیقعد 1368ھ کو چرخِ نیلی فام کے سائے میں تشریف لائیں۔ ان کی شادی خانہ آبادی 22 فروری 1971ء / 26 ذوالحجہ 1390ھ کو لاہور میں میاں جاوید اقبال سے ہوئی۔ میاں صاحب سٹیٹ بنک لاہور سے ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اس خوبصورت جوڑے کو اللہ تعالیٰ نے چار قابل اور لائق بیٹیوں سے نوازا۔ تمام بچیاں ماشاءاللہ شادی شدہ ہیں اور اپنے گھروں میں خوشی کی زندگی گزار رہی ہیں:

سعدیہ جاوید، ولادت 23 جنوری 1973ء / 18 ذوالحجہ 1392ھ، M.Sc. Psychology؛ عظمیٰ جاوید، ولادت 28 اگست 1974ء /10 شعبان المعظم 1394ھ، MBA؛ عائشہ جاوید، ولادت 5 اکتوبر 1976ء / 11 شوال المکرم 1396ھ، BA؛ صدف جاوید، ولادت 8 جنوری 1981ء / یکم ربیع الاول 1401ھ، Masters in Fine Arts

Marfat.com

4.8.7۔ سیف الرحمٰن: ان کی شخصیت کی تکمیل شہر بانو نامی خاتون کی ان کی زندگی میں آمد سے ہوئی۔ یہ انتہائی سلجھی ہوئی اور سلیقہ شعار خاتون کراچی سے تعلق رکھتی ہیں۔ سیف الرحمٰن فیصل آباد میں ہوتے ہیں۔ ان کے دو بیٹے اسد سیف اور زاہد سیف ہیں۔

4.8.8۔ کوثر سلطانہ: ان کے میاں کا نام عبادت حسین ہے اور فیصل آباد میں کاروبار کرتے ہیں۔ ان کا ایک بیٹا مبشر حسین ہے جو ابھی طالبعلمی کے مزے لوٹ رہا ہے۔ دو بیٹیوں میں سے عظمیٰ عبادت اپنے گھر والی ہو چکی ہیں جبکہ رضوانہ عبادت ابھی دورِ طالبعلمی سے نمٹ رہی ہیں۔

4.8.9۔ نصرت سلطانہ: نصرت سلطانہ کو کامونکی ضلع گوجرانوالہ کے محمد اشتیاق صابر کی صورت میں نہایت متحرک اور خوش اخلاق جیون ساتھی ملا۔ محمد اشتیاق صابر TEVTA میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیں۔ ان پر تین بیٹوں اور ایک بیٹی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور رحمت کا نزول کیا گیا۔

بڑے صاحبزادے محمد وسیم اشتیاق 20 جولائی 1987ء / 23 ذیقعد 1407ھ کو پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور کاروبار میں لگ گئے اور ماشاء اللہ کاروبار میں کامیاب ہیں۔ ان کی شادی رشیدہ الیاس سے ہوئی جو کہ ان کے تایا محمد الیاس طاہر کی صاحبزادی ہیں۔ محمد عظیم اشتیاق 18 اگست 1990ء / 27 محرم الحرام 1411ھ کو پیدا ہوئے۔ انجینئرنگ کرنے کے بعد اپنے والد ماجد کے محکمہ TEVTA میں ہی جاب کر رہے ہیں۔ محمد نعیم اشتیاق 10 دسمبر 1992ء /15 جمادی الثانی 1413ھ کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے الیکٹریکل میں تین سالہ ڈپلومہ کرنے کے بعد سروس اختیار کر لی ہے۔ زیب النساء 12 مارچ 1988ء / 23 رجب المرجب

Marfat.com

1408ھ کو پیدا ہوئیں اور بی اے مکمل کرلیا ہے۔

4.9۔ صاجزادی حلیمہ بی بی

میرے والد ماجد اپنی ان ہمشیرہ کے متعلق یوں رقم طراز ہیں: حلیمہ کی نسبت محمد رفیق سے طے ہونے کا مسئلہ زیرِ غور تھا جو کسی صورت موزوں نہ تھا۔ والدہ صاحبہ نے چچا صاحب (نور عالم) سے کہا کہ یہ رشتہ مناسب نہیں۔ لیکن چچا صاحب نے یہ کہہ کر معاملہ ٹھنڈا کر دیا کہ مجھ سے گاؤں گاؤں نہیں پھرا جاتا، کرنا ہو تو کرلو ورنہ میں مجبور ہوں۔ قہرِ درویش برجانِ درویش۔ یہ تلخ گھونٹ پی لیا گیا اور حلیمہ کے رشتے کی نسبت محمد رفیق (جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے) سے کر دی گئی۔ ایک وقت آیا کہ یہ تینوں باراتیں آئیں اور رواجِ زمانہ کے مطابق دے دِلا کر شادی کر دی گئی اور بہنیں اپنے اپنے گھر چلی گئیں لیکن جس معاملہ کی بنیاد ہی غلط ہو وہ معاملہ درست کیسے ہوسکتا ہے۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

[ترجمہ: جس عمارت کی پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی ہو اسے خواہ آسمان تک لے جاؤ وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ الطاف] ماخذ ''تلخ یادیں از ابوالوفا صدیق احمد''

یہ اپنے گھر میں آباد نہ رہ سکیں اور جلد ہی محمد رفیق سے مستقل علیحدگی ہوگئی۔

بعد ازاں سیداشریف کے ایک زمیندار شیر محمد تارڑ سے ان کی شادی ہوگئی۔

صاجزادی حلیمہ بی بی کی اولاد کی تفصیل

4.9.1۔ ممتاز احمد تارڑ: ممتاز احمد تارڑ 5 اپریل 1945ء / 21 ربیع الثانی 1364ھ کو پیدا ہوئے۔ یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے ایل ایل بی کیا اور کارزارِ سیاست

Marfat.com

اختیار کیا۔ متعدد بار ایم این اے رہے۔ یہ منڈی بہاؤالدین میں رہائش پذیر ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے 10 دسمبر 1984ء / 17 ربیع الاول 1405ھ کو ہما ممتاز کی سی ہونہار بیٹی سے نوازا۔ ان کی اہلیہ 21 ستمبر 2012ء / 3 ذیقعد 1433ھ / جمعۃ المبارک کو اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

4.9.2۔ محمد طارق تارڑ: محمد طارق تارڑ بھی منڈی بہاؤالدین میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ ان کی تاریخ ہائے ولادت یوں ہیں:

کامران طارق: 19 مئی 1987ء / 21 رمضان المبارک 1407ھ

کاشف طارق: 21 اکتوبر 1992ء / 24 ربیع الثانی 1413ھ

کومل طارق: 13 جون 1988ء / 28 شوال المکرم 1408ھ

4.9.3۔ سلیمہ طارق: ان کے بچوں میں چار بیٹے اظہر طارق؛ احسن طارق؛ عرفان طارق اور عثمان طارق جبکہ دو بیٹیاں سعدیہ طارق اور ثناء ارم شامل ہیں۔ اظہر طارق کا ایک بیٹا مُعز اور دو بیٹیاں نعمل اور راحمہ ہیں۔

4.9.4۔ شمیم خالدہ: 1966ء میں انتقال کرگئیں۔

4.10۔ صاجزادی معصومہ بی بی

ان کی شادی خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نہایت ہی محبوب خلیفہ سید حبیب اللہ شاہؒ کے بڑے صاجزادے سید محمد یوسف (متوفی 18 اکتوبر 1982ء / 30 ذوالحجہ 1402ھ) سے ہوئی لیکن نبھ نہ سکی۔ جب تک حبیب اللہ شاہؒ زندہ رہے جیسے تیسے اس تعلق کو قائم رکھنے میں کوشاں رہے لیکن ان کے وصال کے بعد جلد ہی سید محمد یوسف نے انہیں طلاق دے دی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سیدا شریف آگئیں اور ہمارے گھر میں ہی ان کا وصال

Marfat.com

3 فروری 1974ء /9 محرم الحرام 1394ھ /اتوار کو ہوا۔ میں نے اپنی تحریر "بنام الطاف و بلال" میں تفصیل سے ان کے آخری ایام ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد پر کروڑوں رحمتیں ہر وقت نازل فرماتا رہے۔ آمین بحرمتِ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ قسمت کی عجب کج پردازی ہے کہ ان کی وفات پر ان کے تین بیٹوں اور ایک بیٹی میں سے کوئی بھی اطلاع کے باوجود خود کو اپنی والدہ کے جنازہ میں شرکت کے لیے تیار نہ کر سکا اور نہ ہی کم از کم بیس برس تک ان کی قبر پر فاتحہ کے لیے ان میں سے کسی کو وقت میسر آسکا یا میرے علم میں نہیں آیا۔ میری والدہ ماجدہ کا مزار پر انوار 1995ء میں ان کے سرہانے کی طرف بنا۔

پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ نے "خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ..... احوال و آثار" اشاعت اول 2005ء میں صاحبزادی معصومہ بی بی (جو اُن کی والدہ بھی ہیں) کا سالِ ولادت غلطی سے 1917ء اور صاحبزادہ شیر عالمؒ کا 1916ء لکھ دیا جبکہ صاحبزادی صاحبہ ان صاحبزادہ صاحب سے بڑی تھیں اور صاحبزادہ شیر عالمؒ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ میرے توجہ دلانے پر انہوں نے اسے درست کرنے کا وعدہ کیا۔ اسی مضمون کا اختصار باقیاتِ جہانِ امام ربانی کی دوسری جلد اشاعت 2008ء کے صفحہ 539 پر شائع ہوا ہے جس میں پروفیسر صاحب نے درستی کر کے صاحبزادی معصومہ بی بی کا سالِ ولادت 1915ء کر دیا ہے اور یہی درست معلوم ہوتا ہے۔

4.10.1۔ سید محمد کبیر احمد مظہر: محمد کبیر احمد مظہرؒ کی ولادت 1940ء میں ہوئی۔ کبیر احمد مظہرؒ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں شعبہ عربی ادب کے پروفیسر اور ہیڈ رہے اور اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ انہوں نے اردو اور عربی میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور اپنی وفات کے وقت بھی کئی ایک کتابوں پر کام کر رہے تھے۔ ان کی اہلیہ رضیہ بیگم مرحومہ

Marfat.com

تھیں۔ ان زوجہ کی اولاد میں سے ان کے انتقال کے وقت کوئی بھی زندہ نہ تھا۔ اُن کے بڑے صاحبزادے محمد توقیر احمد اظہر کی ولادت اکتوبر 1968ء / رجب المرجب 1388ھ میں ہوئی۔ وہ پنجاب یونیورسٹی میں لیکچرر تھے۔ میری اُن سے دو نشستیں ہوئیں، وہ قابل انسان تھے اور اسلامی قانون بالخصوص فقہ حنفی پہ انہیں دسترس حاصل تھی۔ ان کے بچوں میں توقیر نے سب سے لمبی عمر پائی لیکن اسے ریڑھ کی ہڈی میں کینسر تھا لہٰذا شادی بھی نہ ہوئی۔ اسی مرض میں 28 جون 2007ء /13 جمادی الثانی 1428ھ / جمعرات کو اس دارِفانی سے رخصت ہوئے۔ محمد توقیر احمد اظہر کے علاوہ ان کے تمام بچے یعنی تنویر فاطمہ (ولادت دسمبر 1971ء)؛ فوزیہ کبیر (ولادت اگست 1973ء)؛ توصیف احمد (ولادت دسمبر 1977ء) دو دو ماہ کی عمر کو پہنچ کر جہانِ فانی سے رخصت ہوتے گئے۔ پروفیسر صاحب مستقل لاہور منتقل ہو گئے تھے۔ ان کی اہلیہ اور بیٹے توقیر کے مزارات بھی پنجاب یونیورسٹی کے قبرستان میں تھے۔ بعد ازاں پروفیسر صاحب نے ملتان روڈ لاہور پر "سندر" نامی گاؤں سے "سندر سٹیٹ" جانے والی سڑک پر تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر بجانب مشرق زمین خریدی اور خوبصورت جگہ بنائی۔ 2009ء میں انہوں نے اپنے صاحبزادے اور اہلیہ دونوں کے جسد ہائے خاکی یہاں منتقل کر دیے۔ وہ خود 17 نومبر 2009ء /29 ذیقعدہ 1430ھ منگل دارِفانی سے رخصت ہوئے اور اپنی بنائی ہوئی جگہ میں ہمیشہ کے لیے آسودۂ خاک ہو گئے۔ میرا ان کے ساتھ تقریباً پانچ سال تک خوبصورت اور یادگار تعلق رہا۔

4.10.2۔ محمد منصور احمد خالد: پروفیسر صاحبزادہ سید محمد منصور احمد خالد کی ولادت یکم جولائی 1941ء /6 جمادی الثانی 1360ھ کو ہوئی۔ ان کی اہلیہ کا اسم گرامی سیدہ رقیہ

Marfat.com

خانم ہے۔ پروفیسر صاحب پنجابی اور اردو کے اچھے شاعر تھے۔ ان کے ہاں ایک بیٹا ڈاکٹر سید محمد تحسین احمد اطہر 8 مئی 1971ء/12 ربیع الاول 1391ھ کو جبکہ بیٹی سیدہ حمیرا منصور 29 اپریل 1974ء/6 ربیع الثانی 1394ھ کو پیدا ہوئے۔ پروفیسر صاحب کی وفات 2007ء میں ہوئی اور وہ گجرات کے محلہ مسلم آباد میں حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب کے مزار اقدس کے احاطے میں دفن ہوئے۔ تحسین کی شادی سیدہ افشاں تحسین سے ہوئی جو پیر سید ولایت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پڑنواسی اور پیر سید فضل شاہ گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پوتی ہیں۔ تحسین کو اللہ تعالیٰ نے 3 نومبر 2008ء/5 ذیقعد 1429ھ کو سید محمد فرقان احمد یوسفی اور بعد ازاں سیدہ زہرا تحسین عطا فرمائیں۔

4.10.3۔ الطاف صدیقہ: اکلوتی بیٹی ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے عطا فرمائے ہیں جن کے نام محمد توفیق احمد تجمل؛ محمد اوصاف؛ محمد ہاشم اور محمد عاصم ہیں۔ گجرات میں رہائش پذیر ہیں۔

4.10.4۔ سید محمد نصیر احمد اجمل: سید محمد نصیر احمد اجمل ریکارڈ کے مطابق 26 ستمبر 1949ء/3 ذوالحجہ 1368ھ کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 1970ء میں کامرس میں اور 1974ء میں اکنامکس میں ایم اے کیا۔ یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب، لاہور میں ڈائریکٹر رہے اور اسی عہدے سے 2009ء میں ریٹائر ہوئے۔ اس وقت سٹینڈرڈ کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن، لاہور میں بطور پرنسپل فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ نصیر صاحب نہایت متحرک اور انتھک شخصیت کے مالک ہیں جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے ساٹھ برس کی عمر میں پی ایچ ڈی کرنے کا فیصلہ کیا اور ماشاء اللہ Institute of Administrative Sciences سے پی ایچ ڈی کا

Marfat.com

کورس ورک کامیابی سے مکمل کر چکے ہیں اور ریسرچ ورک تکمیل کے مراحل میں ہے۔ پروفیشنل میدان میں سید صاحب اس کے علاوہ بہت سی قومی اور بین الاقوامی تنظیموں کے ورکنگ ممبر ہیں۔ 11 اپریل 1982ء کو راہوالی کے نہایت ہی نیک سیرت اور شریف صورت گیلانی سید الطاف الرحمٰن کی نیک خو صاجزادی سیدہ طیبہ نصیر (ولادت 15 اکتوبر 1962ء /16 جمادی الاول 1382ھ / سوموار) سے نکاح اور 19 دسمبر 1982ء / 3 ربیع الاول 1403ھ کو شادی کے پاکیزہ بندھن میں بندھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں چار فرشتہ صفت بیٹیوں سے نوازا۔ چاروں بیٹیاں بہت لائق اور معاشرے کے لیے مثال کا درجہ رکھتی ہیں۔ انہوں نے 25 مارچ 2015ء / 5 جمادی الثانی 1436ھ، بروز بدھ لاہور میں وفات پائی اور گجرات میں دفن کیے گئے۔

ان کی بڑی صاجزادی سیدہ عفیفہ نصیر یکم اکتوبر 1984ء / 5 محرم الحرام 1405ھ کو اس جہانِ رنگ و بو میں وارد ہوئیں اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم بی اے کرنے کے بعد اس وقت ورچوئل یونیورسٹی لاہور میں انسٹرکٹر کے فرائض نبھا رہی ہیں۔

دوسری صاجزادی سیدہ قدسیہ نصیر نے 14 جنوری 1987ء / 13 جمادی الاول 1407ھ کو والدین کی گود خوشیوں سے بھری۔ انہوں نے ایم بی اے کرنے کے بعد مینجمنٹ میں ایم فل کے ساتھ ساتھ چارٹرڈ اکاؤنٹنسی جیسے محنت طلب اور مشکل میدان کا بھی انتخاب کرلیا ہے۔ پہلی کلاس تکمیل کے قریب ہے جبکہ دوسری کے لیے جد و جہد جاری ہے۔ ان تمام مصروفیات کے متوازی انسٹیٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن

Marfat.com

جیسے نادرا دارے میں لیکچرر کی حیثیت سے ڈیوٹی بھی دے رہی ہیں ۔

ان کی تیسری ہونہار صاجزادی سیدہ ماریہ نصیر 2 اکتوبر 1990ء /13 ربیع الاول 1411ھ کو پیدا ہوئیں اور اِس وقت آئی بی اے لاہور سے بی بی اے کر رہی ہیں ۔

سب سے چھوٹی اور سب سے لاڈلی صاجزادی سیدہ سارا نصیر نے 2 مئی 1998ء /5 محرم الحرام 1419ھ کو اس چرخِ نیلی فام کے سایہ میں آنکھ کھولی ۔ وہ اس وقت لاہور گرامر سکول جوہر ٹاؤن لاہور میں آٹھویں جماعت میں زیرِ تعلیم ہیں ۔ نصیر صاحب کے رابطہ نمبر یہ تھے:

0321-4774000; 042-35210363

e-mail :naseerajmal@yahoo.com

باپ بیٹے کے تبصرے

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صاجزادے ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنی چاروں بہنوں کی افتادِ طبع پر تبصرہ: یہ چار بہنیں تھیں ۔ بڑی دو (صاجزادی صالحہ بی بی اور صاجزادی سکینہ بی بی) طبیعت و مزاج کی سلجھی ہوئی تھیں جبکہ حلیمہ اور معصومہ نہایت سرکش طبیعت کی تھیں ۔ یہ رشتہ (یعنی صاجزادی حلیمہ بی بی کا محمد رفیق کے ساتھ) بنیادی طور پر ہی غلط تھا ۔ پھر حلیمہ کی افتادِ طبع بے ڈھب واقع ہوئی تھی اگر طبیعت اچھی ہوتی تو نبھا جاتی ۔ ایک دو دفعہ مجبوراً سسرال گئی پھر اپنی ضد پر لڑائی جھگڑے سے جاتی اور آتی ۔ بہر حال وہ جو بنیادی خرابی تھی وہ اب رنگ لا رہی تھی ۔ اس غلطی کی ہمیں انتہائی تلخ اور سنگین سزا بھگتنی پڑی ۔ [ماخذ: تلخ یادیں از ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ]

•بہنوں کے رشتوں پر میرے والد ماجد ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تبصرہ:
اصل حقیقت تو یہ ہے کہ اس علاقہ میں یہ رشتے ہونے ہی نہ چاہییں تھے۔قبلۂ عالم (خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تمام زندگی ہندوستان میں گذری، تعلیم وہاں حاصل کی، پھر فقر کی تعلیم بھی اسی ملک میں حاصل کی، میری والدہ (سیدہ بشیر النساء بیگم) سے رشتہ بھی اسی علاقہ میں کیا اور آپ کے سلسلہ طریقت کی اشاعت بھی اسی علاقے میں ہوئی۔اُن لوگوں نے ہی آپ کے فقر کو قبول کیا۔اتنا عرصہ دراز اور زندگی کی تمام منازل وہیں گذارنے سے آپ کا مزاج بالکل ان سے گھل مل گیا تھا۔آپ کی طبیعت اُسی علاقے اور اُنہی لوگوں میں لگتی۔یہاں تو حقیقتاً آپ پریشان رہتے۔(پہلی) شادی کے باوجود اس علاقہ میں یہ تعلق قائم کرنے کے خواہش مند نہ تھے۔اگر آپ بقیدِ حیات ہوتے تو آپ کبھی اس علاقے میں یہ رشتے نہ کرتے اور بالکل نہ کرتے۔جب اپنے لیے پسند نہ کرتے تھے تو اولاد کے لیے یہ رشتے کیسے قبول کرتے؟ آپ یہاں کی برادری اور ان ائمہِ مساجد کے طور طریقوں سے سخت متنفر تھے۔پھر آپ تو ہاشمی تھے ان لوگوں سے کیسے رشتے کرتے۔لیکن

تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ

[سورۃ یوسف: آیت نمبر 21]

[ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی ہر امر پر غالب ہے۔]

اور بس۔ان حقائق سے چچا صاحب (خواجہ نور عالمؒ) واقف نہ تھے، اگر تھے تو پرواہ نہ کی۔

Marfat.com

اصل بات تو یہ ہے کہ یہ رشتے یہاں ہونے ہی نہ چاہییں تھے، لیکن ہو گئے۔ [ماخذ: تلخ یادیں از ابوالو فاصدیق احمدؒ]

تبصرے پر تبصرہ: جنوری 1993ء میں ایک تحریر بعنوان "بنام الطاف و بلال"، قلمبند کی جس میں ابا جی کی اسی عبارت پر تبصرہ لکھا گیا جس کا ذکر یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ "جب ابا جی یہ الفاظ لکھ رہے تھے تو انہیں کیا معلوم تھا کہ کاتبِ تقدیر ان کی اپنی لاڈلی بیٹی (قمر النساء) کے نصیب بھی اسی گھر میں لکھ چکا ہے جہاں اُن کے والد قمر النساء کی پھوپھیوں کو دینا پسند نہ کرتے۔ واہ رے نصیب، تیرے کھیل بھی نرالے ہیں۔ اگر تو نہ ہوتے تو ہم کیسے قصوروار ٹھہراتے؟"

ابوالو فاصدیق احمد کا اپنے والد خواجہ محبوب عالم کی دوسری شادی پر تبصرہ: میں قبلہ والد صاحبؒ کے نکاحِ ثانی پر اعتراض ہرگز نہیں کرتا کیونکہ یہ شرعاً اور اخلاقاً درست تھا لیکن نفسیاتی طور پر اور معاملاتی دنیا میں یہ سب سے بڑھ کر اولاد پر ظلم کے مترادف ہے جو ہم بھگت رہے ہیں۔ [ماخذ: تلخ یادیں از ابوالو فاصدیق احمد]

تبصرے پر تبصرہ: میرے والد گرامی ابوالو فاصدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس بات کا از حد قلق تھا کہ اُن دونوں بھائیوں (یعنی وہ خود اور ہمارے چچا جناب صاحبزادہ شیر عالمؒ) کے تعلقات اچھے نہ رہ سکے۔ ان کا خیال تھا کہ تعلقات کی خرابی کی ایک بڑی وجہ ان دونوں کا والدہ کی طرف سے سوتیلا پن ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے والد ماجد خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تجربہ کو نہایت پختگی کے ساتھ نہ صرف یاد رکھا بلکہ اس پر سختی سے کاربند بھی رہے۔ جب ابوالو فاصدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ازدواجی زندگی کے آغاز میں ہی کم سن بچے اللہ کو پیارے ہونا شروع ہو گئے (جو تین بیٹے اور ایک بیٹی

Marfat.com

بنتی ہے) تو اُن کے قریبی ساتھیوں اور عزیزوں نے انہیں دوسری شادی کے لیے مجبور کیا لیکن انہوں نے غالباً اپنے مندرجہ بالا نظریے کی بنا پر کسی قیمت پر ان ہمدردوں کے مشوروں پر کان نہ دھرے تاکہ مستقبل میں کہیں ان کی اولاد سوتیلی ہو کر وہ تماشہ نہ کرے جو اُن کے والد کی اولاد کرتی رہی۔

یہ بھی قسمت کی عجب کج پردازی ہے کہ اس احتیاط کے باوجود ان کے دونوں گوہر، راقم الحروف اور برادرِ مکرم صاجزادہ محمد احمد ہاشمیؒ، جن کے پیار کی مثالیں گدیوں کے جانشین، گاؤں کے چودھری، گھروں میں والدین اور خاص و عام دنیادار اپنوں اور بیگانوں میں تواتر کے ساتھ ربع صدی سے زائد عرصہ تک دیتے رہے، 2003ء سے 2013ء تک ہاتھ ملانے سے بھی بیزار نظر آتے رہے۔

اس نفرت کے اظہار کی بہت سی مثالیں قائم ہوئیں جن کا ذکر یہاں مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ مثالی پیار کرنے والے بھائی، ایک دوسرے کی آنکھ کے تارے بھائی، کبھی کسی سے بھائی کے متعلق منفی بات سن کر آگ بگولا ہو جانے والے بھائی، مثالی محبت کی جگہ مثالی نفرت کا برسرِ عام اظہار کر رہے ہیں۔ کاش میرے والد ماجد نے دوسری شادی کر لی ہوتی اور ہم ماں کی طرف سے سوتیلے ہوتے اور ہمارے آج کے تعلق کی خرابی کی ایک معقول وجہ بیان کرنا اہلِ خاندان اور مؤرخوں کے لیے آسان ہو جاتا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آج میرے والد ماجد زندہ ہو کر آجائیں تو میری اس بات سے بہر صورت اتفاق کریں اور جس بات کو اپنے لیے شجرِ ممنوعہ گردانتے رہے، اس سے بھی رجوع فرمالیتے۔

Marfat.com

4.11۔ صاجزادہ شیر عالم تو کلی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پہلی اہلیہ محترمہ آمنہ بی بی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آپ کی ولادت باسعادت اندازاً اکتوبر 1916ء / ذوالحجہ 1334ھ میں ہوئی۔ میرے والد گرامی اور چاچاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے سیداشریف، سہارنپور اور دارالعلوم دیوبند میں اکٹھے تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں طبیہ کالج دہلی سے طب کا کورس مکمل کیا۔ اُنہیں مطالعہ، خوشنویسی اور فنونِ لطیفہ (fine arts) سے خصوصی دلچسپی تھی۔ وہ بہت اچھے خوشنویس تھے۔ میری تحقیق کے مطابق اپنے والد گرامی خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف "ذکرِ کثیر" کی اکثر عبارات کا ترجمہ اُنہوں نے کیا، جس کی تفصیل میں نے اُس کتاب کے دیباچے میں لکھ دی ہے۔

ان کی شادی موضع چونڈہ دیوی، ضلع امرتسر، ہندوستان میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ مولوی فتح محمد اختر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 30 جولائی 1975ء / 20 رجب المرجب 1395ھ) کی صاجزادی محمودہ نامی نیک بخت خاتون سے اندازاً 1942ء ہوئی۔ یہ فیصل آباد کے محلہ منصور آباد میں اپنے چھوٹے بیٹے محبوب ظفر عالم کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ چاچی جی محمودہ کی شخصیت خاندان میں غیر متنازعہ رہی۔ انہوں نے 10 جمادی الاول 1431ھ / 25 اپریل 2010ء، بروز اتوار، بوقت 3 بج کے 45 منٹ بوقت سحر، بانوے (92) برس کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ کیا۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں سیداشریف میں اُن کے شریکِ حیات کے آبائی قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ان کے بڑے بیٹے صاجزادہ محمود خورشید عالم کے مطابق انہیں اپنی والدہ ماجدہ (اور خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

Marfat.com

چھوٹی بہو) کو سیدا شریف کے آبائی قبرستان میں دفن کی اجازت نہ دی گئی۔ صاحبزادہ خورشید عالم اور ان کے اہلِ خانہ نے بامرِ مجبوری منصور آباد کے قبرستان میں امانتاً دفن کر دیا۔

صاحبزادہ شیر عالم توکلی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کی تفصیل

4.11.1۔ صاحبزادی ساجدہ مسرت: تفصیل بشیر احمد کے احوال 4.3 میں ملاحظہ ہو۔

4.11.2۔ صاحبزادہ محمود خورشید عالم: صاحبزادہ محمود خورشید عالم 15 فروری 1946ء / 12 ربیع الاول 1365ھ / بروز جمعۃ المبارک اس جہانِ رنگ و بو میں تشریف لائے۔ 11 اگست 1983ء / 2 ذیقعد 1403ھ کو سیمیٰ رحمٰن کی سی سلیقہ شعار، خوبرو اور خوب سیرت خاتون ان کی جیون ساتھی بنیں۔ صاحبزادہ صاحب نے بی یو ایم ایس (یعنی فاضل طب و جراحت) میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ میرے استفسار پر انہوں نے اپنے مشاغل میں حکمت، سالکین کو طریقت کی تربیت اور چلہ کشی کا شوق بیان کیا۔ صاحبزادہ صاحب نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے حزب البحر کی زکوٰۃ ہیڈ قادر آباد پر مکمل کی۔ وہ مرکزی جمیعت مشائخ پاکستان (رجسٹرڈ) کے نائب صدر رہے۔ ان کے مطابق ان کے جناب ذوالفقار علی بھٹو؛ جنرل ضیاء الحق اور جناب میاں نواز شریف سے مراسم رہے۔ ان کی رفیقۂ حیات نے ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ان کی شخصیت میں محبت، پیار اور صلح صفائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ان کی اہلیہ سیمیٰ رحمٰن 30 جون 1962ء / 27 محرم الحرام 1382ھ کو لاہور میں پیدا ہوئیں اور ایف اے تک تعلیم حاصل کی اور گھریلو خاتون کی حیثیت سے خوشگوار زندگی گزاری۔ گلے کے کینسر کے عارضہ میں 4 مئی 2011ء / 1 جمادی الثانی 1432ھ بروز بدھ صبح 7:45

Marfat.com

بجے فقط انچاس (49) برس کی عمر میں فیصل آباد میں خالق حقیقی سے جا ملیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس خوش نصیب جوڑے کو 7 جولائی 1984ء / 7 شوال المکرم 1404ھ کو ایک ہونہار بیٹے مسمیٰ بہ محمد عدیل عالم شاہ سے نوازا۔ فی الوقت محمد عدیل چین میں ایم بی بی ایس مکمل کر کے فیصل آباد میں جاب کر رہا ہے۔ اس کی نسبت اپنی پھوپھو صاحبزادی فرخندہ شاہین کی بیٹی لاریب امداد سے طے پا چکی ہے۔

26 فروری 1988ء / 8 رجب المرجب 1408ھ کو سیدہ اقصیٰ خورشید نے ان کے ہاں جنم لیا۔ یہ پیاری دھان پان سی بیٹی اس وقت گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد سے بی ایس آنرز کر رہی ہے۔ اس کی شادی 13 نومبر 2011ء / 17 ذوالحجہ 1432ھ بروز اتوار فیصل آباد میں ہوئی۔

اس وقت صاحبزادہ محمود خورشید عالم کا قیام اور رابطے کا پتہ یہ ہے:

توکلی منزل؛ محبوب توکلی دواخانہ؛ صدر بازار؛ نزد توکلی جامع مسجد؛ منصور آباد؛ فیصل آباد۔

فون نمبرز: 041-5032474؛041-8537052؛0301-6099744

4.11.3۔ صاحبزادہ شاہ فیاض عالم: صاحبزادہ شاہ فیاض عالم 5 جنوری 1950ء / 16 ربیع الاول 1369ھ کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایف اے کرنے کے بعد پی آئی آئی اے کی ڈگری حاصل کر کے مرچنٹ نیوی میں جاب کیا اور بعد ازاں مستقل طور پر امریکہ میں سیٹل ہو گئے۔ 10 اگست 1992ء / 11 صفر المظفر 1413ھ کو سیدہ روبینہ گیلانی بنت سید ارشاد حسین ساکن بہاولنگر سے شادی کے بندھن میں بندھ گئے۔

روبینہ گیلانی نہایت چست اور انتھک شخصیت کی مالک گھریلو خاتون ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا جن کے نام اور تاریخ پیدائش اس طرح

Marfat.com

ہے:

مشل فیاض:3 جنوری 1995ء/ یکم شعبان المعظم 1415ھ

مدینہ فیاض:10 فروری 1997ء/2 شوال المکرم 1417ھ

دانیال فیاض:10 فروری 1997ء/2 شوال المکرم 1417ھ

فضیل فیاض:24 نومبر 2004ء/11 شوال المکرم 1425ھ

4.11.4۔ صاحبزادی فرخندہ شاہین: ان کی ولادت 10 دسمبر 1954ء/14 ربیع الثانی 1374ھ کو سیدا شریف میں ہوئی۔ ان کی شادی 28 اپریل 1984ء/26 رجب المرجب 1404ھ کو فیصل آباد میں سید امداد حسین بخاری سے ہوئی جو واپڈا میں SDO ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ان بچوں سے نوازا۔

عروج امداد، ولادت:10 اگست 1986ء/4 ذوالحجہ 1406ھ؛ BA

لاریب امداد، ولادت: 25 اگست 1990ء / 4 صفر المظفر 1411ھ؛ BS Honors

لاریب امداد کی نسبت صاحبزادہ محمود خورشید عالم کے صاحبزادے ڈاکٹر محمد عدیل عالم شاہ سے طے ہو چکی ہے۔

حیدر مصطفٰے، ولادت:22 جون 1993ء/2 محرم الحرام 1414ھ؛ F.Sc

4.11.5۔ صاحبزادی بشریٰ سلطانہ: ان کی ولادت 5 مئی 1956ء/24 رمضان المبارک 1375ھ کو سیدا شریف میں ہوئی۔ انہوں نے MA Political Science کیا۔ ان کی شادی خانہ آبادی 12 اگست 1983ء/3 ذیقعد 1403ھ کو فیصل آباد میں میاں فرخ ممتاز سے ہوئی (جو خواجہ محبوب عالم کے خلیفہ مولانا فتح محمد

Marfat.com

اخترؔ کے پوتے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) میاں فرخ ممتاز سعودی عرب میں الجبیل میں کام کرتے ہیں۔ ان کی صاحبزادی جویریہ فرخ 14 مئی 1984ء /12 شعبان المعظم 1404ھ کو پیدا ہوئی۔ جویریہ کی شادی ہو چکی ہے۔ بیٹے محمد علی کی ولادت 24 مارچ 1986ء /13 رجب المرجب 1406ھ کو ہوئی۔ اس نے BBA کیا ہے۔

آمنہ فرخ 18 نومبر 1989ء /9 ربیع الثانی 1410ھ کو پیدا ہوئی۔ اس کی شادی بھی ہو چکی ہے۔ سب سے چھوٹی صاحبزادی عائشہ فرخ 1995ء میں پیدا ہوئی۔

4.11.6۔ صاحبزادہ محبوب ظفر عالم: فرحت رشید (ان کا تذکرہ 2.3 پر موجود ہے) کو وقت نے محبوب ظفر عالم سے سلسلہ ازدواج کے ذریعہ فرحت محبوب بنا دیا۔ ان کی شادی 28 نومبر 1998ء /8 شعبان المعظم 1419ھ کو فیصل آباد میں ہوئی۔ 28 جون 2010ء /16 رجب المرجب 1431ھ کو اللہ تعالیٰ نے انہیں محسن عظیم عالم کی صورت میں ایک بیٹا عطا فرمایا۔

4.11.7۔ صاحبزادی اسماء طلعت: ان کی ولادت 15 دسمبر 1963ء /28 رجب المرجب 1383ھ کو ہوئی۔ انہوں نے MA اردو کر رکھا ہے۔ ان کے میاں کا نام محمد نواز ہے۔ لاہور میں settled ہیں اور اپنا سکول چلا رہے ہیں۔ •

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے اولاد کی تفصیل

(مختلف ذرائع سے راقم الحروف کی تحقیق)

4.12۔ ابوالوفا حضرت صدیق احمد سیدوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 14 اگست 1897ء /4

Marfat.com

ربیع الاول 1315ھ) نے اپنے محبوب خلیفہ خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (1850ء/1266ھ تا 1917ء/1335ھ) کو ایک نیک سیرت بیٹے کی بشارت دی جس کا نام خود انہوں نے "صدیق احمد" موزوں کیا اور فرمایا کہ وہ ہمارا مرید ہوگا۔ (آپ کے نام کی تحقیق ضمیمہ نمبر 8 میں، ملاحظہ فرمائیں) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آخری شادی 1915ء/1333ھ میں قصبہ شاہ آباد (ضلع کرنال، ہندوستان) کے سید علی حسین شاہ کی نیک سیرت صاجزادی سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا (1898ء تا 1965ء) سے طے پائی جن کے بطن اطہر سے حضرت "صدیق احمد" نے مارچ 1916ء/ربیع الثانی 1334ھ میں ضلع منڈی بہاؤالدین کے گاؤں سیدا شریف میں جنم لیا۔ یوں حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بشارت ان کے وصال سے اُنیس (19) برس بعد پوری ہوئی۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اجداد میں سے خاصے کم بزرگوں کی طرح نجیب الطرفین ہاشمی تھے۔ آپ کی عمر ایک سال چار ماہ ہوئی تو والد گرامی خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 12 جولائی 1917ء/21 رمضان 1335ھ کو جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

تعلیم و تربیت: آپ کی والدہ محترمہ سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا (متوفیہ 13 ستمبر 1965ء/17 جمادی الثانی 1385ھ) نے آپ کی ظاہری و باطنی پرورش و تربیت فرمانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اس ولیہ کاملہ نے بیٹے کو مجبوری کے علاوہ کبھی بے وضو دودھ نہ پلایا۔ جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ ہوئی تو انہوں نے مئی 1920ء/رمضان 1338ھ میں مسلم سکول شاہ آباد میں داخل کرادیا جہاں ماسٹر جمال دین سے سو تک گنتی اور خوشخطی سیکھی۔ ان ماسٹر صاحب کی سخت گیری سے

Marfat.com

دلبرداشتہ ہو کر سکول کو خیر باد کہہ دیا۔ اسی سال اہلِ سلسلہ نے سیدا شریف میں پرائمری سکول قائم کیا تو آپؒ یہاں داخل ہو گئے۔ منشی سلیمان خاں مدرس مقرر ہوئے جن سے آپ نے چھ ماہ میں قرآن مجید مکمل کر کے 1924ء/1342ھ میں پرائمری مکمل کیا۔

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ سید اصغر علی رادوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 8 مئی 1930ء / 9 ذوالحجہ 1348ھ) نے اپنے مرید مولوی عبدالرزاق خان کو سیدا شریف بلایا جن سے آپؒ نے پند نامہ، مثنوی بوُ علی قلندرؒ، نام حق وغیرہ پڑھیں۔ ان کا یہاں نباہ نہ ہو سکا لہٰذا آپؒ کی والدہ ماجدہؒ دونوں بھائیوں (آپؒ اور آپؒ کے چھوٹے بھائی شیر عالمؒ [متوفی 25 دسمبر 1979ء/6 صفر 1400ھ]) کو شاہ آباد میں حافظ حکیم احمد اسلامؒ کے پاس لے گئیں جن کی شاگردی میں آپؒ نے کچھ عرصہ گذارا۔ یہاں مدرسہ کا ماحول نہ ہونے کی بنا پر قابلیت پیدا نہ ہو سکی چنانچہ آپؒ 1927ء/1345ھ میں سہارنپور کے مدرسہ ''مظاہر علوم'' میں داخل ہو گئے۔ یہاں دو سال میں کافیہ قدوری، نفحۃ الیمن، مرقاۃ، شرح جامی، شافیہ اور الفیہ ابن مالک، کنز الدقائق، مقاماتِ حریری، تہذیب اور شرح تہذیب پڑھیں۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا حسین احمد مدنی مظاہر علوم کے سالانہ اجلاس میں آتے جن کی علمی شخصیت سے متاثر ہو کر جولائی 1928ء / محرم الحرام 1347ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہو گئے۔ غالباً 1934ء/1352ھ میں نامعلوم وجوہ کی بنا پر دارالعلوم دیوبند چھوڑ کر لاہور میں انجمن نعمانیہ کے صدر مدرس مفتی جمال الدینؒ (جنہیں حضرت محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے نوازا) سے فقہ اور نحو جبکہ مولانا

Marfat.com

خلیل احمد سے "ملاحسن" پڑھا۔ضروری علوم کے حصول کے بعد دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں چلے گئے اور تعلیم کی تکمیل کی۔

دارالعلوم دیوبند میں مولانا اختر حسین، مولانا اعزاز علی، مفتی ریاض الدین، مولانا عبدالسمیع، مولانا مبارک علی نائب مہتمم، قاری محمد طیب (مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پوتے اور) مہتمم، مولانا حسین احمد مدنی آپ کے اساتذہ میں شامل تھے۔قرأت قاری عبدالوحید اور قاری عتیق الرحمٰن سے سیکھی۔(1) سالانہ امتحان اتنے اچھے نمبروں سے پاس کیا کہ ماہوار وظیفہ جاری ہوگیا۔دورۂ حدیث اور آخری سال کے امتحان میں امتیازی حیثیت سے کامیابی حاصل کی جبکہ بخاری شریف میں پورے نمبر حاصل کیے۔ 1937ء/1356ھ میں 21 برس کی عمر میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔دارالعلوم دیوبند میں میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرخانہ مکان شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ سید محفوظ حسینؒ، ملتان کے مشہور صوفی بزرگ سید ولی محمد نقشبندی المعروف چادر والی سرکارؒ اور کراچی کے مشہور عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی آپ کے کلاس فیلو تھے۔

.... آغاز حاشیہ ....

(1) قرأت میں آپؒ کی صحتِ لفظی اور ادائی مکمل اور انتہائی دلکش تھی۔دورانِ تقریر جب لے کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو لوگ مسحور ہو جاتے۔

.... اختتام حاشیہ ....

شادی: تعلیم مکمل ہونے پر آپ کی شادی سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 5 اکتوبر 1961ء/24 ربیع الثانی 1381ھ) کے توسل سے ضلع سرگودھا کے گاؤں 95

Marfat.com

چک جنوبی کے عالم دین اور ولی کامل حضرت مولانا مولوی محمد دین ہاشمیؒ (1) (متوفی 7 دسمبر 1945ء / 2 محرم الحرام 1365ھ) کی نیک طینت اور ولیہ کاملہ صاجزادی محترمہ زبیدہ خانمؒ (ولادت 1920ء؛ وفات 1 جولائی 1995ء / 3 صفر المظفر 1416ھ) سے 5 دسمبر 1938ء / 13 شوال المکرم 1357ھ / سوموار کو ہوئی۔ گویا قدرت نے ایک بار پھر خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گلشن میں ہاشمی جوڑی ملا دی۔

.... آغاز حاشیہ ....

(1) میری والدہ مکرمہ محترمہ زبیدہ خانمؒ مجھے ہمراہ لے کر متعدد بار اپنے والد گرامی مولانا مولوی محمد دین ہاشمیؒ کے مزارِ اقدس (واقع قبرستان 95 چک جنوبی، سرگودھا سیال موڑ روڈ، ضلع سرگودھا) پر گئیں۔ والدہ صاحبہ مغفورہؒ کے انتقالِ پرملال کے بعد یہ بندۂ ناچیز کبھی کبھار نانا جان کے مزار مبارک پر والدہ صاحبہؒ کی طرف سے حاضری دیتا رہا مگر ہر بار مزار کی جگہ بھول جاتا جس کے لیے مجھے گاؤں سے کسی کو بلا کر پوچھنا پڑتا۔ یہ مشکل آسان کرنے کے لیے بندۂ ناچیز نے ایک کتبہ بنا کر آپ کے مزار مبارک پر نصب کر دیا ہے۔ اب کبھی جانا ہوتا ہے تو آسانی سے حاضری ہو جاتی ہے۔ اُن کے کتبہ کی عبارت ضمیمہ نمبر 12 میں ملاحظہ فرمائیں۔

.... اختتام حاشیہ ....

حصولِ طریقت: جب ابو الوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر سات سال ہوئی تو خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت کے مطابق آپؒ کو 1923ء / 1341ھ میں انبالہ شریف میں حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبرِ انور کا غلاف پکڑا کر بیعت کرا دیا گیا۔

دیوبند سے فراغت (1937ء / 1356ھ) کے بعد ایک خواب میں

Marfat.com

حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپؒ کو اناس کا شربت پلایا۔ بیداری پر نہ صرف شربت کا ذائقہ زبان پر تھا بلکہ روحانیت دل میں گھر کر چکی تھی۔ مزید رہنمائی کے لیے آپؒ نے ''مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' کا مطالعہ شروع کیا جس سے آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ منصب سجادگی کے لیے علمِ شریعت کے متوازی طریقت کا حصول ناگزیر ہے جو کامل مربی کے بغیر ناممکن ہے، لہٰذا مربی طریقت کی تلاش میں لگ گئے۔ ان کے نزدیک مربیِ طریقت کا معیار یہ تھا کہ اُس کی توجہ اور صحبت تغیر نفسی کا سبب بنے۔ اس تلاش میں سات سال سرگردان رہے۔

میاں شیر محمد شرقپوری (متوفی 28 اگست 1928ء / 3 ربیع الاول 1347ھ) کے خلیفہ سید نور الحسن شاہ (متوفی 21 نومبر 1952ء / 3 ربیع الاول 1372ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کیلیانوالہ شریف کے متوسلین پر رشد و ہدایت کے اثرات سے متاثر ہو کر شاہ صاحب کی زیارت کے لیے ایک جمعہ کو کیلیانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ آپؒ کی ہیئتِ نوعی شاہ صاحبؒ کے مشرب کے خلاف تھی، اس لیے شاہ صاحبؒ نہایت جلال سے پیش آئے جس کی بنا پر متنفر ہو کر گھر لوٹ آئے۔ شاہ صاحبؒ کو بھی اس کا احساس ہوا تو اپنے عزیز اور محرم راز پیر بھائی جناب سید کرم شاہؒ موضع بھون (تحصیل وضلع حافظ آباد) (متوفی 11 اکتوبر 1973ء / 14 رمضان المبارک 1393ھ) سے دعا کرنے کا کہتے کہ صاحبزادہ صاحب ایک دفعہ آ جائیں۔ شاہ صاحبؒ نے ایک دن کرم شاہ صاحبؒ سے فرمایا کہ جو بیج پیر توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بویا تھا اسے پروان چڑھانا ہے۔

اسی عرصہ میں آپؒ نے چند خوابیں دیکھیں۔ ایک خواب میں نبی اکرم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی زیارت سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شکل اور لباس میں ہوئی، آپؒ نے دست بوسی کا فخر حاصل کیا۔ اس خواب سے شاہ صاحبؒ کا مقام سمجھ میں آ گیا اور خوش عقیدگی پیدا ہوگئی۔ چند دن بعد پچھلی شب پیدل کیلیا نوالہ شریف کے لیے چل پڑے اور نمازِ ظہر حضرت کی مسجد میں جا پڑھی۔ جہاں سے متنفر ہو کر بھاگے تھے آج وہیں جبین عقیدت جھکا کر کھڑے تھے۔

آپ نے شاہ صاحبؒ سے خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت کے مطابق انبالہ شریف میں حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ اقدس سے بیعت، اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق دکھائے جانے والے تمام خواب گوش گذار کیے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''طریقت نے قبول کرلیا ہے، جاؤ اجازت ہے پھر اگر دل چاہے تو آ جانا۔'' آپ نے محسوس کیا کہ نماز باجماعت میں پختگی اور معمولات میں پابندی آنا شروع ہوگئی۔ جذبہ فنا اس طرح ظاہر ہوا کہ قبر کا خیال، موت حالی صورت میں طاری ہونے لگی۔

آپؒ کے دل میں تسخیر خلائق کے جذبہ نے شدت سے سر اٹھایا تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدعا سنے بغیر ہی آپؒ کا ہاتھ دباتے ہوئے فرمایا ''سید علی کبیر ہمدانیؒ کا ارشاد ہے کہ تسخیر خلائق کا خیال لوہے کا زنار ہے، اسے توڑنا چاہیے۔'' تسخیر خلائق کا کانٹا قلب و ذہن سے صاف نکل گیا اور ساتھ ہی تسخیر بھی شروع ہوگئی۔

ایک بار حاضری پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپؒ کو جمعہ پڑھانے کا حکم دیا۔ غالباً یہ شرف صرف ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوا کہ شاہ

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی آپ کو جمعہ پڑھانے اور لنگر برتانے کا حکم دیا۔

حضرت نورالحسن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محرم راز پیر بھائی محمد کرم شاہ صاحبؒ تحریر کرتے ہیں کہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی موجودگی میں فرمایا تھا ''شاہ صاحب میرے تمام ساتھیوں میں افضل و اعلیٰ ہستی ہیں۔'' انہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے روبرو فرمایا ''صاحبزادہ صاحبؒ سیدا شریف والے میری نظر میں انوکھی چیز ہیں۔''(1)

.... آغاز حاشیہ ....

(1) رین بسیرا۔ الطاف سویرا۔ اشاعت اول، 2013ء۔ مضمون یادِ یارِ مہربان آید ہمی از سید محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 14 رمضان المبارک 1393ء / 11 اکتوبر 1973ء / بروز جمعرات / موضع بھون، ضلع حافظ آباد)

.... اختتام حاشیہ ....

آپؒ نے آٹھ برس تک حضرت نورالحسن شاہ کیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں گذار کر طریقت کے انوارات اپنی ذات میں جذب کیے اور مکمل طور پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شکل بن گئے۔

سید نورالحسن شاہ کیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیضیاب ہونے کے بعد آپ بہت سے اولیاء اللہ کے پاس کسبِ فیض کے لیے حاضر ہوئے۔ وہی حضرات جو پہلے بے نیازی برتتے تھے اب محبت سے پیش آتے اور فیض دینے میں سخاوت کا مظاہرہ کرتے۔ ان بزرگوں میں میاں عزیز الرحمنؒ، سرگودھا؛ سائیں عبدالرزاقؒ، دیپالپور؛

Marfat.com

سائیں گوہر الدین، جینڈڑ شریف (گجرات)، سید اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے، حضرت بابوجی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم قابل ذکر ہیں۔ موہڑہ شریف میں خواجہ نظیر احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 22 جولائی 1960ء/ 28 محرم الحرام 1380ھ بروز جمعۃ المبارک) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک گھنٹہ ملاقات کے لیے وقت دیا اور رات اپنے ہاں رکھا۔ آپ فرمایا کرتے کہ خواجہ نظیر احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ کا اثر چھ ماہ تک رہا۔ بعد ازاں میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ محمد عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیربل شریف (ضلع سرگودہا) سے تعلق اُن کے وصال 26 اگست 1967ء/19 جمادی الاول 1378ھ تک یک جان دو قالب کی مانند رہا۔

آپ نے بے شمار مزارات سے حصولِ فیوض کیا جن میں حضرت داتا گنج بخش، بابا فرید گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت علی احمد صابر، حضرت بہاؤالحق زکریا، شاہ رکن عالم، شاہ محمد غوث، خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدّد الف ثانی، حضرت طاہر بندگی، مرزا مظہر جان جاناں شہید، شاہ غلام علی دہلوی، شاہ سلیمان تونسوی، خواجہ شمس الدین سیالوی، خواجہ توکل شاہ انبالوی، میاں شیر محمد شرقپوری، پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم خاص طور پر شامل ہیں۔

آپ کو کشف الصدور اور کشف القبور پر عبور حاصل تھا اور برموقعہ ان کا اظہار بھی فرماتے۔ حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانی معیت دائماً حاصل رہی۔ آخری عمر میں پہناوا بھی توکلی ہو گیا تھا۔ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپؒ کو رسائی حاصل تھی جس کا مظاہرہ متعدد باریوں ہوا کہ جسے چاہتے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں

Marfat.com

پیش کر دیتے۔

اولاد امجاد: جس طرح آپؒ خود نجیب الطرفین ہاشمی تھے ایسے ہی آپ کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس اعزاز سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو تین بیٹیوں اور پانچ بیٹوں سے نوازا جن میں سے تین بیٹے اور ایک بیٹی کم سنی میں ہی وفات پا گئے۔ دنیا کے خشک وتر دیکھنے کے لیے رہ جانے والوں میں صاحبزادی زیب النساء، صاحبزادہ محمد احمد ہاشمیؒ، الطاف محمود (راقم التحریر) اور صاحبزادی قمر النساء بالترتیب 1943ء، 1953ء، 1956ء اور 1958ء میں پیدا ہوئے۔ تفصیل آئندہ صفحات میں دی گئی ہے۔

وفات: ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 10 مئی 1974ء / 17 ربیع الثانی 1394ھ / جمعہ، ہفتہ کی درمیانی شب گیارہ بجے کے قریب نہایت محویت کے عالم میں انتقال فرمایا اور سیدا شریف میں اپنے والد گرامی کے دائیں پہلو میں دفن ہوئے۔

سیرت: آپ بلند پایہ عالم، باعمل صوفی، پراثر مقرر، انتہائی مخلص ساتھی، تجربہ کار مشیر، غریب دوست اور حد سے زیادہ غیرت مند انسان تھے۔ آپ نے بہت دفعہ اشد ضرورت کے باوجود تمام عمر کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کیا، نہ اشارۃً نہ ظاہرًا۔ ایک دوست نے سو روپیہ کا منی آرڈر بھیجا (1) اور ساتھ دعا کے لیے لکھا۔ آپ نے منی آرڈر واپس کرتے ہوئے لکھ بھیجا کہ "اتنا یقین رکھو کہ جو تمہارے پیسے کھائے گا وہ تمہارے لیے دعا بھی کرے گا۔" آپؒ سنتِ نبوی ﷺ کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ فتویٰ نویسی میں معقول مہارت رکھتے تھے۔ نہایت نفیس اور نفاست پسند انسان تھے۔ جلال اور جمال کا عجیب وغریب امتزاج تھے، رعب قریب نہ ہونے دیتا اور پیار دور نہ ہٹنے دیتا۔ اپنے دور کے بڑے بڑے زمیندار، سیاستدان اور افسران ان سے بات کرتے

Marfat.com

ہوئے مرعوب ہو جاتے۔ نذرانہ قبول کرنے اور مرید کرنے میں مبالغہ کی حد تک احتیاط فرماتے۔

.................آغاز حاشیہ.................

(1) اس زمانے میں ایک روپیہ ایک برطانوی پاؤنڈ کی مالیت کا تھا۔

.................اختتام حاشیہ.................

کتب

ذکرِ محبوب: خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ یک وقت مفسر، محدث، مفتی، ڈپٹی چیف جسٹس ہونے کے علاوہ صاحبِ مرتاض و صاحبِ کرامت صوفی بھی تھے۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی جانفشانی اور تحقیق سے ان کے سوانح اور احوال کی تفصیل پر قلم اٹھاتے ہوئے ''ذکرِ محبوب'' تحریر کی، جو تصوف کی مستقل کتاب ہے۔

ذکرِ خیر الوریٰ ترجمہ خصائصِ کبریٰ: سیرتِ طیبہ کے قاری علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ''خصائصِ کبریٰ'' سے واقف ہیں۔ آپؒ نے اس کے اردو ترجمہ کی ضرورت محسوس کی اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ ترجمہ ایک ایسے قلم کی نوک سے سپردِ قرطاس ہوا جسے پکڑنے والے ہاتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظوری لیے ہوئے تھے۔

رین بسیرا؛ الطاف سویرا: آپؒ اپنے احباب کے خطوط کے جواب نہایت محنت اور تکلف سے دیتے۔ ''رین بسیرا'' انہی نامہ ہائے مہر و الفت کا حسین مجموعہ ہے۔ وہ جہاں تصوف کا عطر اور زندگی کے تلخ تجربات کا نچوڑ ہیں وہاں یہ مکتوبات اردو ادب کا بیش بہا سرمایہ ہیں۔ آپؒ نے چند مضامین تحریر کیے جو اپنے دور کے مختلف جریدوں کی زینت بنے۔ اس دنیا میں سالک کے لیے آسان اور بہترین رہنمائی بھی اس کتاب

Marfat.com

میں میسر ہے۔

تقاریرِ حدیث: دارالعلوم دیوبند میں دورہَ حدیث کے دوران بخاری شریف اور مشکاۃ شریف مولانا حسین احمد مدنی اور قاری محمد طیب سے پڑھیں۔اس دوران ان تقاریر کے ترتیب دیے گئے نوٹس کتابی شکل میں پیش کیے جارہے ہیں۔

ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال کی تحقیق: پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ نے ''خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ..... احوال وآثار'' اشاعت اول 2005ء، صفحہ 29 پر میرے والد گرامی کی تاریخ وصال ''18 ربیع الثانی 1394ھ / 11 مئی 1974ء بروز ہفتہ صبح سحری'' تحریر فرمائی ہے جو کہ درست نہیں۔ جب میرے والدِ ماجد ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو میں گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور میں ایف ایس سی فرسٹ ایئر میں زیرِ تعلیم تھا اور اسی کالج کے دلاور ہوسٹل کے کمرہ نمبر 63 میں رہائش پذیر تھا۔ مجھے آپ کے وصال کی اطلاع رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے صوفی یار محمد صاحبؒ (متوفی 9 اکتوبر 2007ء / 27 رمضان المبارک 1427ھ) کے صاحبزادگان محمد الیاس خان اور ریاض احمد نے دی۔ میں اسی رات کو کنعان ٹرسٹ ہسپتال شملہ پہاڑی لاہور سے تقریباً نو بجے رخصت ہو کر ہوسٹل آیا تھا۔ والدہ ماجدہ، بھائی جان محمد احمد اور قمر النساء (چھوٹی ہمشیرہ) ہسپتال میں اباجی کے پاس تھے۔ بندہ ناچیز نے اباجی کی تدفین کے فوراً بعد تاریخ اور وقتِ وصال کی تفصیل نوٹ کر لی تھی۔ وصال رات کے تقریباً گیارہ بجے ہوا۔ یہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب تھی۔ سن عیسوی کے اعتبار سے دن اور تاریخ رات بارہ بجے بدلتے ہیں لہٰذا سن عیسوی کے مطابق یہ جمعۃ المبارک 10 مئی 1974ء بنتی ہے۔ لیکن قمری (اور ہجری) کیلنڈر کے مطابق تاریخ

Marfat.com

اور دن مغرب کے وقت سے شروع ہوتا ہے اس طرح جمعہ کا دن ختم ہو چکا تھا اور یہ ہفتہ کی رات تھی ۔ لہٰذا یہ 17 ربیع الثانی 1394ھ کی رات تھی ۔ نہیں معلوم سید کبیر احمد مظہرؒ کو یہ تسامح کیوں ہوا کہ انہوں نے وصال کا وقت سحری کا لکھ ڈالا ۔ میں چونکہ موقعہ کا گواہ اور سب سے پہلے تاریخ نوٹ کرنے والا ہوں اس لیے ہر لحاظ سے درست تاریخ، وقت اور دن 10 مئی 1974ء / 17 ربیع الثانی 1394ھ رات تقریباً گیارہ بجے، جمعۃ المبارک اور ہفتہ کی درمیانی شب ہے ۔ فرض کیجیے سحری کا وقت مان بھی لیا جائے تو عیسوی اعتبار سے تو گیارہ مئی بن جائے گی لیکن قمری حساب سے اٹھارہ کیسے بنے گی؟ میں نے یہ ساری تفصیل تحریراً پروفیسر صاحب کو بھجوادی تھی جسے انہوں نے قبول کر کے آئندہ ایڈیشن میں درست کرنے کا بھی عندیہ دے دیا تھا ۔ پروفیسر صاحبؒ نے میری اس تحقیق کو نہ صرف قبول کیا بلکہ حسبِ وعدہ اسے درست بھی کرلیا ۔ لہٰذا باقیاتِ جہانِ امام ربانیؒ جلد دوم اشاعت 2008ء، صفحہ 546 پر پروفیسر صاحب نے اپنے مضمون ''خواجہ سید محبوب عالم تو کلیؒ'' میں ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال 17 ربیع الثانی 1394ھ / 10 مئی 1974ء ہی لکھی ہے ۔

ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کی تفصیل

4.12.1 ۔ صاجزادی زیب النساء : صاجزادی زیب النساء 1943ء، میں پیدا ہوئیں ۔ حضرتؒ کی بڑی صاجزادی ہیں ۔ ان کی شادی جناب محمد اعظم شاہ ساکن سرگودہا سے ہوئی ۔ ان کے بچوں کے اسماءِ گرامی اور تاریخ ہائے پیدائش یوں ہیں :

عطیہ اعظم 1 جنوری 1963ء / 5 شعبان المعظم 1382ھ، (ایم اے انگلش)

محمد عمران 27 جنوری 1965ء / 24 رمضان المبارک 1384ھ

Marfat.com

فوزیہ اعظم 15 اگست 1967ء /9 جمادی الاول 1387ھ

محمد فرقان 17 ستمبر 1969ء /5 رجب المرجب 1389ھ، (ایم اے انگلش، گذشتہ تقریباً ایک عشرہ سے سعودی عرب میں پڑھا رہا ہے۔ آج کل الریاض میں مقیم ہے۔)

محمد عثمان غنی 16 ستمبر 1973ء /18 شعبان المعظم 1393ھ، ایویانکس انجنیئر ہے اور فوج میں لیفٹیننٹ کرنل ہے۔

4.12.2۔ صاجنرادہ محمد احمد ہاشمیؒ: صاجنرادہ محمد احمد ہاشمیؒ ۔۔۔ مارچ 1953ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے کیمسٹری میں ایم ایس سی کیا اور تقریباً عرصہ پانچ (5) سال راوی ریان میں جاب کیا۔ ان کی شادی سرگودہا میں اپنی خالہ افضل النساء زوجہ سید محمد اصغر شاہ مشہدی (متوفی 13 اپریل 1998ء /15 ذوالحجہ 1418ھ) کی صاجنرادی سیدہ مہر النساء المعروف میمونہ سے 2 مارچ 1975ء /18 صفر المظفر 1395ھ بروز اتوار ہوئی۔ ان خاتون نے بی اے. بی ایڈ کر رکھا ہے اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول قادر آباد سے ہیڈ مسٹریس کے عہدے سے ریٹائر ہوئی ہیں۔ انہیں خدائے برتر نے دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ صاجنرادہ محمد احمد ہاشمیؒ نے سیدا شریف میں خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار انور پر نہایت دلکش روضہ اور اس سے ملحق خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ آپ نے 27 اپریل 2014ء /28 جمادی الثانی 1434ھ بروز اتوار سوموار بوقتِ سحری سیدا شریف میں انتقال فرمایا اور آبائی قبرستان میں مدفون ہیں۔

Marfat.com

صاحبزادہ محمد احمدؒ ہاشمی کی اولاد کی تفصیل

4.12.2.1۔ صاحبزادہ محمد ابوبکر ہاشمی: ان کے بڑے بیٹے صاحبزادہ محمد ابوبکر 28 دسمبر 1977ء /17 محرم الحرام 1398ھ کو سرگودہا میں پیدا ہوئے اور ایم اے انگلش کرنے کے بعد گورنمنٹ یعقوب شاہ ڈگری کالج پھالیہ میں لیکچرر کے فرائض ادا کرتے رہے۔ اس وقت وہ یونیورسٹی آف گجرات میں سروس کر رہے ہیں۔ ڈبل ایم فل کرنے کے بعد پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ ان کی شادی ضلع سرگودہا کے قصبہ فروکہ میں سید انتظار حسین شاہ کی صاحبزادی سیدہ مہرین سے ہوئی جنہوں نے باٹنی میں ایم ایس سی کر رکھی ہے۔ مہرین گجرات میں سروس کر رہی ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے 11 نومبر 2009ء / 24 ذیقعد 1430ھ / بروز بدھ کو محبوب الحسنین کی شکل میں ایک بیٹے سے نوازا۔ 9 مئی 2012ء /18 جمادی الثانی 1433ھ کو ایک اور صاحبزادے کی پیدائش ہوئی جس کا نام محمد معیز موزوں کیا گیا ہے۔ 25 جولائی 28/2014 رمضان المبارک 1435ھ / بروز جمعۃ المبارک کو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک اور بیٹا عطا فرمایا جس کا نام محمد احمد رکھا گیا۔

4.12.2.2۔ صاحبزادہ بلال احمد ہاشمی: دوسرے صاحبزادے بلال احمد 8 جون 1979ء /24 رجب المرجب 1400ھ کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایل ایل بی کر کے پھالیہ میں ہی پریکٹس شروع کی۔ میں نے 1992ء میں لکھی جانے والی تحریر ''بنامِ الطاف و بلال'' میں اپنے ساتھ بلال کو بھی مخاطب کیا تھا۔ اگر سیاست اور سیاستدانوں سے بچا رہا تو امید ہے کہ اُس کی مستور صلاحیتیں ظاہر ہوں گی۔ اس کی شادی ہمارے والد ماجد کے ماموں زاد بھائی سید ظہور حسین زیدی (متوفی 13 دسمبر

Marfat.com

2010ء/7 محرم الحرام 1432ء) کی صاحبزادی سیدہ حنا فاطمہ (تفصیل ''خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادیاں'' کے ذیلی عنوان ''تیسری شادی'' میں) سے 26 فروری 2011ء/22 ربیع الاول 1432ھ بروز ہفتہ سیداشریف میں ہوئی۔ شادی کے چار پانچ ماہ بعد اہلیہ سمیت لاہور منتقل ہو گئے اور وہیں پریکٹس شروع کر دی۔ بعد ازاں راولپنڈی کے سٹی بنک میں جاب مل جانے پر یہاں منتقل ہو گئے۔ 10 ستمبر 2011ء/11 شوال 1432ھ/جمعۃ المبارک کو بلال ہمارے گھر آیا جبکہ میری بیٹی ایمن نے 12 ستمبر کو مانچسٹر کے لیے رخصتِ ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے محمد عبداللہ بہت سے برکتوں کے ساتھ 13 مئی 2014ء/14 رجب المرجب 1435ھ بروز منگل اُن کی گود میں وارد ہوا۔ بلال ان دنوں کوئٹہ میں ایف. ڈبلیو. او. میں سروس کر رہا ہے۔

4.12.2.3۔ صاحبزادی اسماء احمد: برادرِ مکرمؒ کی ازحد لاڈلی اور اکلوتی بیٹی اسماء احمد بہت سی مَنتوں کے بعد 19 جولائی 1987ء/12 ذیقعد 1407ھ کو پیدا ہوئی۔ اس نے سرگودہا یونیورسٹی سے ماسٹرز کیا۔ اسماء 21 فروری 2010ء/7 ربیع الاول 1431ھ بروز اتوار سرگودہا میں شادی کے بابرکت اور خوبصورت بندھن میں بندھ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسماء احمد کو 27 ستمبر 2011ء/28 شوال المکرم 1432ھ بروز منگل عتیق الرحمن کی شکل میں ایک بیٹا عطا فرمایا۔ بعد ازاں 5 نومبر 2012ء/۔۔۔۔۔ کو ایک بیٹی زینب بھی اُن کی زندگی کی رونق بنی۔ اسماء احمد آج کل گجرات یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کر رہی ہے۔

4.12.3 الطاف محمود ہاشمی: یہ راقم الحروف ہے جس نے محلاتی سازشوں اور سیاست

Marfat.com

بھری دنیا میں 27 دسمبر 1956ء / 24 جمادی الاول 1376ھ / جمعرات کو آنکھ کھولی۔ تمام سرکاری اور غیر سرکاری دستاویزات اور والد ماجد کی تعویذوں والی بیاض میں میری تاریخ ولادت 19 اپریل 1957ء (18 رمضان المبارک 1376ھ) لکھی ہوئی ہے۔

میں گورنمنٹ پرائمری سکول سیدا شریف میں پانچویں جماعت کے آغاز تک داخل رہا۔ جب یہ سکول مڈل کا درجہ حاصل کر گیا تو اس کے پہلے ہیڈ ماسٹر صاحب جماعتِ اسلامی سے ہمدردیاں رکھتے تھے۔ انہوں نے اسے (شاید) کارِ ثواب سمجھتے ہوئے میرے والدِ ماجد کو پیری کرنے (جیسی ''غیر شرعی'' حرکت) کی پاداش میں غالباً ''فرض کفایہ'' سمجھتے ہوئے مجھے یہ بنیاد بنا کر سکول سے نکال دیا کہ الطاف پڑھنے کے قابل نہیں ہے۔ میرے مستقبل کی خاطر میرے والد گرامی نے مجھے سالانہ امتحان سے کوئی تین ماہ قبل فوری طور پر گورنمنٹ پرائمری سکول پھالیہ کیماں میں داخل کرا دیا جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلی پوزیشن دلوا کر میرے والدین اور میری عزت میں اضافہ فرما دیا۔ چھٹی، ساتویں اور آٹھویں پائلٹ سکول پھالیہ سے مکمل کیں۔ میٹرک کے لیے والد ماجد نے مجھے اسلام آباد کے سنٹرل (اب فیڈرل) گورنمنٹ بوائز سیکنڈری سکول نمبر 1؛ G-6/2 میں داخل کرایا جہاں سے مارچ 1972ء / صفر المظفر 1392ھ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے 900 میں سے 576 نمبروں سے فرسٹ ڈویژن دلوا دی۔ ایف ایس سی پری میڈیکل کے لیے نئے آغاز شدہ گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج پھالیہ میں داخلہ لیا لیکن وہاں بایولوجی کا استاد نہ ہونے کی بنا پر ایک سال ضائع کر کے 1974ء میں گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور میں داخل کرا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ

Marfat.com

اسی سال 10 مئی کو اباجی اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔حالات ایسے بنے کہ مجھے سیدا شریف کی خانقاہ کی ذمہ داریاں بھی نبھانا پڑیں،یوں ایف ایس سی پری میڈیکل مکمل کر کے 1976ء میں فقط ڈیڑھ ماہ کی تیاری کے ساتھ ریاضی (maths) کا اضافی امتحان دیا اور 200 میں سے 127 نمبر لے کر کُل 1000 میں سے 610 نمبر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے یونیورسٹی کالج آف انجنیئرنگ ٹیکسلا کے 1977ء سیشن میں داخلہ دلوادیا جبکہ کلاسوں کا آغاز مئی 1978ء/ جمادی الاول 1398ھ میں ہوا اور ستمبر 1982ء/ ذیقعد 1402ھ میں اس کی تکمیل ہوئی۔ستمبر کی غالباً 16 تاریخ کو کلائمیکس انجنیئرنگ کمپنی گوجرانوالہ میں جاب شروع کر کے عملی زندگی کا آغاز کیا۔

فوج میں لازمی سروس کے تحت کال آئی،انٹرویو ہوا اور سیلیکشن کے نتیجے میں بطور کیپٹن 12 فروری 1983ء/28 ربیع الثانی 1403ھ کو 80 ای ایم ای بٹالین میں تعینات ہو گیا۔اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل 25 سال 7 ماہ نوکری مکمل کرنے کے بعد 6 ستمبر 2008ء/6 رمضان المبارک 1429ھ کو راولپنڈی سے LPR لی۔اسی تاریخ کو 2009ء میں فوج سے باقاعدہ ریٹائر ہو گیا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے آرمی ویلفیئر ٹرسٹ میں ایڈجسٹ کروادیا ہے اور دوہری تنخواہ کا مزہ چکھنے کا موقعہ عطا فرمایا۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب حکمت ہے کہ وہ بچہ جسے ایک ہیڈ ماسٹر صاحب نے نالائق گردان کر سکول سے نکال دیا تھا،اسے خود ہی (اللہ تعالیٰ نے) میرٹ پر داخلہ دلوا کر مکینیکل انجنیئرنگ کروائی،ایم بی اے میں پہلی پوزیشن دلوائی،یونٹ کمانڈرز کورس ٹاپ کروایا،مڈل مینیجمنٹ کمپیوٹر کورس میں 96

Marfat.com

فیصد نمبر دلوا کر پہلی پوزیشن کے علاوہ امتیاز distinction عطا فرما کر میری عزت میں بیش بہا اضافہ فرما کر فوج میں میری لائقی کا ڈنکا بجوا دیا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ علاوہ ازیں ایک نہایت ہی اہم اور تیکنیکی پراجیکٹ کی کامیاب تکمیل پر چیف آف آرمی سٹاف کی جانب سے "commendation certificate" عطا کیا گیا جس کے نتیجے میں پاکستان آرڈننس فیکٹری کو ہر مالی سال میں چھیاسی (86) لاکھ روپیہ بچتا رہے گا جو اُس وقت کے لحاظ سے 144,000 امریکی ڈالر بنتے ہیں۔

commendation certificate کی کاپی ضمیمہ نمبر 9 پر لگائی گئی ہے۔

24 اگست 1984ء /1 ذوالحجہ 1403ھ بروز جمعۃ المبارک کو اللہ تعالیٰ نے الطاف محمود جیسے معاملہ نافہم کو رابعہ عذرا (ولادت 16 اکتوبر 1959ء /13 ربیع الثانی 1379ھ / جمعۃ المبارک) جیسی خوبصورت، خوب سیرت، حضور پُرنور ﷺ کی زیارت یافتہ، خوش اخلاق اور سادہ مزاج رفیقۂ حیات عطا فرمائی جس کا وسیلہ میری امی جی زبیدہ خانم بنیں کہ یہ ان کی بھی پسند تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رابعہ کو متعدد بار حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ ایک بار خواب میں آپ ﷺ نے اپنی موجودی میں کسی صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ذریعہ پانی کا گلاس نہ صرف عنایت فرمایا بلکہ سامنے کھڑے ہو کر اُن صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھ سے پلوایا۔

ایک بار اُس کے والد گرامی اور میرے خالو جناب محمد حامد شاہ مرحوم (متوفی 11 اکتوبر 1985ء / 26 محرم الحرام 1406ھ) نے خواب میں چاروں خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعارف کرایا جنہوں نے باری باری اس کے سر پر ہاتھ

Marfat.com

رکھا اور اسے بیٹی کہہ کر پکارا۔ اللھم زد فزد۔ ابھی چند دن قبل خواب میں ایک سڑک کے کنارے ایک صاحب نے آدھی روٹی عنایت کی اور بتایا کہ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے لیے بھیجی ہے۔ چنانچہ اس نے لے کر کھالی۔

قیامِ واہ کینٹ کے دوران اللہ تعالیٰ نے بندہ کی توجہ لکھنے کی جانب مبذول کی۔ یہ ذوق ابھی تک جاری ہے جسے پورا کرنے کے لیے کتابیں اکٹھی کرنا پڑیں نتیجۃً چند ہزار کتابوں پر مشتمل ذاتی لائبریری معرضِ وجود میں آ گئی۔ انٹرنیٹ کی سہولت ناگزیر ہوگئی ہے۔ اسی دوران بندۂ ناچیز نے اپنے باپ دادا کی کتابوں کو آج کے دور کی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے کاوش کی اور اپنی کتابوں کی اشاعت کچھ عرصہ کے لیے روک کر پہلے ان کی اشاعت کا کام شروع کیا۔ مندرجہ ذیل کتابیں تصحیح و تجدید کے ساتھ شائع کر چکا ہوں:

1۔ ذکرِ خیر: از خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

2۔ ذکرِ کثیر: از خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

1۔ الطاف الاذکار تجدید تنویر الابصار: از خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ تفصیلی ذکر اوپر کر دیا گیا ہے۔

2۔ رین بسیرا، الطاف سویرا: ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات اور مضامین پر مشتمل ہے۔ یہ مکتوبات زندگی کے تجربات، طریقت میں رہنمائی، ادبی تحریر اور سالک کی ترقی کے لیے بیش بہا خزانہ ہیں۔ یہ کتاب اس بندۂ ناچیز کے ہاتھوں شائع ہو چکی ہے۔

مندرجہ ذیل کتب پر اس وقت کام جاری ہے:

Marfat.com

3۔ تقاریرِ حدیث: ابوالوفا صدیق احمدؒ نے دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث کے دوران مولانا حسین احمد مدنیؒ کی تقاریر کے نوٹس لیے، جو اللہ تعالیٰ نے مجھ تک پہنچا دیے۔اس کی کمپوزنگ کی تکمیل پر اس کی تخریج کر کے شائع کر دی جائے گی۔انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ابھی تک اس بندۂ ناچیز الطاف محمود ہاشمی کے ہاتھوں مندرجہ ذیل کتابیں مکمل ہو کر اشاعت کے لیے تیار ہیں:

1۔ پروارِ محبوبؒ: خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نسب، تعلیم، خلفاء، تصوف اور آپ کے متعلق شائع ہونے والی کتب اور مقالوں کے تعارف کے ساتھ ساتھ آپؒ کے بارے میں شائع شدہ چند غلطیوں پر تحقیق کے علاوہ آپ کی اولاد کی تفصیل پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب آپ کے زیرِ مطالعہ ہے۔

2۔ جانبِ حسنِ لازوال: ایک پاکیزہ اور خوبصورت سفر کی داستان۔ یہ طویل مضمون لاہور سے ماہنامہ ''حکایت'' میں قسط وار شائع ہو چکا ہے۔

3۔ الطاف نامے: دوستوں کے خطوط کے جواب میں لکھے گئے مکتوبات کے علاوہ اپنی طرف سے لکھے گئے خطوط جو مصنف کے خیال کے مطابق طریقت کے حصول اور اس کی حفاظت کے لیے ضروری ہیں۔

4۔ الطاف کے مضامین: اس میں ذیل میں درج شدہ مضامین شامل ہیں:

ا۔ اپنے، پرائے: سلاسل طریقت کی ہم آہنگی پر سیر حاصل تبصرہ

ب۔ سرمایہ ملت کا نگہبان: سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے اندازِ تصوف پر مختصر تحریر جسے جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ، بانی امامِ ربانی فاؤنڈیشن،

Marfat.com

نے "باقیاتِ جہانِ امام ربانی" کی تیسری جلد میں پہلے نمبر پر شائع کیا۔

ج۔ چیتاں: سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک قول کی تشریح جس پر قاری کو اشکال ہو سکتا ہے۔ یہ مضمون بہت سے رسالہ جات اور اخباروں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مضمون پر مصنف کو سیال شریف سے انعام بھی موصول ہوا۔

د۔ بیعت اور تجدیدِ بیعت: ایک ایسا مضمون جو ہر ترقی پسند مسلمان کی ضرورت ہے۔ اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

ر۔ ایڈز: بدگمانی، اس کے اثرات اور اس کے علاج پر سیر حاصل گفتگو۔

س۔ ہاتھوں کی کمائی: مصنف کا مقبول ترین مضمون جس کے پڑھتے ہی قاری ایک دفعہ ہر قسم کے رنج و غم سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی معیت میں نئے سرے سے مضبوط ایمان کے ساتھ زندگی کا سفر شروع کرنے کا عزم کر لیتا ہے۔

ص۔ قبر سے حصولِ فیض: فیض کیا ہے، کہاں ہوتا ہے، کن کے پاس نہیں ہوتا لیکن لوگ سمجھتے ہیں کہ یہاں فیض ہے، کن کے پاس ہوتا ہے لیکن ملتا نہیں، کن کے پاس ہوتا بھی ہے اور اُن سے ملتا بھی ہے، اور اس کے حصول کا طریقہ کار۔ کئی مزارات پر مصنف کی حاضری اور محسوس کردہ فیض کا تذکرہ۔

ط۔ زکوٰۃ: زکوٰۃ، اس کی قسمیں، ہر قسم کا ادا کرنا کب ضروری ہوتا ہے، اس کا حساب کرنے کے لیے کمپیوٹر میں آسان پروگرام۔

وہ کتابیں اور مضامین جو اس وقت ترتیب اور تکمیل کے مراحل میں ہیں:

1۔ چراغِ محبوب: خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ عالیہ محبوبیہ کے اولیاء کا تذکرہ۔ اس تذکرہ کو جمع کرنے کے لیے بندۂ ناچیز ابھی تک کم و بیش دو لاکھ کلومیٹر کا سفر

Marfat.com

کر چکا ہے جس کے دوران سینکڑوں شخصیات سے استفادہ کا موقعہ بھی ملا۔

2۔ اوراد والطاف: مصنف کو مختلف اولیاء اللہ سے یا خواب میں جن وظائف کی اجازت یا حکم ملا ان کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی امت کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ اسے ذکرِ کثیر کے ساتھ ہی شائع کر دیا گیا ہے۔

3۔ جھوٹی سچی حکایات: ایسے واقعات جو میرے سامنے یا قریب قریب پیش آئے۔ علاوہ ازیں ایسے واقعات جن میں لوگوں نے مبالغہ آمیزی کر کے کچھ کا کچھ بنا دیا، انہیں بھی درست کر کے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

4۔ مشاہدات: بندۂ ناچیز کو طریقت میں ہونے والے مشاہدات، وہ جیتے جاگتے تھے، خواب تھے یا انکشافات وغیرہ، انہیں لفظوں میں پرونے کی کوشش کی گئی ہے۔

5۔ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات و احوال پر مشتمل کتاب بھی زیرِ ترتیب ہے، لیکن ابھی تک اس کا نام تجویز نہیں کیا جا سکا۔

تحریکِ ذکر کا اجرا: بدقسمتی سے خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات کو طاقِ نسیان کی زینت بنا دیا گیا جسے دیکھتے ہوئے بندۂ ناچیز نے ''تحریکِ ذکر'' کی بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے جلد ہی ملک میں تحریکِ ذکر کے بہت سے مردوں اور خواتین کے حلقے کام کر رہے ہیں۔ یہ غیر سیاسی تنظیم تیزی سے ذکرِ الٰہی لوگوں کی زبانوں اور دلوں میں اتارنے کی کوشش کر رہی ہے۔ 2010ء میں دبئی میں بدھ مت سے تعلق رکھنے والی چار خواتین، تین مردوں، دو عیسائی مردوں کے بعد 2011ء میں مزید دو عیسائی مردوں نے تحریکِ ذکر کے انچارج اور اس بندہ ناچیز سے خلافت یافتہ جناب مرزا حسین بیگ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ تحریکِ ذکر ہمارے اندازوں سے

Marfat.com

زیادہ رفتار کے ساتھ لوگوں کو سنتوں پر عمل اور معاملات کی حفاظت پر آمادہ کر رہی ہے۔ تحریکِ ذکر کا بنیادی مقصد عقائد، عبادات اور معاملات میں توازن سے روشناس کرانا ہے۔ 2007ء میں "تحریکِ ذکر" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جو ذکر کے ساتھ ساتھ بلا امتیازِ سلسلہ، طریقت کا سلوک طے کرانے میں مصروف ہے۔

رابطہ: 0300-5570547

altafmahmood@hotmail.com

ism-e-azam@hotmail.com

الطاف محمود کی اولاد کی تفصیل

4.12.3.1 سمیہ امرع عرف ایمن: سمیہ امرع (ایمن) 27 جنوری 1986ء /16 جمادی الاول 1406ھ / سوموار کو سی ایم ایچ سرگودہا میں پیدا ہوئی۔ ہم نے اپنے ناموں (یعنی الطاف محمود، رابعہ عذرا) کے پہلے حروف ملا کر امرع نام کا حصہ بنایا۔ یہ از حد صلاحیتوں کی مالک اور ان تھک بچی ہے۔ اس کی پسند اور ناپسند بہت شدید ہے۔ ایمن 28 دسمبر 2006ء / 7 ذوالحجہ 1427ھ بروز جمعرات راولپنڈی میں ایک نہایت پُر وقار اور بابرکت تقریب میں فرید الدین قریشی کے سے ہونہار، سمارٹ اور خوب سیرت نوجوان سے شادی کے بندھن میں بندھ گئی۔ حضرت حمید الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ معظم آباد شریف نے یہ نکاح پڑھایا۔ شادی کے وقت اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد میں ایم اے انگلش کے پہلے سمسٹر میں تھی۔ شادی کے نتیجہ میں اس کے دو سمسٹر ضائع ہو گئے۔ جنوری 2010ء / محرم الحرام 1431ھ میں اس نے ماسٹرز مکمل کر لیا۔ ایمن کچھ عرصہ اپنے میاں کے ہمراہ محمد علی جناح

Marfat.com

یونیورسٹی اسلام آباد میں انگلش کی لیکچرر کے طور پر خدمات سر انجام دیتی رہی ہے۔ شام کو آرمی پبلک کالج آف مینیجمنٹ سائنسز راولپنڈی میں پڑھاتی رہی۔

فرید کے والد ماجد کرنل (ر) محمد فاروق الطاف اُس وقت کوہِ نور ٹیکسٹائل ملز راولپنڈی میں جنرل مینیجر (ہیومن ریسورس) کے عہدے پر تعینات تھے اور اس کی حوصلہ منداور بھر پور قوتِ فیصلہ کی حامل والدہ ماجدہ محترمہ کشور سلطانہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین راولپنڈی میں بطور پروفیسر ریٹائر ہوئیں۔

فرید نے یونیورسٹی آف انجنیئر نگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور سے سال 2002ء میں میکینیکل انجنیئر نگ کیا۔ بعد ازاں 2004ء تا 2005ء میں یونیورسٹی آف مانچسٹر، برطانیہ سے ایڈوانس مینوفیکچرنگ ٹیکنالوجی اینڈ سسٹم مینیجمنٹ (advance manufacturing technology & system management) میں ایم ایس سی انجنیئر نگ کی۔ اُس وقت وہ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) کے کالج آف الیکٹریکل اینڈ میکینیکل انجنیئر نگ (College of E&ME) کیمپس راولپنڈی میں بطور اسٹنٹ پروفیسر تعینات ہوئے۔ برطانیہ کے شہر مانچسٹر کے قریب یارک نامی شہر کی یونیورسٹی میں فرید کا داخلہ ہوا۔ 12 ستمبر 2011ء/14 شوال 1432ھ / پیر کو تمام افرادِ خانہ اسلام آباد سے مانچسٹر روانہ ہو گئے۔ 19 ستمبر 2011ء کو اس کی کلاسیں شروع ہوئیں۔ جون 2012ء میں مانچسٹر سے واپس آ کر محمد علی جناح یونیورسٹی اسلام آباد میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر تعینات ہو گئے ہیں۔ فرید نے ابھی پی ایچ ڈی شروع کی ہے، اللہ تعالیٰ کامرانی عطا فرمائے۔ آمین بحرمتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

Marfat.com

2 اکتوبر 2007ء /18 رمضان المبارک 1428ھ، بروز منگل رات ایک بجے اللہ تعالیٰ نے انہیں محمد سعد بن فرید کی شکل میں چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔ 16 جنوری 2010ء /15 صفر المظفر 1431ھ / ہفتہ دن تقریباً دو بجے رِدا فاطمہ جیسی پیاری بیٹی سے نوازا۔ 4 اگست 2014ء /8 شوال 1435ھ بروز سوموار محمد حمزہ بن فرید جیسا آسمانی تحفہ عطا فرمایا گیا۔

4.12.3.2 حسن محمود ہاشمی: حسن محمود ہاشمی 30 اگست 1987ء /5 محرم الحرام 1408ھ /اتوار کو سی ایم ایچ سرگودہا میں عطا کیا گیا۔ میں اس وقت سیالکوٹ میں بطور کیپٹن تعینات تھا۔ حسن محمود نے بچپن ہی سے مختلف سکولوں، بیماریوں، اور حادثوں سے نبرد آزما ہوتے ہوئے بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد سے بی بی اے مکمل کیا۔ میٹرک واہ کینٹ کے اعلیٰ درجہ کے تعلیمی ادارے پی او ایف ماڈل سکول سے کیا اور ایف ایس سی گورنمنٹ سرسید کالج راولپنڈی سے۔ پڑھائی میں اس کے concepts اچھے ہیں۔ ان دنوں بحریہ یونیورسٹی سے پراجیکٹ مینیجمنٹ میں ایم ایس کر رہا ہے جو کہ جنوری 2015ء میں مکمل ہو جائے گی، انشاءاللہ۔

4.12.3.3 مریم فاطمہ: ایک خوبصورت آسمانی تحفہ مریم فاطمہ کی شکل میں 7 مئی 1991ء /22 شوال المکرم 1411ھ / منگل کو سی ایم ایچ سیالکوٹ میں بخشا گیا۔ بہت کم مگر اپنی مرضی کا کھانے کی شوقین مریم نے واہ کینٹ میں تین برس میں قرآنِ پاک حفظ کیا مگر دَور نہ کر سکی۔ پنجاب کالج آف کامرس، گولڑہ موڑ، راولپنڈی سے I.Com میں 1100 میں سے 720 نمبر لے کر نمایاں پوزیشن حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اسی کالج سے B.Com کیا۔ پہلے سال کے پنجاب یونیورسٹی کے

Marfat.com

امتحان میں 760 میں سے 452 نمبر لے کر فرسٹ ڈویژن سکور کرنے میں کامیاب ہوئی۔ دوسرے سال میں 740 میں سے 460 نمبر لے کر دونوں سالوں میں فرسٹ ڈویژن سکور کرنے میں کامیاب رہی۔ ابھی فاونڈیشن یونیورسٹی راولپنڈی میں ایم اے انگلش کے تیسرے سمسٹر میں ہے۔ نہایت نازک اور لاڈلی بیٹی ہے۔

4.12.4 صاجزادی قمر النساء: اسے پیار سے گڈی کہتے ہیں۔ گڈی یکم مئی 1958ء / 11 شوال 1377ھ بروز جمعرات دنیاء فانی میں وارد ہوئی۔ اس نے راولپنڈی سے سی ٹی کیا اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول قادر آباد میں ٹیچر لگ گئی۔ قمر کی شادی 18 اگست 1983ء / 9 ذیقعد 1403ھ بروز جمعرات پھوپھی جی صالح بی بی کے چھوٹے صاجزادے رشید احمد سے میں ہوئی۔ تفصیل پیرا 1.4 بھائی جان رشید احمد کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا عطا فرمایا جن کے نام اور تاریخ ہائے ولادت یوں ہیں: فائزہ رشید، 30 مئی 1987ء / 2 شوال المکرم 1407ھ ثوبیہ رشید، 21 مارچ 1989ء / 13 شعبان المعظم 1409ھ کو پیدا ہوئی۔ یہ نہایت ذہین بچی ہے لیکن چرخِ کج پرداز نے بیماری کی بنا پر زیادہ تعلیم حاصل نہ کرنے دی۔ محمد جنید کی ولادت 21 مئی 1991ء / 6 ذیقعد 1411ھ کو ہوئی۔ فائزہ کی شادی 30 مئی 2008ء / 25 جمادی الاول 1429ھ بروز جمعۃ المبارک کو ہوئی۔ مارچ 2013ء میں سیدا شریف منتقل ہو گئے ہیں۔ بھائی جان محمد احمدؒ نے قمر النساء کو سیدا شریف میں مکان بنا دیا لہٰذا اُس نے اپنی ٹرانسفر سیدا شریف میں کروا لی اور وہیں رہائش پذیر ہے۔

Marfat.com

پانچواں باب

حضرت خوجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادرِ خُرد نورعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کا مختصر احوال

حضرت نورعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہلیہ محترمہ کا اسم گرامی نوربیگم تھا۔ ہم حضرت نوربیگم کو چاچی جی کہا کرتے تھے۔ حضرت نورعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منجھلے صاحبزادے فضل احمد اپنی والدہ صاحبہ کو سیدا شریف سے کامونکی لے گئے تھے۔ چاچی جی نے 11 جنوری 1981ء/4 ربیع الاول 1401ھ/اتوار کو کامونکی میں وفات پائی اور کسوکی روڈ پر محلہ اولکھ آباد میں واقع اپنے منجھلے بیٹے صاحبزادہ فضل احمد کے شرقی جانب مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نورعالم کو محترمہ نوربیگم سے تین بیٹوں سے نوازا: (1) بشیر احمد (2) فضل احمد (3) رشید احمد

5.1۔ صاحبزادہ بشیر احمد: بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ کا نام رابعہ بی بی (متوفیہ 27 جنوری 2001ء/1 ذیقعد 1421ھ) تھا جو حضرت مولانا ظہور احمد ساکن سیرے (متوفی 8 جون 1999ء/24 صفرالمظفر 1420ھ) کی ہمشیرہ ہیں۔ صاحبزادہ بشیر احمد نے 14 دسمبر 1990ء/26 جمادی الاول 1411ھ/بروز جمعۃ المبارک وفات پائی اور سیدا شریف میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہیں۔ ان کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ بڑے بیٹے منور حسین نوجوانی میں یرقان کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ باقی چاروں کی شادیاں ہوئیں جن کی تفصیل اس طرح ہے:

5.1.1۔ صاحبزادہ ارشد محمود: ان کی شادی خانہ آبادی اہلِ تشیع میں محترمہ سیدہ زاہدہ سے ہوئی۔ ان کے دو بیٹے صاحبزادہ کاظم عباس عرف مٹھو اور صاحبزادہ تسنیم عباس عرف

Marfat.com

چاند ہیں۔ دونوں بھائیوں کی شادی ہو چکی ہے۔ صاحبزادہ ارشد محمودؒ 3 اپریل 2005ء /23 صفر المظفر 1426ھ بروز اتوار حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے اور سیدا شریف میں آبائی قبرستان میں مدفون ہیں۔

5.1.2۔ صاحبزادہ خالد محمود: خالد اور راقم الحروف دونوں ہم عمر ہیں۔ خالد کی شادی اپنے چچا صاحبزادہ قاری رشید احمدؒ کی بڑی صاحبزادی محترمہ زینت سے ہوئی۔ محترمہ زینت کچھ عرصہ قبل ذیابیطس سے انتقال کر گئیں۔ خالد محمود کے دو بیٹے صاحبزادہ نجم الحسن اور صاحبزادہ قمر الحسن ہیں۔

5.1.3۔ صاحبزادہ عابد محمود: گورنمنٹ ہائی سکول سیدا شریف میں بطور استاد سروس کر رہے ہیں، حکمت بھی کرتے ہیں۔ ان کی شادی اہلِ تشیع میں محترمہ سیدہ عالیہ سے ہوئی۔

5.1.4۔ صاحبزادہ زاہد حسین: منڈی بہاؤالدین کی ضلعی عدالت میں ریڈر کے طور پر سروس کر رہے ہیں۔ ان کی شادی محترمہ سیدہ عالیہ کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ نصرت سے ہوئی۔ لہٰذا یہ دونوں بھائی آپس میں ہم زلف بھی ٹھہرے۔

5.2۔ صاحبزادہ فضل احمدؒ: اللہ تعالیٰ نے انہیں خوبصورت چہرہ، پرکشش شخصیت اور سحر انگیز اندازِ گفتگو عطا فرمایا تھا۔ جوانی میں ہی کامونکی منتقل ہو گئے تھے۔ ان کا مزار کامونکی میں کسوکی روڈ پر محلہ اولکھ آباد میں ہے۔ میں اور صاحبزادہ گلزار رسول نقشبندی 28 اکتوبر 2011ء / یکم ذوالحجہ 1432ھ بروز جمعۃ المبارک کو بڑی مشکل سے ان کا مزار تلاش کر سکے۔ ان کے مزار پر 8 اپریل 1993ء / 15 شوال المکرم 1413ھ بروز جمعرات تاریخ وصال لکھی ہوئی تھی۔ صاحبزادہ فضل احمدؒ نے تین شادیاں کیں جن کی تفصیل یوں ہے:

Marfat.com

5.2.1۔ محترمہ اقبال بیگم: پہلی شادی محترمہ اقبال بیگم سے ہوئی اور ان سے ایک ہونہار صاحبزادے شبیر حسین پیدا ہوئے جو 1984ء سے ابوظہبی کے ایک بنک میں سروس کرتے رہے ہیں اور 2014ء میں ریٹائر ہو گئے۔ جب مجھے 2009ء میں دوبئی جانے کا اتفاق ہوا تو میری ان سے دو خوبصورت ملاقاتیں ہوئی۔ مارچ 2014ء میں بھی دوبئی میں ایک خوبصورت رات اُن کے ساتھ گذری۔ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ کا انتقال ۔۔۔جنوری 2015ء / ۔۔۔ربیع الاول 1436ھ کو سرگودہا میں ہوا۔

5.2.2۔ محترمہ سعیدہ بیگم: صاحبزادہ شبیر حسین کی پیدائش کے بعد جلد ہی ان سے شادی ہوئی۔ چاچی جی سعیدہ بہت خوش شکل خاتون تھیں۔ ان سے اولاد نہیں ہوئی۔

5.2.3۔ محترمہ شمیم بیگم: میں چھوٹا سا مگر باہوش تھا جب یہ شادی ہوئی۔ ان سے دو بیٹے چن پیر اور صابر پیر پیدا ہوئے۔ وہ کامونکی والی جگہ بیچ کر کہیں چلے گئے ہیں، ابھی تک ان کا اتہ پتہ معلوم نہیں ہو سکا۔

5.3۔ صاحبزادہ قاری رشید احمدؒ: ان کی شادی خانہ آبادی محترمہ شمیم اختر سے ہوئی۔ مستقل طور پر فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں منتقل ہو گئے۔ 8 اکتوبر 2011ء / 9 ذیقعد 1432ھ بروز ہفتہ فاروق آباد میں ہی انتقال فرمایا اور قریبی گاؤں رچند کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ ان کی اولاد اس طرح ہے:

5.3.1۔ صاحبزادہ امتیاز حسین: ان کے تین بیٹے بدر الحسن، علی رضا اور شاہ زیب ہیں۔

5.3.2۔ صاحبزادہ افتخار حسین: ان کے تین بیٹے عنظر علی، حافظ فخرِ عالم اور عمار حسین ہیں۔

5.3.3۔ صاحبزادہ ظل حسنین: امریکہ میں مقیم ہیں۔ فی الوقت اُن کا ایک بیٹا حسنات ہے۔

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 1

قصیدہ فراقِ محبوبؒ

بر وفات حضرت زبدۃ السالکین، سراج العارفین، قطب الارشاد، پیر و مرشد،

جناب خواجہ محبوب عالم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ساکن سیدا شریف؛ ضلع گجرات؛ پنجاب

خاکسار محمد نور العین، واعظ الاسلام، نقشبندی محبوبی

متوطن بھلڑے سیداں، تحصیل جہلم

قاصد حسرتا یہ نیلگوں چرخِ ادوار
کیوں نظر آتا ہے گریاں سینہ بریاں بے قرار
شاہدِ ازل کا چاہیے اس کو وصال
گھومتا کس کے تجس میں ہے یہ دیوانہ وار
بن گئی ہے کیوں سیہ رنگی نقیبِ روشنی
کیوں ستاروں کے چمن کی اُڑ گئی تازہ بہار
تاجدارِ عالم افلاک یعنی آفتاب
فرش کی طرف کیوں جھک رہا ہے بار بار
کیوں دکھائی دے رہا ہے چاند کے پہلو میں داغ
باغ اس کے حسن کا کیوں بن گیا ہے زاغوار
درس گاہِ بلچلا ہٹ بن گیا ہے عالم سب
ہر طرف برپا ہوئے شور و شغب شر و شرار

Marfat.com

دہر سے آسودگی کا مٹ گیا نام و نشان
چھا گیا اہلِ زماں پر سحابِ اضطرار
آہ کیوں کالی گھٹائیں چھا گئیں چاروں طرف
کیوں شرابِ غم سے ہم لبریز جام روزگار
اس سرے سے اُس سرے تک ہوگئی دنیا سیاہ
سچی خوشیوں کی سفیدی اُڑ گئی بن کر بخار
عیش و آرام لوگوں کے دلوں سے اٹھ گئے
بے قراری نے کیا دل کی تسلی کو شکار
پڑ گئے سینوں میں پتھر کی طرح غم سے شگاف
خون کے آنسو رو رہی ہیں آنکھیں زار زار
محفلِ احباب میں وہ گرمیٔ رونق نہیں
نہ وہ مطرب ہے نہ وہ ساقی نہ ساغر زرنگار
اب نہیں عشاق میں چلتے شرابوں کے وہ دور
گویا خالی ہوگئی مئے سے سبوئے نقرہ کار
نہ وہ لذت ہے سُروں میں نہ نغموں میں وہ ذوق
وجد والوں کو بھی اب بھاتی نہیں مطرب کی تار
حیف اُن رنگین ترانوں میں وہ رنگت ہی نہیں
گرمیٔ محفل کا تھا جن پر کبھی دار و مدار

Marfat.com

بزمِ رنداں میں بھی ہے اب اس قدر مہرِ سکوت
ہے کھڑی بُت خانہ میں گویا بتوں کی اک قطار
آج تو اُٹھتی نہیں اس بزم میں نغموں کی گونج
جس کے گوشوں میں ترانے گائے جاتے تھے ہزار
مطلعِ صبحِ رجاء دامن کش ظلمات ہے
باغِ دنیا میں نہیں وہ رونق رنگ و وقار
اُٹھ گیا سر سے شجر کے سبز پتوں کا وہ تاج
اور شاخوں کے ہیں اب زیبِ گلو پھولوں کے ہار
خوش نوا بلبل خطیبِ طائرانِ نغمہ سنج
اُڑ گئی ہے ٹہنیوں کے چھوڑ کر منبر منار
یاالٰہی کیوں جہاں بھر میں اندھیرا پھر گیا
دردِ دل سے جاں بلب ہیں ساکنانِ ہر دیار
اُڑ گئی وہ کونسی روح چھوڑ کر قیدِ حیات
جس کے جانے سے ہوا نقشِ قیامت آشکار
آرہی ہے دامن صحرا سے نالوں کی صدا
اور ماتم ہے تہِ دریائے ناپیدا کنار
صرف انسان ہی نہیں اس خنجرِ غم کے قتیل
نیم بسمل ہو رہا ہے بلکہ ہر اک جاندار

Marfat.com

کیوں نہ ہو، فرماتے ہیں رحلت امام الاولیاء

حضرت محبوب عالم پیشوائے نامدار
راز دارِ لی مع اللہ بلبلِ باغِ سلوک

نائب ختم الرسل لا یحزنوں کے تاجدار
ماہتابِ قربِ مطلق صدرِ ایوانِ قدس

مشعل شاہراہِ سنت خاورِ نصف النہار
باعثِ سرسبزیٔ رونق گلستانِ رسولؐ

شمعِ بزم راز داناں رحمتِ پروردگار
آہ اب کیا کہوں اس پاک ہستی کا کمال

کس قدر حاصل تھا اس کو اتصالِ قربِ یار
مرتبہ اس کا تصوف میں کہاں تک تھا بلند

اور کس حد تک تھا وہ منظور نگارِ کردگار
اس کی نسبت یہی فقرہ کہنا کافی ہے کہ آپ

تھے جمالِ ذاتِ یزداں کے لیے آئینہ دار
تین شاخوں سے نکل کر تین تک آگے بڑھے

تین کو بھی چھوڑ کر پھر بن گئے فخرِ چہار
میر مجلس جبہ پوشانِ ولایت سر بسر

حضرت شبلیؒ زمانہ اور جنیدؒ روزگار

Marfat.com

آپ سے ہی گلشن اسلام میں آئی بہار
پھر درخت اس کے پھلے پھولے ہوئے نزہت شعار

اس قدر پھیلایا دین اللہ کو ڈنکے کی چوٹ
سارے عالم میں جمایا گویا اس کا اقتدار

نورِ یزداں سے منور کروائے لاکھوں قلوب
اور بینا ہو گئے کورانِ باطن بے شمار

ہیں ہزاروں رحمتیں بس سر زمین ہند پر
جس کے گہوارے سے چمکا ایسا موتی آبدار

آفریں اس سرزمین سیدآ کی خاکِ پاک کو
گود میں جس کی ہو اس پاک ہستی کا اوتار

افسوس تھوڑا ہی چمک کر چاند یہ پھر چھپ گیا
گنبد ضیائے عالم پر ہوا تاریک و تار

ٹھیک ہے دنیا میں کم ہی رہتے ہیں قدسی نفوس
جلد مرجھاتی ہیں کلیاں دیرپا رہتا ہے خار

وائے حسرت مہر تاباں ہو گیا ہم سے غروب
اب ہے آنکھوں میں ہماری زاغ رو دنیا کی دار

ہم سیاہ بختوں کے ہاتھوں سے وہ گوہر چھن گیا
سامنے جس کی چمک کے ید بیضا شرمسار

Marfat.com

ہجر کی جلوہ گری سے جل اٹھا سینۂ طور
ہو گئے صبر و تحمل حیف جانوں سے فرار

اے ہمارے پیشوا مخدوم ابنائے زماں
وارثِ الفقرُ فخری حضرتِ والا تبار

دیکھ لو حاضر کھڑے ہیں ہم فدایانِ جمال
کر رہے ہیں چشمِ دل سے آپ کا بس انتظار

آج کیوں اُٹھتے نہیں آپ میٹھی نیند سے
آستاں پر ہم تو عرضیں کر تھکے ہیں بار بار

روٹھنا غلمان سے کیوں ہو گیا حضرت پسند
آپ کو حالانکہ تھا اپنے مریدوں سے پیار

ہاں اُٹھو! اُٹھ کر تسلی کی کرو کچھ بات چیت
ناشکیباؤں کے دل میں شاید آ جائے قرار

بیٹھ کر ہم کو سناؤ وہ مسیحائی کلام
زندہ ہو جاتے تھے جس سے مردہ دل بھی ایک بار

خادموں کی سن لو عرضیں اور مل جاؤ ذرا
ختم ہونے کو ہے اب سرمایۂ عرض و پکار

بولو گے جب تک نہ قبلہ یا نہ کچھ دو گے جواب
چھوڑ کر ہم بھی نہ تب تک جائیں گے عالی مزار

Marfat.com

گذر جائے گا زمانہ اور بدلے گی ہوا

آپ کی تازہ رہے گی ہر جہاں میں یادگار

غم سے روتے ہی رہیں گے مثل برات بہار

سانس جب تک ہے اسیرِ قیدِ عمر مستعار

پڑھ رہا ہے نورؔ خادم بارگاہ میں اپنی نظم

پیر بھائی ہو رہے ہیں اس پہ سو جاں سے نثار

گفت ہاتف از پئے تاریخ آں قدسی نہار

رہنمائے نقشبنداں رفتن سوئے حرم یار

1917=248+76+730+ 557+306ء

حبیب نقشبنداں رفت سوئے حرم یار

1335=76+680+557+ 22ھ

.... آغاز نوٹ ....

نوٹ: شاعر نے مصرع تاریخ اس طرح لکھا ہے۔"راہنمائے نقشبنداں رفت سوئے حرم یار" اس کے اعداد نکالیں تو یہ 2079 بنتے ہیں۔ ان الفاظ کے اعداد کا مسلسل مجموعہ کسی ترتیب سے بھی 1917ء یا 1335ھ نہیں بنتا۔ لہٰذا عزیز القدر ڈاکٹر شفقات احمد ساکن پھالیہ نے مدد کی اور اس مصرع کو دو طریقوں سے لکھا جن میں سے ایک کا مجموعہ 1917ء اور دوسرے کا 1335ھ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شفقات احمد کو انعامِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔ بحرمتِ سید المرسلین ﷺ

.... اختتام نوٹ ....

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 2

قلمی قرآنِ پاک کے ایک صفحہ کا عکس

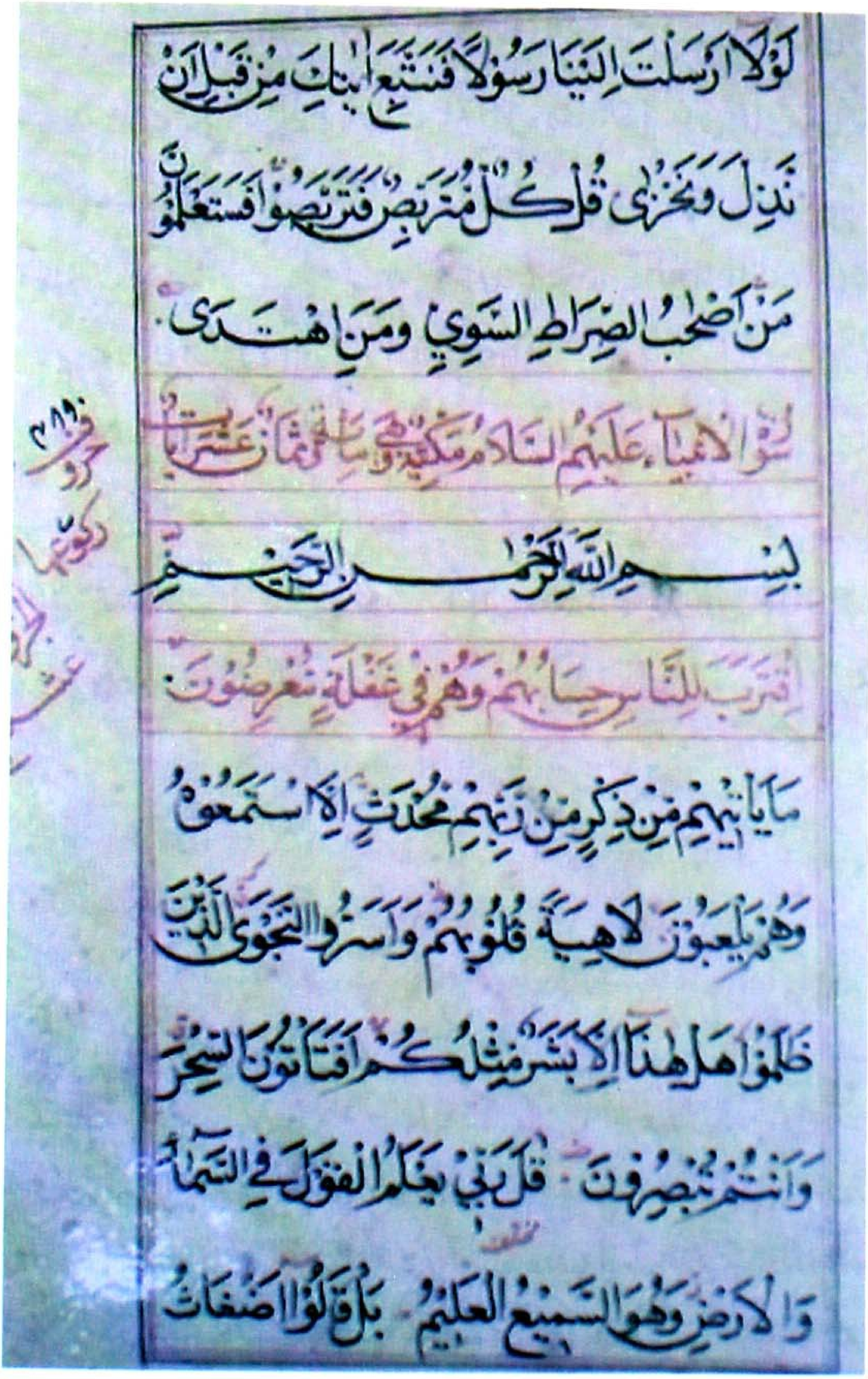
لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ
نَّذِلَّ وَنَخْزٰى قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا فَسَتَعْلَمُوْنَ
مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى
سورة الانبياء عليهم السلام مكية وهي مائة وثمان عشر آية
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ
مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ
وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ
وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بَلْ قَالُوْا اَضْغَاثُ

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 3

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جہاد کی تفصیل

آپؒ جنوری 1898ء / شعبان المعظم 1315ھ میں براستہ افغانستان ترکی پہنچے اور سلطان عبد الحمید ثانی (حکومت 1876ء تا 1909ء) کی افواج میں کرنل کے عہدہ پر فائز ہو کر ترکی کے علاقہ ازمیر سمرنا (1) کے مقام پر یونان کے خلاف جاری جنگ میں شریک ہو گئے۔ یہ جنگ بحر متوسط (Mediterranean Sea) میں کریٹ (Crete) (2) اور تھیسلے (Thessaly) کے جزائر کے مسئلہ پر تھی۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام سے معلوم ہونے پر کہ یہ جہاد اسلامی نہیں، بلکہ محض اقتدار کی جنگ ہے، آپؒ مستعفی ہو کر سکندریہ چلے آئے۔

[ماخذ: خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ ..... احوال و آثار، اشاعت اول 2005ء از پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؒ]

.... آغاز حاشیہ ....

(1) ترکی کے ایشیائی حصہ کا اہم شہر

(2) کریٹ اور تھیسلے یونان کے شہر ہیں جن کے بیچ 755 کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔

.... اختتام حاشیہ ....

.... آغاز نوٹ ....

نوٹ: پروفیسر صاحب کے مطابق حضرت خواجہؒ نے اپنے شیخ حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال اگست 1897ء / ربیع الاول 1315ھ کے بعد جلد ہی 1898ء میں ترکی کی فوج میں شامل ہو کر ازمیر سمرنا کے مقام پر یونان کے خلاف جہاد میں حصہ لیا جبکہ ابوالوفا حضرت صدیق احمدؒ کی تحقیق کے مطابق حضرت خواجہؒ نے رامپور سے مستعفی ہونے (1884ء) کے بعد

Marfat.com

جلد ہی تلاشِ شیخ میں ترکی کا سفر کیا اور (حضرت توکل شاہ انبالوی ؒ سے بیعت ہونے یعنی دسمبر 1886ء/ربیع الثانی 1304ھ سے قبل) جہاد میں شریک ہوئے۔

جس جنگ کا ذکر پروفیسر صاحب نے کیا ہے یہ لمبی جنگ تھی اور دونوں فاضل حضرات کے بیان کردہ عرصہ میں جاری تھی۔ میرا گمان یہ ہے کہ حضرت انبالوی ؒ سے تربیت کے بعد وہ ملازمت، عہدے اور تنخواہ وغیرہ سے مکمل طور پر بے نیاز ہو چکے تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ سے حسبِ ضرورت رزق لینے پر دسترس حاصل ہو چکی تھی۔ (ذکرِ محبوب، اشاعت 1999ء، صفحہ 102)

ان حقائق کی روشنی میں میرا خیال ہے کہ حضرت خواجہ ؒ نے دو سفر اختیار کیے۔ شیخ کی تلاش میں انہوں نے پہلا سفر 1884ء سے 1886ء کے درمیان کیا جس میں افغانستان، ترکی، ایران (بسطام، خرقان، مشہد) وغیرہ تشریف لے گئے۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ اسی سفر کے دوران آپ ؒ نے افواجِ ترکی میں شمولیت اختیار کی جس کا تذکرہ پروفیسر سید کبیر احمد مظہر ؒ نے کیا ہے۔ دوسرا سفر اپنے مرشد حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال 1897ء کے بعد کیا جس میں آپ ؒ سمندر کے راستے ممبئی اور بصرہ کے راستے بغداد شریف تک تشریف لے گئے اور وہاں دو سال قیام کیا۔ اس سفر میں بغداد شریف سے واپسی پر آپ دوبارہ ترکی میں رکے جہاں آپ ؒ کی ملاقات سلطانِ ترکی (عبدالحمید ثانی عرصۂ حکومت 1876ء/1293ھ تا 1909ء/1327ھ) سے ہوئی جنہوں نے حضرت خواجہ ؒ کو استنبول میں مستقل سکونت کی پیشکش کی جو آپ ؒ نے قبول کر لی۔ لیکن بعد میں حضرت توکل شاہ ؒ انبالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خواب میں دیے گئے حکم کی بجا آوری کے نتیجہ میں قیامِ استنبول کا ارادہ منسوخ کر دیا۔ ترکی سے واپسی پر آپ مرو، تاشقند، بخارا، بھی تشریف لے گئے اور وہاں بھی اپنے خلفاء مقرر فرمائے (ذکرِ محبوب، اشاعت 1999ء، صفحہ 111)

ظاہر ہے آپ نے ان ممالک میں لوگوں کو خلافت اسی وقت دی ہو گی جب خود صاحب اجازت ہوئے ہوں گے یعنی اپنے دوسرے سفرِ بغداد میں۔ اسی سفر میں واپسی پر آپ گولڑہ شریف میں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 10 مئی 1937ء/28 صفر المظفر 1356ھ) کے ہاں قیام پذیر ہوئے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کا خرقہ حاصل کیا۔ اللہ و رسولہ اعلم

.... اختتامِ نوٹ ....

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 4

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک نایاب فتویٰ

سوال: اس مسئلہ میں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین کیا فرماتے ہیں (کہ) ایک عالم جو کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرتا ہے خواہ عذر کے ساتھ، خواہ بغیر عذر کے، شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس آیت یا حدیث سے ثبوت ہے؟ بَیِّنُوْا وَتُوْجِرُوْا [ترجمہ: اگر جواب پائیں تو واضح فرمادیں۔]

آغاز نوٹ..............................

[نوٹ: سائل کے ذہن میں یہ خلش ہے کہ آیت الکرسی میں لفظ کرسی اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے لہٰذا بندوں کے لیے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ الطاف]

اختتام نوٹ..............................

الجواب: آیت یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض

[ترجمہ از الطاف: اُس کی (اللہ تعالیٰ کی) کرسی آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔]

تفسیر مدارک (سے شرح)

اَیْ عِلْمُهٗ۔ وَمِنْهُ: الكراسة لتضمنها الْعِلْمُ وَالْكُرَاسِیُّ الْعُلَمَاء وَسُمِّیَ الْعِلْم کُرْسِیًّا تَسْمِیَةً بِمَکَانِهِ الَّذِیْ هُوَ کُرْسِی الْعَالِمِ وَهُوَ کَقَوْلِهٖ تَعَالیٰ: رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا۔ اَوْ ملکه تَسْمِیَةً بِمَکَانِهِ الَّذِیْ هُوَ کُرْسِی الملك اَوْ عَرْشُهٗ کَذَا عَنِ الْحَسَنِ (البصری) اَوْ هُوَ سَرِیْرٌ دُوْنَ الْعَرْشِ فِی الْحَدِیْثِ: مَا السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ فِیْ

Marfat.com

الْكُرْسِيِّ اِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ بِفَلَاةٍ

[ترجمہ از پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ: كُرْسِيُّهٗ (اُس کی کرسی) سے مراد عِلْمُهٗ (اس کا علم) ہے۔ چنانچہ لفظ الكراسة (کتابچہ، نوٹ بک، ایک جلد میں اوپر نیچے رکھے ہوئے اوراق) جو کراسی سے مشتق ہے، علم پر مشتمل ہوتا ہے اور (کرسی کی جمع) کراسی علماء کو کہا جاتا ہے۔ علم کو کرسی کا نام اس جگہ کے نام پر دیا گیا ہے جو عالم کی کرسی (جائے نشست) ہے جبکہ علم اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مثل ہے: اے ہمارے پروردگار! تو نے رحمت اور علم سے ہر چیز کو گھیر لیا ہے۔ یا كرسی الملك (بادشاہ کی جائے نشست) کی رعایت سے كُرْسِيُّهٗ کا مطلب ملكه (اس کی حکومت) ہے۔ یا بروایت حضرت امام حسن بصریؒ عَرْشُهٗ (اس کا عرش) ہے یا پھر كُرْسِيُّهٗ (اس کی کرسی) سے مراد عرش کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً سریر (چارپائی) وغیرہ ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے: ساتوں آسمان کرسی میں محض ایک انگوٹھی کی مانند ہیں جو ایک وسیع بیابان میں پڑی ہوئی ہو۔]

یہ آیت (آیت الکرسی) تو متشابہات میں سے ہے۔(*)

.... آغاز نوٹ ....

(*) صاحب مدارک نے اپنی تفسیر میں کرسی کے چار تاویلی معنیٰ بتائے ہیں: یعنی علم، حکومت، عرش، عرش کے علاوہ کوئی چیز مثلاً چارپائی وغیرہ چنانچہ اس کا متشابہات میں سے ہونا واضح ہوگیا۔ پروفیسر کبیر احمد مظہر]

.... اختتام نوٹ ....

اگر (اس آیت میں لفظ کرسی کو) اللہ تعالیٰ کی صفت (العلم کی بنا پر کرسی العلم)

Marfat.com

کہو تو بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور اگر (صفت الحکومۃ کی بنا پر) کرسی (حکومت) کہو تو بھی (درست ہے۔) مگر ہمیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مل گئی ہے تو ہمیں تاویل کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہ حدیث شریف صحیح مسلم جلد اول؛ مطبع مجتبائی دہلی؛ بمع شرح نووی، کتاب الجمعہ میں 287 صفحہ 13 ویں سطر میں (یوں) مسطور ہے:

وحدثنا شیبان بن فروخ حدثنا سلیمان بن مغیرہ قال حدثنا حمید بن ھلال قال قال ابو رفاعۃ انتھیت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یخطب قال فقلت یا رسول اللہ رجل غریب جاء یسئل عن دینہ لا یدری ما دینہ قال فاقبل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وترک خطبتہ حتی انتھی الیّ فاتی بکرسی حسبت قوائمہ حدیدًا قال فقعد علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعل یعلمنی مما علمہ اللہ ثم اتی خطبتہ فاتم آخرھا

[ترجمہ: ابورفاعہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس (اس وقت) پہنچا جبکہ آپ خطبہ دے رہے تھے۔ ابورفاعہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ پردیسی آیا ہے اور وہ اپنے دین سے متعلق سوال کرتا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے۔ ابورفاعہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ چھوڑ دیا اور میری طرف چل پڑے یہاں تک کہ میرے پاس پہنچ گئے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے) کرسی لائی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ ابورفاعہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اس چیز سے سکھلانا شروع ہوئے (جو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے سکھلایا تھا۔ پھر آپ ﷺ اپنے خطبے کی جانب لوٹے اور اپنا خطبہ مکمل کیا۔]

(شرح الحدیث من) النووی: قولہ: رجل غریب یسئل عن دینہ لا یدری ما دینہ فیہ استحباب تلطف السائل فی عبارتہ وسوالہ العالم وفیہ تواضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورفقہ بالمسلمین وشفقتہ علیہم وخفض جناحہ لہم وفیہ المبادرۃ الی جواب المستفتی و تقدیم اھم الامور فاھمھا ولعلہ کان سال عن الایمان و قواعدہ المھمۃ وقد اتفق العلماء علی ان من جاء یسئل عن الایمان و کیفیۃ الدخول فی الاسلام وجب اجابتہ وتعلیمہ علی الفور وقعودہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الکرسی لیسمع الباقون کلامہ ویروا شخصہ الکریم ویقال کرسی بضم الکاف و کرسھا والضم اشھر

[ترجمہ از سید کبیر احمد مظہر: (امام نووی ؒ کی شرحِ حدیث) راوی کا قول ہے: ''ایک پردیسی آدمی اپنے دین کے بارے میں سوال کرتا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے؟'' اس میں کسی عالم دین سے سوال کرتے وقت سائل کی گفتگو میں اس کے لطافتِ کلام کو استحباب کا درجہ دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اس قول میں حضرت نبی ﷺ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے اپنے آپ کو پست کرنا واضح کیا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ سائل نے ایمان اور اس کے اہم قواعد کے بارے میں پوچھا ہو۔ چنانچہ تمام علما کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی شخص راہِ ایمان دریافت کرنے یا اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ پوچھنے آئے تو اس کو فوری طور پر جواب دینا اور سکھانا واجب ہے۔ حضور ﷺ کا کرسی پر بیٹھنا اس لیے ہے تا کہ باقی لوگ آپ ﷺ کا کلام سن لیں۔ کرسی ''کاف'' کے

Marfat.com

ضمہ (پیش) اور کسرہ (زیر) دونوں سے ہے مگر ضمہ زیادہ مشہور ہے۔]

وهكذا جاء فى (صحيح) البخارى فى الجزء الاول (المطبوع) فى مطبع دار الكتب العربيه الكبرى على نفقة اصحابها المصطفى البابى الحلبى و اخويه بكرى و عيسى بمصر فى صفحة ماة وتسعون وثلثة فى السطر العشرين (فى كتاب المناسك) فى كسوة الكعبة

[ترجمہ: اور اسی طرح صحیح بخاری کے الجز الاول میں بھی آیا ہے جو کہ مطبع دار الکتب العربیہ الکبری نے اپنی پوری ٹیم اور مصطفیٰ البابی الحلبی اور ان کے بھائی بکری اور عیسی مصری کے زیر اہتمام شائع کیا ہے اس کے صفحہ ایک سوترانوے (193) کی بیسویں سطر میں جو کہ کتاب المناسک فی کسوۃ الکعبۃ کے تحت ہے لکھا ہے۔]

حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا سفيان قال حدثنا واصل الاحدب عن ابى وائل قال جئت الى الشيبة ح وحدثنا قبيصة قال حدثنا سفيان عن واصل عن ابى وائل قال جلست مع شيبة على الكرسى فى الكعبة فقال لقد جلس هذا المجلس عمر رضى الله عنه فقال لقد هممت ان لا اداع فيها صفراء ولا بيضاء الا قسمته قلت ان صاحبيك لم يفعلا۔ قال هما المرء ان اقتدى بهما

[ترجمہ: امام بخاری بیان کرتے ہیں: ہمیں عبد اللہ بن عبد الوہاب نے حدیث بیان کی۔ عبد اللہ بن عبد الوہاب کہتے ہیں: ہمیں خالد بن حارث نے حدیث بیان کی۔ خالد بن حارث کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی۔ سفیان کہتے ہیں: واصل ابی وائل سے روایت کرتے ہیں:

ابی وائل بیان کرتے ہیں کہ میں کعبہ کے بیچ شیبہ کے ساتھ کرسی پر بیٹھا۔ پس (شیبہ

Marfat.com

نے) کہا کہ اسی جگہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بھی) بیٹھے تھے ۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یقیناً میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں زرد (سونا) اور سفید (چاندی) کو (کعبہ میں) بانٹوں (گا ۔) میں نے کہا کہ تحقیق تیرے دونوں صاحبوں نے (کچھ ایسا غلط) نہیں کیا ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ دونوں مرد ایسے ہیں کہ ان کی اقتدا کی جائے ۔ اِن دونوں سے (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی) مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔]

وفیھما (ماء جاء) فی الباب فترۃ الوحی فی الصفحۃ الرابعۃ والسطر الثالث: قال عن ابن شھاب واخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمٰن ان جابر بن عبداللہ الانصاری قال وھو یحدث عن فترۃ الوحی فقال فی حدیثہ بینا انا امشی اذ سمعت صوتا من السماء فرفعت بصری فاذا الملك الذی جاء نی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض فرعبت منہ فرجعت فقلت زملونی زملونی، فانزل اللہ تعالیٰ: یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ : الی قولہ والرجز فاھجر فحمی الوحی۔ وتتابع تابعہ عبداللہ بن یوسف و ابو صالح و تابعہ ھلال بن ردّاد عن الزھری وقال یونس ومعمر بوادرہ

[ترجمہ: اور ان دونوں میں (جو آیا ہے) باب فترۃ الوحی صفحہ نمبر 4 سطر نمبر 3 ابن شہاب روایت کرتے ہیں: مجھے ابوسلمۃ بن عبد الرحمٰن نے خبر دی ۔ کہ جابر بن عبداللہ الانصاری فرماتے ہیں: تحقیق جابر بن عبداللہ انصاری وحی کے (دوبارہ) شروع ہونے کی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ ایک دن میں جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی ۔ میں نے اپنی آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا ۔ اچانک مجھے زمین

Marfat.com

اور آسمان کے درمیان وہی فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا (نظر آیا) جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ پس میں اس سے خوف زدہ ہوا (اور) میں اپنے گھر کی طرف لوٹا۔ میں نے (گھر والوں سے) کہا کہ مجھے کمبل اڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المدثر نازل کی: یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ: [ترجمہ: اے چادر اوڑھنے والے (حبیب) اٹھیں اور (لوگوں کو اللہ کا) ڈر سنائیں] الی قولہ والرجز فاھجر

اس آیت شریفہ (آیت الکرسی) اور ان (مذکورہ) حدیثوں سے ثابت اور ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بھی کرسی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور (آپ کے) اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور (حضرت) جبرائیل علیہ السلام، سب کرسی پر بیٹھے ہیں اور (حضرت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کرسی پر بیٹھ کر وعظ بھی کیا ہے اور علماء کو کراسی (واحد کرسی) پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت کرنا سب جائز اور سنت کا ثواب ادا (حاصل) کرنے کا (باعث) ہے۔ اور جو شخص (اس کا) انکار کرے گویا کہ اس نے (آیت الکرسی کا اور مذکورہ احادیث نبویہ ﷺ کا) انکار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل کو برا جانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے فعل کو برا جانا اور یہ ہی اس کے بے ایمان ہونے کی دلیل کافی ہے۔

فقط

کتبہ خادم شریعت ابو نعیم عبد الرحیم شاگردِ رشید

مولانا مفتی محبوب عالم سیدوی

مہر فتویٰ

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 5

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے چند تبرکات کی تصاویر

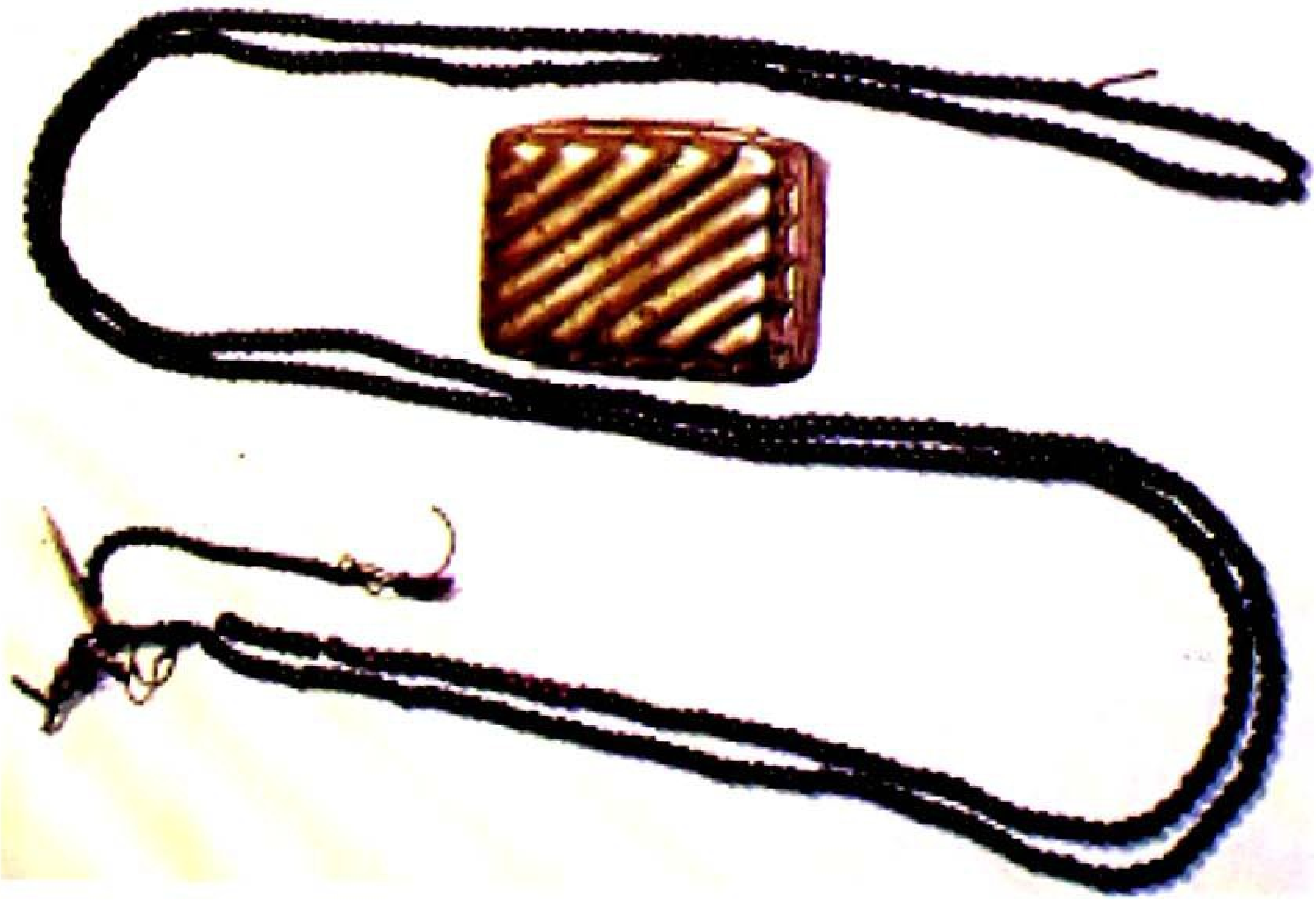

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 6

ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ

سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا شجرۂ نسب

(1) سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ (2) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(3) سیدنا علی المعروف امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

(4) امام زادہ زید شہید رحمۃ اللہ علیہ (5) سید شاہ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

(6) سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ (7) سید علی شہید عراقی رحمۃ اللہ علیہ

(8) سید محمد عراقی رحمۃ اللہ علیہ (9) سید علی شاہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ

(10) سید عمر رحمۃ اللہ علیہ (11) سید شامران عرف زید رحمۃ اللہ علیہ

(12) سید حسن رحمۃ اللہ علیہ (13) سید حسین رحمۃ اللہ علیہ

(14) سید یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (15) سید داؤد رحمۃ اللہ علیہ

(16) سید ابوالفرح واسطی رحمۃ اللہ علیہ (17) سید ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ

(18) سید داؤد شاہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ (19) سید زید شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(20) سید مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ (21) سید علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(22) سید حسین بزرگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ (23) سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ

(24) سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ (25) سید حسین رحمۃ اللہ علیہ

(26) سید داؤد بزرگ رحمۃ اللہ علیہ (27) سید میراں رحمۃ اللہ علیہ

(28) سید محمد رحمۃ اللہ علیہ (29) سید یوسف رحمۃ اللہ علیہ

(30) سید جعفر عرف حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ (31) سید نصرۃ الدین رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

(32) سید شاہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ
(33) سید علیم الدین رحمۃ اللہ علیہ
(34) سید بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ
(35) سید محمد اسحاق شاہ رحمۃ اللہ علیہ
(36) سید محمد طاہر شاہ رحمۃ اللہ علیہ
(37) سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
(38) سید ہدائت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
(39) سید درگاہی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
(40) سید قمبر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
(41) سید علی بخش رحمۃ اللہ علیہ
(42) سید نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ
(43) سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(44) سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ علیہا

............................آغاز نوٹ............................

نوٹ: سیدہ بشیر النساء بیگم کے بھائی سید محمود اخترؒ (متوفی 7 فروری 1970ء / 30 ذیقعد 1389ھ / ہفتہ) کے تین بیٹے ہوئے:

سید معصوم علی شاہ، ولادت 1926ء؛ متوفی 12 مئی 1982ء / 17 رجب المرجب 1402ھ

سید منظور حسین شاہ، متوفی 6 فروری 2013ء / 22 ربیع الاول 1434ھ

سید ظہور حسین شاہ، متوفی 13 دسمبر 2010ء / 7 محرم الحرام 1432ء رات 11 بجے

سید ظہور حسین زیدی کی بڑی صاحبزادی سیدہ حنا فاطمہ (ولادت 9 اپریل 1986ء) کی شادی میرے برادر کلاں صاحبزادہ محمد احمد ہاشمیؒ (متوفی 27 اپریل 2014ء / 28 جمادی الثانی 1434ھ) کے چھوٹے صاحبزادے بلال احمد سے ہوئی۔

............................اختتام نوٹ............................

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 7

پروفیسر سید کبیر احمد مظہرؒ اپنے انتقال، 17 نومبر 2009ء/ 29 ذیقعدہ 1430ھ، سے چند ہفتے قبل اسلام آباد تشریف لائے اور بلیو ایریا کے کسی ہوٹل میں قیام پذیر ہوئے۔ اُنہوں نے ایک دوپہر مجھے اور میری رفیقہ حیات کو ہوٹل میں کھانے پر مدعو کیا۔ کھانے کے دوران فرمانے لگے: آپ کے چچا صاحب کا نام اُن کے والد ماجد خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''شیر عالم'' رکھا۔ ماموں جان (شیر عالمؒ) کو جادو سیکھنے کا شوق لاحق ہو گیا جس کے لیے کراچی میں کسی عامل سے ملے۔ اُس عامل نے ماموں جان سے کہا کہ آپ کا نام جادو سیکھنے کے لیے موزوں نہیں ہے، آپ اپنا نام ''مشیر عالم'' رکھیں تب آپ جادو سیکھ سکیں گے۔ لہٰذا اُنہوں نے اپنا نام شیر عالم سے تبدیل کر کے مشیر عالم رکھ لیا۔

میں نے عرض کیا: بھائی جان! جادوگر بے ایمان ہوتا ہے؟

اُنہوں نے مثبت میں سر ہلا کر تصدیق کی۔

میں نے کہا: آپ نے اپنی کتاب ''خواجہ محبوب عالمؒ ...... احوال و آثار (اشاعت اول 2005ء)'' میں ہر جگہ چاچاجی کے نام کے ساتھ ''رحمۃ اللہ علیہ'' لکھا ہے۔ کیا جادوگر کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہے؟

وہ خاموش رہے۔

میں نے اپنی عرضداشت جاری رکھتے ہوئے کہا: کتاب میں رحمۃ اللہ علیہ لکھنا نادرست تھا یا نام کا یہ پس منظر؟ آپ بتائیں دونوں میں سے کون سی بات جھوٹ ہے؟

اُن پہ سکوط طاری ہو گیا جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

Marfat.com

میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہمارے بیچ ایسے لوگ آجاتے ہیں جو ہماری کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے ہماری نفرتوں اور محبتوں سے کھیلتے ہیں اور ہم بادشاہوں کی طرح انہیں مان لیتے ہیں۔ غالباً ایسے ہی کسی ''مہربان'' کی سوچ میرے والد گرامی کے نام کے متعلق پیدا ہوئی ہو گی۔ ویسے نام تبدیل کرنے پر کوئی شرعی، قانونی یا اخلاقی ممانعت ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو ہمیں اسے ایشو بنا کر پیش کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 8

سی حرفی در فراق والدین از صاحبزادی صالح بی بی

الف

اک دن بیٹھیاں یاد آیا، بادشاہی ویلا میرے دل اندر
دساں حال میں درد فراق والا، ایہہ پر طاقت نئیں اتنی زبان اندر
کسے ہور دی گل کوئی ہور ہووے، تاں وی مک جائے تھوڑی بات اندر
ایہہ پر ماپیاں دا قصہ نئیں مکدا، بھانویں عمر لائیے ساری زور اندر

ب

بیٹھیاں ای اچن چیت مینوں، کسے موت سنہیوڑا آن دتا
مائی صاحبہ (1) اج رضا ہو گئے، فانی دنیا توں کوچ رواں کیتا
سُندیاں سار ہویا دھندوکار مینوں، ہائے اکھیاں دا نور بند کیتا
باہجوں ماپیاں دِسّے غبار ہر جا، میں تے خود ازما کے آکھ دتا

آغاز حاشیہ

(1) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی اہلیہ محترمہ آمنہ بی بی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا (متوفیہ 1939ء) جو شاعرہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

اختتام حاشیہ

ت

تاہنگ دل دی رہ گئی دِلے اندر، جاندی وار وی پُت ناں کول ہویا
عمر گذر گئی درد فراق اندر، شکل ویکھنا نئیں نصیب ہویا
ماواں بہت پیارڑے پُت ہوندے، ایہہ پر موت دا نئیں ادھار ہویا
حالوں حال رُوواں حال حال کر کے، ساڈا تخت تے راج رواں ہویا

Marfat.com

ث

ثابتی تھیں اُٹھ کے ٹر پیاں، دِلوں آکھنی آں شالا کُوڑ ہووے
جدوں جاواں تے اُٹھ کے ملن اگوں، سب دکھڑا دِلے دا دور ہووے
اینویں دِل نوں دینی آں دلیریاں پئی، شالا کُوڑ ہووے
ایہہ پر ایڈے نصیب کد ہوون چنگے، موت آئی ہوئی کدوں دور ہووے

ج

جدوں میں جا کے ویکھنی ہاں دھندوکار غبار سیدا شہر لوکو
ڈھٹے بھین بھرا گرلانودے پیئے، نالے روون مرید زار زار لوکو
اوس ویلے دا ذکر میں کی لکھاں، غشاں پیندیاں تے برے حال لوکو
ماپیاں باجھ تسلڑی کویں ہووے، اکھ سُتے تے مٹھڑی نیند لوکو

ح

حال تھیں ہو بے حال گیّاں، مینوں اُٹھ کے تے گل لا مائے
ماںواں کنڈے دی پیڑ ناں سہندیاں نیں، کہڑی گل توں ہوئیں ناراض مائے
دھیاں آون تے ماںواں ناں ہون اگے، کدوں دِلے دا لہندڑا چا مائے
ماںواں باجھ سب کُوڑ بہانڑے نیں، کہہ گئے نیں سچ دانا مائے

خ

خوش ہوندے آہو ویکھ سانوں، وانگوں پھل گلاب دے کھڑ مائے
میرے آون دی خبر نئیں ہوئی، تُساں نئیں دتڑا اُٹھ پیار مائے
ماںواں دھیاں دیاں گلاں ہور ہوون، جگوں وکھریاں تے رس دار مائے
بس صالح ہُن ناں رو بوہتا، ساری عمر رونا کر کر یاد مائے

Marfat.com

د

درد اساں نوں باپ والے، کیتا جمدیاں چا یتیم لوکو
مائی ساڈی نے سرے تے دکھ جھلّے، سانوں آون ناں دتڑی بین لوکو
ایہہ پر برے نصیب جد ہوون ساڈے، نئیں چلدی کوئی تدبیر لوکو
اَج سُنجڑے محل مکان دِسن کس گل دی کراں تسکین لوکو

ذ

ذرا ناں زور مَیں نال موتے، ساڈا روون دے نال وِہار بنیاں
زندیاں ماپیاں اینویں معلوم ہووے، جیویں تخت دا میں سلطان بنیاں
مانواں باجھ ہے جیون حرام لوکو، کوئی ہور ناہیں ایسا ساک بنیاں
اَڑیو دَسّو نی میں ہن کی کراں، بنا مانواں دے کدی کوئی سنگ بنیاں

ر

رات پَے گئی راتو رات کالی، دن چڑھیا غماں دا آن سَیّو
ڈوہنگا زخم کلیجے دے وچ لگّا، کس مرہم لگاونی آن سَیّو
قدردان سُتّے وِچ جا قبراں، بناں ماپیاں قدر ناں کار سَیّو
پھراں بھونڈری وانگ دیوانیاں دے، خالی ویکھ کے محل مکان سَیّو

ز

زاریاں کردیاں رہن اکھیں، ہویا وانگ وسار دے رنگ میرا
ہوئی ناں امید مینوں زندگی توں، نئیں جیونے دا کوئی ڈھنگ میرا
رووواں فجر تے شام سہیلیو نی، ہویا مَندڑا حال ہُن تنگ میرا
نئیں اوندا چین ہُن کی کراں، تَن اُڈیا وانگ پتنگ میرا

Marfat.com

س

سکھ آرام تے چین میرے، اک پل وِچ خراب ہو گئے
جیہڑے سکھ آرام مَیں ویکھدی ساں، اِک گھڑی دے وِچ ہوا ہو گئے
مانواں باغ بہار بہشت میوہ، سچی گل دانا فرما گئے
سانوں روندیاں چھڈ کے وِچ دنیا، اج آپ تے ہو جدا گئے

ش

شالا کیوں ناں افسوس ہووے، جدوں مانواں دنیا توں ٹُر جاون
دھیاں واسطے راج ہے بدل جاندا، بھانویں لکھ روپیاں دے کول ہوون
سونا چاندی ہووے بھانویں پاوَنڑنے نوں، بناں ماپیاں بھوہ دے مول ہوون
مَنگ پِن کے کھانا منظور سئیو، ایہہ پر ماپے زندے شالا کول ہوون

ص

صد افسوس میں وار گھتی، جاندی وار میں ناں پاس ہوئی
اچن چیت چا موت نے گھیریا ای، نئیں کیتی میں دِلے دی بات کوئی
ایس دُکھ دا دِلے وچ گھا ڈاہڈا، منگی موت ناں دے خدا کوئی
بس رون دے باجھ ہُن زور کاہدا، بناں صبروں ہور ناں زور کوئی

ض

ضرب کلیجے دے وِچ لگے، ویلے رونقاں دے جدوں یاد آون
دن خوشیاں دے وِچ گذر جاندا، راتاں سون دے وِچ وِہا جاون
جیہڑے ماواں دے نال دن گذرن، اوہ تاں وِچ بہشتاں وی ناں آون
سچ مُچ سئیو کوئی گل وکھری، نال ماپیاں دکھ ونڈی جاون

Marfat.com

ط

طور کھڑے کتھے جا مِلماں، تساں اوپرا شہر جا ملیا ای
جتھے گیاں ناں کدے کوئی پرتیا ای، ناں کوئی سکھ سنیہوڑا گھلیا ای
مینوں ایس وچھوڑے تے چُور کیتا، دکھاں نال کلیجڑا سَلیا ای
قلم لکھنوں مجبور ہو گئی، کاغذ نال وچھوڑیاں جَلیا ای

ظ

ظاہرا جیوندی جاپنی ہاں، وچوں غماں دتی میں بیزار لوکو
مائی باپ ایسے جہندے لَد جاون، اوہدا جیونا بہت بیکار لوکو
لہندے چڑھدے نور کھنڈا کے تے، کر گئے نے ابر بہار لوکو
بس صالح صبر دا گھٹ بھر لے، بناں صبروں نئیں کوئی کار لوکو

ع

عاشقاں نوں کدوں نیند آوے، محرم راز دل دے جدوں چھپ جاون
اُتوں چپ کر کے اندروں گھٹ کر کے، راتاں وِچ فراق وِہا جاون
دسو سَیّو نی کوئی طبیب ایسا، میری گُجھڑی مرض ونجا جاون
سب جھوٹھ تے موٹھ حکیم سارے، بناں ماپیاں کدوں علاج ہوون

غ

غور کر کے کوئی گل نئیں سندا، اساں عاجزاں درد رنجانیاں دی
محرم راز دل دے گئے چھپ دھرتی، کون سندا گل دیوانیاں دی
پھراں مچھلی وانگ تڑفدی میں، جیویں حالت بُھنیاں دانیاں دی
گل جھٹ تے پٹ ہو اُلٹ جاندی، مویاں ماپیاں راجیاں رانیاں دی

Marfat.com

ف

فکراں نے مات ہلاک کیتا، میری کون سنے فریاد، اللہ
سجن جا چھپے وچ قبراں دے، دل وچ سی جنہاں دا چا، اللہ
حرص ماپیاں دی دل نوں خوش رکھدی، جیویں پھل گلاب حنا، اللہ
بناں حرصوں جیون محال اوکھا، مار سٹیا عبث جدا، اللہ

ق

قدر وچھوڑے دا دھیاں جانن، لوکی گل دا الٹ بنا لیندے
آکھن طمع دے واسطے روندیاں نے، ماپے وین دا ڈھنگ بنالیندے
کملے اصلی گل ناں سوچدے نیں، نرے دھیاں نوں ماں تے مان ہوندے
کوئی چیز لیاں عمر لنگدی نئیں، ایہہ تے دھیاں دے دل پر چان دیندے

ک

کی کر جیواں، کیوں ناں یاد آون، سوہنے مکھڑے چن مہتاب والے
میریاں حالاں تے کملے رہن سدا، دن رات میرے سکھ چاہن والے
جدوں رات معراج دی یاد آوے، منبر چڑھ کے وعظ سنان والے
ہور کس ویلے منا لیاواں، باجھوں پیر انبالوی شاہؒ والے

ل

لہو وی بدن وچوں سُک گیا، باقی ہڈیاں زخمی ہو گیاں
رو رو کے نیر نکھُٹ گئے، میریاں اکھیاں ہو کمزور گیاں
سجن ڈھونڈدی بھالدی تھک پئی آں، ایسے غم توں ہو بیمار گئی آں
برا حال میرا اللہ پاک جانے، نال غماں دے سخت لاچار ہوئی آں

Marfat.com

م

مرض اولڑی لگ گئی، جس مرض دا کوئی علاج ناہیں
ماپے مر جاون جگر سڑ جاون، اصلی جیون دا کوئی سواد ناہیں
ماپیاں دا روگ فراق بھارا، خون پی کے وی ہووے خوش ناہیں
ایہہ پر زندگی دے دن بہت مشکل، وانگ وحشیاں پھراں، کوئی حال ناہیں

ن

نت میں دل پر جان بدلے، پھراں جنگلاں وِچ خراب ہوندی
کدی ہسنی ہاں، کدی رونی ہاں، کدی ہو حیران میں بہہ رہندی
کدی وِچ نماز دے ہو مشغول، کدی پھول قرآن میں بہہ رہندی
بس صالح موئے نئیں آئے کدی، اینویں جان توں اپنی کھوئی جاندی

و

واسطہ رب دا قاصدا وے، میرا سنیہوڑا لے جانویں
مائی باپ دے روضے تے جا کے، میرا ادب تھیں پہلے سلام دیویں
بعد اُس تھیں دکھڑا پھول میرا، رو رو کے حال سناویں
اکھیں وِچ فراق دے بابلا وے مر مکی آں، آن دیدار دیویں

ہ

ہور سارا جگ خوش وسدا، میرے بھاء دا جگ ویران دِسے
چن چوہدویں دا بھاویں نت چڑھے، مینوں سجناں باجھ ہنیر دِسے
ایسے غم اُٹھن ہولناک مینوں، پیا جاپدا جیون محال دِسے
خواباں وِچ وی ایہو تدبیر سوچاں، کوئی سجناں دا مینوں حال دِسے

Marfat.com

لا

لکھ وے شاعرا اج حال میرا، مندڑے دن رات ہن گزارنا
میرے اَگّے ای زخم رِسدے نیں، ناں ہور مینوں بیمار کرنا
سجن رنگ رنگیلڑے لَد گئے خوشی نال سی جنہاندے دم بھرنا
ہائے موت مریلی نیں کھوہ لیا، میرے جیونے دا کس چا کرنا

الف

ایہہ دکھ برا فراق والا شالا کسے دے مول ناں پیش آوے
حال وحشیاں وانگ بنا کے تے، الٹے تیر جدائیاں دے لا دیوے
حالت بدل جاندی چنگیاں بھلیاں دی، ایہہ تاں مندڑے حال بنا دیوے
کراں دعا سئیو رب دشمناں دے وی ناں بھا پاوے

ء

آہیں میریاں سن کے کاغذاں نے، کس طرح وِچ سما لیّاں
کیوں ناں جل کے کاغذ ہو گیا کولے، کیوں ناں صفحیاں سطراں بنا لیّاں
میرے درد فراق دے سوز سن کے، کیوں ناں اکھیاں نیر چلا لیّاں
ہائے کاتباں دے کیڈے دِل پکے، لکھ لکھ کے کانیاں لا لیّاں

ی

یاد خدا دا نام لَے کے، ہُن ذکر میں ایتھے مکاونی ہاں
پنڈی لالہ وِچ مکان میرا، حال لائلپور (1) پئی سناونی ہاں
دنیا ٹھگ بازار وپار جھوٹھے، نام رب دا پئی وِہاونی ہاں
ضلع وِچ گجرات (2) ہے پنڈ سیدا، پھالیے دی تحصیل سداونی ہاں

Marfat.com

بس مسکین نے ذکر ہن ختم کیتا، پڑھ کلمہ آکھ سناونی ہاں

..........................آغاز حاشیہ..........................

(1)موجودہ فیصل آباد

(2)اب ضلع منڈی بہاؤالدین میں

..........................اختتام حاشیہ..........................

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 9

ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی تحقیق

میرے لیے یہ مضمون کچھ اہمیت کا حامل نہیں تھا لیکن ایک واقعہ نے اس پر قلم اٹھانے کی ضرورت پیدا کر دی۔

2002ء کا دور تھا جب میرے برادرِ مکرم محمد احمد ہاشمی" کا بائی پاس ہوا اور وہ اُن دنوں میرے ہاں واہ کینٹ میں قیام پذیر تھے۔ میرے چچا حضرت شیر عالم" کے بڑے صاحبزادے محمود خورشید عالم (تعارف 4.11.2 پر) اپنی اہلیہ محترمہ سیمی رحمٰن مرحومہ کے ہمراہ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ اس نشست میں انہوں نے میرے والدِ گرامی کے نام کے متعلق فرمایا کہ "اُن کا نام اُن کے والد گرامی خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "صدیق عالم" رکھا تھا لیکن انہوں نے (یعنی حضرت صدیق احمد" نے) اپنے بھائی صاحبزادہ شیر عالم" (تعارف 4.6 اور 4.11 پر) سے اظہارِ نفرت کے نتیجے میں اپنا نام تبدیل کر کے "صدیق احمد" رکھ لیا۔"

میرے لیے یہ بات نئی اور حیرت انگیز تھی کیونکہ میں پینتالیس (45) برس کی عمر تک پہنچ چکا تھا مگر یہ بات کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔ میں سوچ میں پڑ گیا اور بجائے ناراض ہونے کے تحقیق کرنے کے طور پر پوچھا "آپ کی معلومات کے مطابق انہوں نے اپنا نام کس عرصہ میں تبدیل کیا؟" صاحبزادہ محمود خورشید عالم نے خاصی دیر سوچا اور بولے کہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد۔ میں نے اُن سے یقین دہانی چاہی کہ واقعی یہ دیوبند سے فراغت کے بعد ہی کی بات ہے۔ انہوں نے نہایت اعتماد کے ساتھ یقین دہانی کرائی۔ میرے پاس والد ماجد ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

Marfat.com

دارالعلوم دیوبند کی سند رکھی تھی، میں اٹھالایا جس پر نام صدیق احمد بن محبوب عالم لکھا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر دیوبند سے فراغت کے بعد نام تبدیل کیا گیا ہوتا تو اِس سند پر نام صدیق عالم ہونا چاہیے تھا نہ کہ صدیق احمد۔ اس پر بھائی جان خورشید عالم خاموش ہو گئے۔

[سند کا عکس ضمیمہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں۔]

کچھ عرصہ گذرا تو مجھے اباجی کے وہ نوٹس مل گئے جو انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث کے دوران 1936ء /1355ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت سے ایک سال قبل لکھے تھے۔ اُن میں ایک جگہ یہ تحریر نظر پڑی جو اس طرح ہے:

[قلمی کتاب کے صفحہ 89 پر مندرجہ ذیل عبارت موجود ہے۔

''قد تمت بتوفیق اللہ تعالیٰ تقریر کتاب الطہارۃ للترمذی فی شہر ربیع الثانی من سلخ الرابع ۱۳۵۵ یوم الخمیس وقت العشاء

کتبہٗ حقیر العباد صدیق احمد گجراتی متعلم دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور'']

[نوٹ: اس تحریر کا عکس ضمیمہ نمبر 11 پر دکھایا گیا ہے۔]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام مبارک ان کے والد مکرم خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرشد کریم حضرت توکل شاہ انبالوی ؒ کی وصیت کے مطابق صدیق احمد ہی رکھا تھا۔

اس وضاحت کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ ممکن ہے مستقبل میں کوئی صاحب اس طرح کی بات کریں تو ہماری اُس وقت کی نسل کو اصل صورتِ حال سے واقفیت ہو۔

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 10

ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دارالعلوم دیوبند کی سند کا عکس

ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دارالعلوم دیوبند کی سند کا عکس

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 11

ابوالوفاصدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نوٹس کی عبارت کا عکس

[illegible]

باقی سے تطہیر کرنے کا حکم ہی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ایک طریقہ اختیار کرنے سے حصر لازم نہیں
آتا دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور نے تعلیماً فرمایا ہے قولہ انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین
مبعوث تو صرف انبیاء کرام و رسل عظام کیلئے استعمال کیا جاتا ہے فقط نہ کہ عوام الناس کیلئے
تو اب ظاہر ہے کہ انما بعثتم میں تاویل کرنی پڑیگی اسکے اندر یہی تاویل ہے کہ بعثتم میں
التفات کیا گیا ہے دراصل بعثنا تھا بعض مصلحت ضروریہ کی وجہ سے التفات کیا گیا ہے جیسا
کہ اسکی مثالیں قرآن پاک میں موجود ہیں یا ایک صورت یہ ہے کہ فقط خطاب کے اندر تعمیم
کرنا پڑا اور کسی چیز میں نہیں، دوسری صورت یہ کہ انبیاء کرام کیساتھ ساتھ بہت
سی قوموں کی تو مبعوث ہوتی ہیں (بسا اوقات) جیسا کہ متعدد دفعات سے یہی ظاہر
ہو رہا اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا بالذات ہوگا اور دیگر
لوگوں کا مبعوث ہونا بالعرض اس توجیہ کی بنا پر معنی میں تغیر کرنا لازم آویگا
فقط۔ فتدبر۔ واللہ اعلم بالصواب)

قد تمت بتوفیق اللہ تعالیٰ کتاب الطہارۃ تحریر للترمذی فی شہر ربیع الثانی من سلخ الرابع
۱۳۵۵ھ فی یوم الخمیس وقت الضحٰی

کتبہ احقر العباد صدیق احمد کراتی متعلم دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 12

چیف آف آرمی سٹاف کی جانب سے مصنف کو عطا کردہ سندِ حسن کارکردگی

COMMENDATION

PA-21499 LT COL ALTAF MAHMOOD, EME

Your name has been brought to my notice for your sustained efforts and successful development of Proof Shot for 125 millimeter APFSDS round to replace the existing projectile during proofing of ammunition. The proof shot is Rupees 17,082 cheaper than the projectile and will result in saving of approximately Rupees 6.89 Million per year.

I congratulate you on this exemplary display of devotion to duty and have directed that a note of your conduct should be made in your record of service / dossier.

General
Chief of Army Staff
(Pervez Musharraf)

Rawalpindi
22 MAR 2005

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 13

میرے نانا جانی علیہ الرحمۃ کے مزارِ اقدس کے قطبے کی عبارت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ یَارَحْمَةَ الِّلْعٰلَمِیْنَ

جَلَّ جَلَالُکَ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم

اِغْفِرْلَنَا اِشْفَعْلَنَا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مرقدِ اقدس

حضرت مولانا مولوی محمد دین قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

بن

کریم بخش قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے قادیانیوں کے ابتدائی دور میں ان سے بے شمار کامیاب مناظرے کیے

تاریخ وصال 2 محرم الحرام 1365ھ / 7 دسمبر 1945ء بروز جمعۃ المبارک

طالبِ دعا

آپ کا نواسہ لیفٹیننٹ کرنل (ر) الطاف محمود ہاشمی

محرم الحرام 1431ھ / دسمبر 2010ء

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 14

''پروازِ محبوب'' کے مآخذ

(1) ذکرِ محبوب از ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(2) خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ..... احوال و آثار، اشاعت اول 2005ء از پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؒ

(3) ذکرِ سعید از محمد افتخار حسین حبیبیؒ؛ متوفی 7 ربیع الثانی 1431ھ / 24 مارچ 2010ء

(4) خواجہ محبوب عالم کا سفرِ بغداد از پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؒ

(5) وسیلہ نجات از میر سید یوسف علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1338ھ / 1920ء

(6) مفصل وسیلہ نجات از پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؒ

(7) خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ، افکار و خدمات (تحقیقی مقالہ برائے ایم اے اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی) از محترمہ نگہت نذیر شیخ

(8) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از خواجہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

(9) ذکرِ خیر از خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ

(10) ذکرِ کثیر از خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ

(11) ذکرِ محمودؒ از محمد اسلم سیالکوٹی

(12) مسودہ منہاج المحمودؒ از پروفیسر محمد اجمل چشتی

(13) تلخ یادیں (غیر مطبوع) از ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ

(14) بنام الطاف و بلال (غیر مطبوع) از انجینیئر لیفٹیننٹ کرنل (ر) الطاف محمود ہاشمی

Marfat.com

(15) انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، اردو ادارہ معارفِ اسلامیہ زیرِ اہتمام دانش گاہِ پنجاب

(16) شفاعت کے موتی از محمد اسلام زیدی بن میر سید شفاعت علی زیدی بخاری ؒ

راقم کی مندرجہ ذیل شخصیات سے گفتگو

(1) والدہ ماجدہ زبیدہ خانم ؒ: متوفیہ 3 صفر المظفر 1416ھ / 1 جولائی 1995ء

(2) میر سید شفاعت علی بخاری ؒ: متوفی 7 ذوالحجہ 1416ھ / 26 اپریل 1996ء

(3) منشی عباس علی ؒ: متوفی 7 رجب المرجب 1408ھ / 25 فروری 1988ء

(4) حاجی یار محمد ؒ: متوفی 27 رمضان المبارک 1427ھ / 9 اکتوبر 2007ء

(5) پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر ؒ: متوفی 29 ذیقعدہ 1430ھ / 17 نومبر 2009ء

(6) جناب محمد عبدالخالق توکلی؛ فیصل آباد

(7) صاحبزادہ محمود خورشید عالم؛ فیصل آباد

(8) محمد اسلم صدقانہ؛ سیدا شریف

(9) میاں محمد اشرف؛ ساکن بھک؛ تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین

(10) صاحبزادہ سید سراج الاسلام؛ ملتان

(11) صاحبزادی کنیز فاطمہ بنت بابا تاج محمد قریشی ؒ؛ ملتان

(12) صاحبزادہ نور عالم قریشی بن بابا تاج محمد قریشی ؒ؛ ملتان

(13) صاحبزادہ محمد عرفان قریشی نبیرۂ بابا تاج محمد قریشی ؒ؛ ملتان

(14) محمد اسلم بن حاجی محمد شریف صراف ؒ مرحوم؛ میلسی

(15) سید جاوید زیدی بخاری بن میر سید شفاعت علی زیدی بخاری ؒ؛ اسلام آباد

(16) صاحبزادہ طارق محمود زیدی بن صاحبزادہ سید رشید احمد زیدی صدیقی ؒ؛ بھگوان پور

(17) راؤ محمد عثمان؛ تلمبہ؛ تحصیل میاں چنوں؛ ضلع خانیوال

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 15

خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے تحریر کردہ تختی

Marfat.com

فہرست مضامین بترتیب حروفِ تہجی

عنوان	صفحہ
ابو طالب بن عبد المطلبؓ اور ان کی اولاد	84
اسماء احمد۔ صاحبزادی	139
اصغر علی شاہ المعروف جرنیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ	64
الطاف حسن دہلوی ،سید، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	67
الطاف محمود ہاشمی (مصنف)	139
اللہ رکھا، مولانا ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	64
امین الدین مہمی ،حافظ ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	66
اولیاءِ مجوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ	63
ایک غلطی کی تحقیق	33
باپ بیٹے کے تبصرے	116
بکھرے واقعات	76
بشیر النساء بیگم ،سیدہ ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا شجرۂ نسب--- ضمیمہ نمبر 6	172
بلال احمد، صاحبزادہ	138
بہنوں کے رشتوں پر ابوالوفا صدیق احمدؒ کا تبصرہ	117
پیشین گوئیاں	50
تبصرے، باپ بیٹے کے	116
تبصرے پر تبصرہ	118
تبصرے پر تبصرہ	118

Marfat.com

عنوان	صفحہ
تختی، بدستِ مبارک خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ	193
تعلیم، خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	30
جسدِ اطہر، وصال کے بعد	56
جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، بھکی شریف	69
حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	65
حسن محمود ہاشمی	149
حلیمہ بی بی صاحبہ اور ان کی اولاد	102
خاندانی پس منظر	28
داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کا اجرا	61
دلچسپ واقعہ	72
دیباچہ	11
رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	65
زیب النساء، صاحبزادی	136
رشید احمد	105
سفرِ تصوف	43
سکینہ بی بی صاحبہ اور ان کی اولاد	101
سمیہ امرع (ایمن)	147
سندحسن کارکردگی از چیف آف آرمی سٹاف برائے مصنف --- ضمیمہ نمبر 12	189
سندِ حدیث بطریق شیخ رشید احمد گنگوہی	33

Marfat.com

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
سندِ حدیث بطریق طاہر گردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	32
سندِ حدیث بطریق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	33
سی حرفی از صاجزادی صالح بی بی--- ضمیمہ نمبر 8	176
شجرہ چشتیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم	55
شجرۂ قادریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم	54
شجرۂ نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم	53
شجرہ ہائے طریقت	53
شیر عالم تو کلی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	102
شیر عالم، صاجزادہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام پر دلچسپ واقعہ--- ضمیمہ نمبر 7	174
صالح بی بی صاحبہ اور ان کی اولاد	101
صدیق احمد، ابوالوفا، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	124
صدیق احمد، ابوالوفا، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: تاریخ وصال کی تحقیق	135
صدیق احمد، ابوالوفا، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: بہنوں کی افتادِ طبع پر تبصرہ	116
صدیق احمد، ابوالوفا، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنے والد ماجد کی دوسری شادی پر تبصرہ	118
صدیق احمد، ابوالوفا، رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی تحقیق--- ضمیمہ نمبر 9	185
صدیق احمد، ابوالوفا، رحمۃ اللہ علیہ کی دارالعلوم دیوبند کی سند--- ضمیمہ نمبر 10	187
صدیق احمد، ابوالوفا، رحمۃ اللہ علیہ کے نوٹس کی عبارت--- ضمیمہ نمبر 11	188
ضمیمہ جات	154

Marfat.com

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
ضمیمہ نمبر 1--- قصیدہ فراقِ محبوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	154
ضمیمہ نمبر 2--- قلمی قرآنِ پاک کے ایک صفحہ کا عکس	161
ضمیمہ نمبر 3--- خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جہاد کی تفصیل	162
ضمیمہ نمبر 4--- خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک نایاب فتویٰ	164
ضمیمہ نمبر 5--- خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات کی تصاویر	171
ضمیمہ نمبر 6--- سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا شجرۂ نسب	172
ضمیمہ نمبر 7--- صاحبزادہ شیر عالمؒ کے نام پر دلچسپ واقعہ	174
ضمیمہ نمبر 8--- سی حرفی از صاحبزادی صالح بی بی	176
ضمیمہ نمبر 9--- ابوالوفا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی تحقیق	185
ضمیمہ نمبر 10--- ابوالوفا صدیق احمدؒ کی دارالعلوم دیوبند کی سند کا عکس	187
ضمیمہ نمبر 11--- ابوالوفا صدیق احمدؒ کے نوٹس کی عبارت کا عکس	188
ضمیمہ نمبر 12--- چیف آف آرمی سٹاف کی جانب سے مصنف کو عطا کردہ سندحسن کارکردگی	189
عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ [قمر بنی ہاشم]	87
عبدالرشید، میاں، عرف نوٹاں والی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	69
عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد	83
علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اور ان کی اولاد	85
عبدالواحد خان صاحب مدظلہٗ	69
عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد	81

Marfat.com

عنوان	صفحہ
عبد مناف المعروف ابو طالب بن عبد المطلب اور ان کی اولاد	84
عقائد	62
علی محمد، حافظ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	68
عین الدین انصاری، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	65
فتح محمد اختر محبوبی، صوفی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	67
فیض محمد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	68
قصیدہ فراقِ محبوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	21
قصیدہ فراقِ محبوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ --- ضمیمہ نمبر 1	154
قطب شاہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	89
قلمی قرآنِ پاک کے ایک صفحہ کا عکس --- ضمیمہ نمبر 2	161
قمر النساء، صاحبزادی	150
کالے خان، صوفی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	69
ماخذ "پروارِ محبوب" --- ضمیمہ نمبر 14	191
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	22
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آمنہ بی بیؒ سے اولاد	101
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: ازدواجی زندگی	91
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد امجاد	101
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: بشیر النساء بیگمؒ سے اولاد	124
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: تبرکات کی تصاویر --- ضمیمہ نمبر 5	171

Marfat.com

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: تصانیف	73
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: جہاد کی تفصیل--- ضمیمہ نمبر 3	162
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: فتویٰ--- ضمیمہ نمبر 4	164
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: مبینہ شادیوں پر تبصرہ	94
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: نسب	80
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: عملی زندگی	43
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: تاریخ وصال کی تحقیق	57
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: علمی خدمات	59
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: نایاب فتویٰ	61
محبوب عالم، خواجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: شجرۂ نسب	89
محمد ابوبکر، صاحبزادہ	138
محمد احمد، پیر، صاحبزادہ	137
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار	83
محمد جمال، میاں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	68
محمد عبد اللہ، حافظ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	65
محمد کبیر احمد مظہرؒ	94
محمود خورشید عالم	121
محمود شاہ گیلانی المعروف شاہِ ارم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	66

Marfat.com

عنوان	صفحہ
مریم فاطمہ	149
معصومہ بی بی صاحبہ اور ان کی اولاد	102
نانا جان علیہ الرحمۃ کے مزارِ اقدس کا کتبہ --- ضمیمہ نمبر 13	190
نوٹاں والی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	69
نور عالم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا مختصر احوال	151

نوٹ

سید نصیر احمد اجمل 25 مارچ 2015ء بمطابق پانچ جمادی الثانی 1436ھ بروز بدھ انتقال فرما گئے۔

Marfat.com

Marfat.com

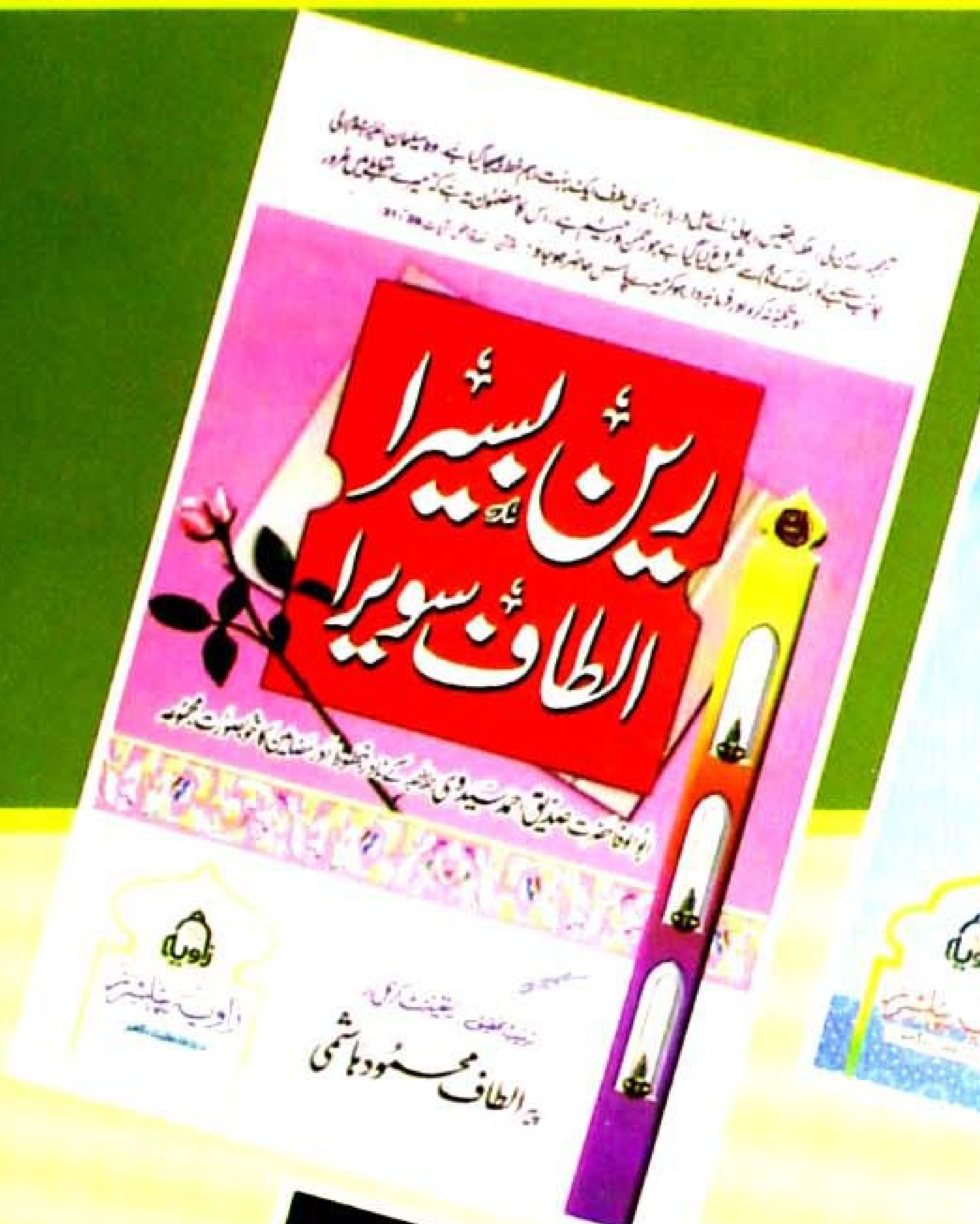

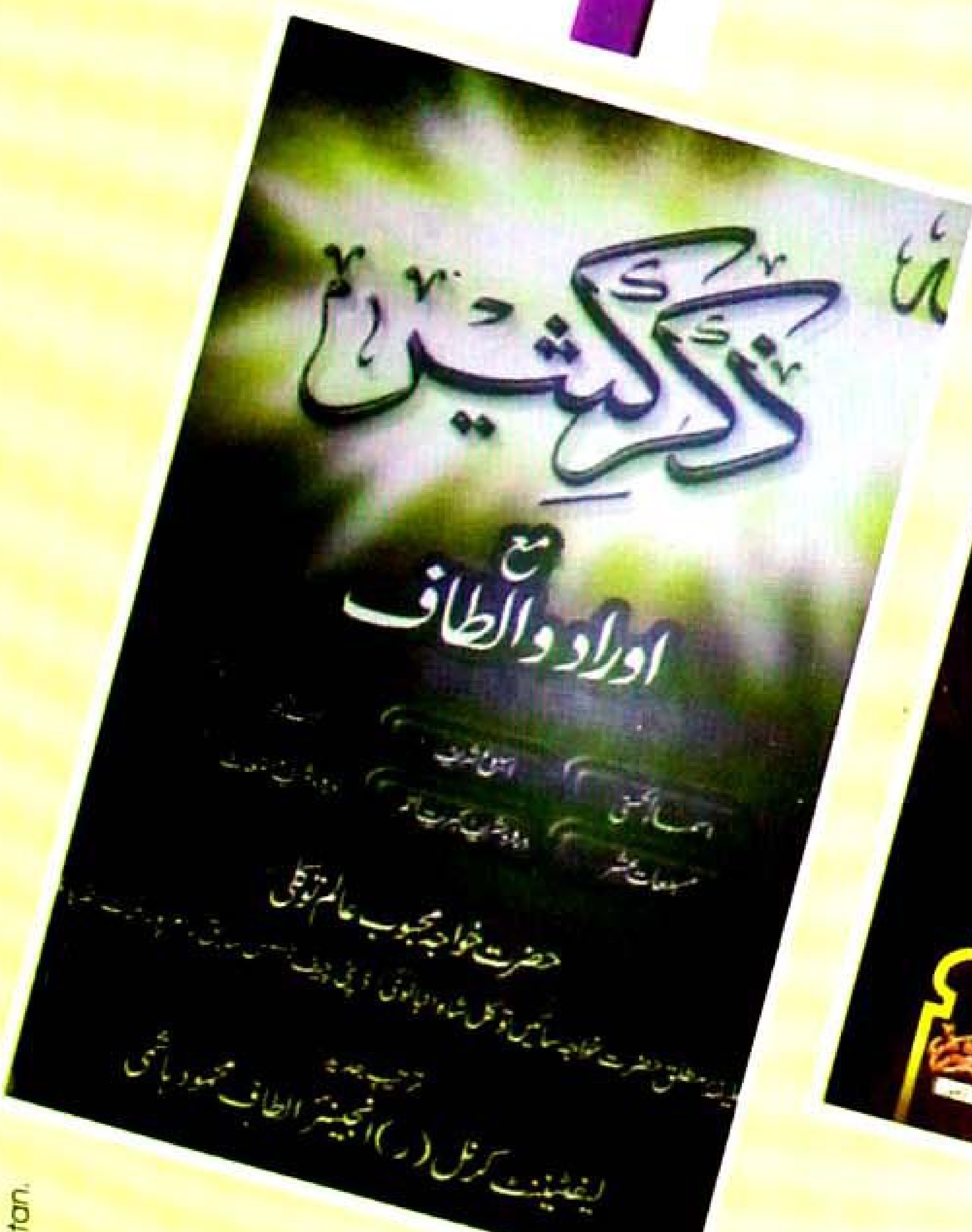

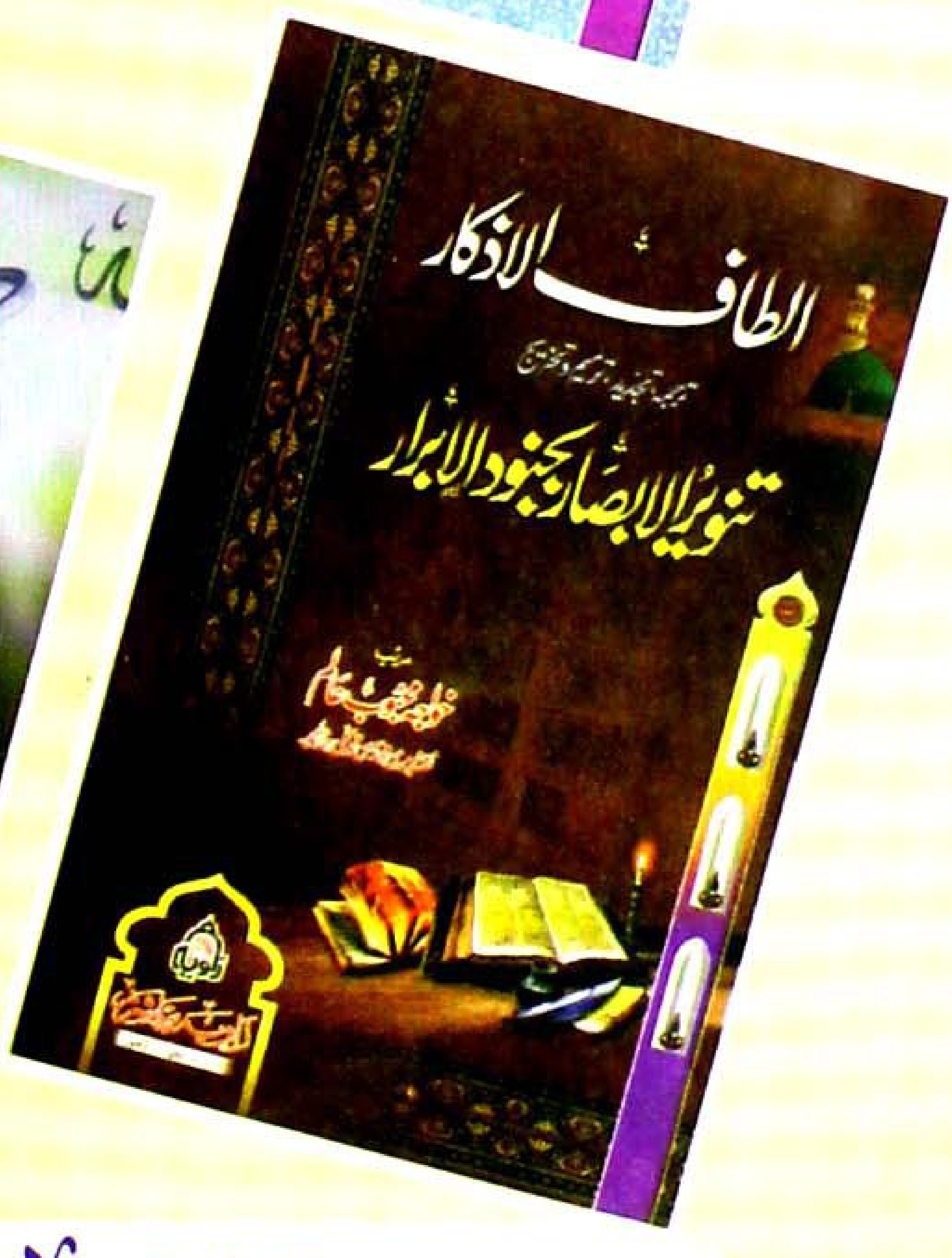

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۔ لاہور
voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email : zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com

Design by: Q Qazi Graphics Lahore Pakistan.

Marfat.com

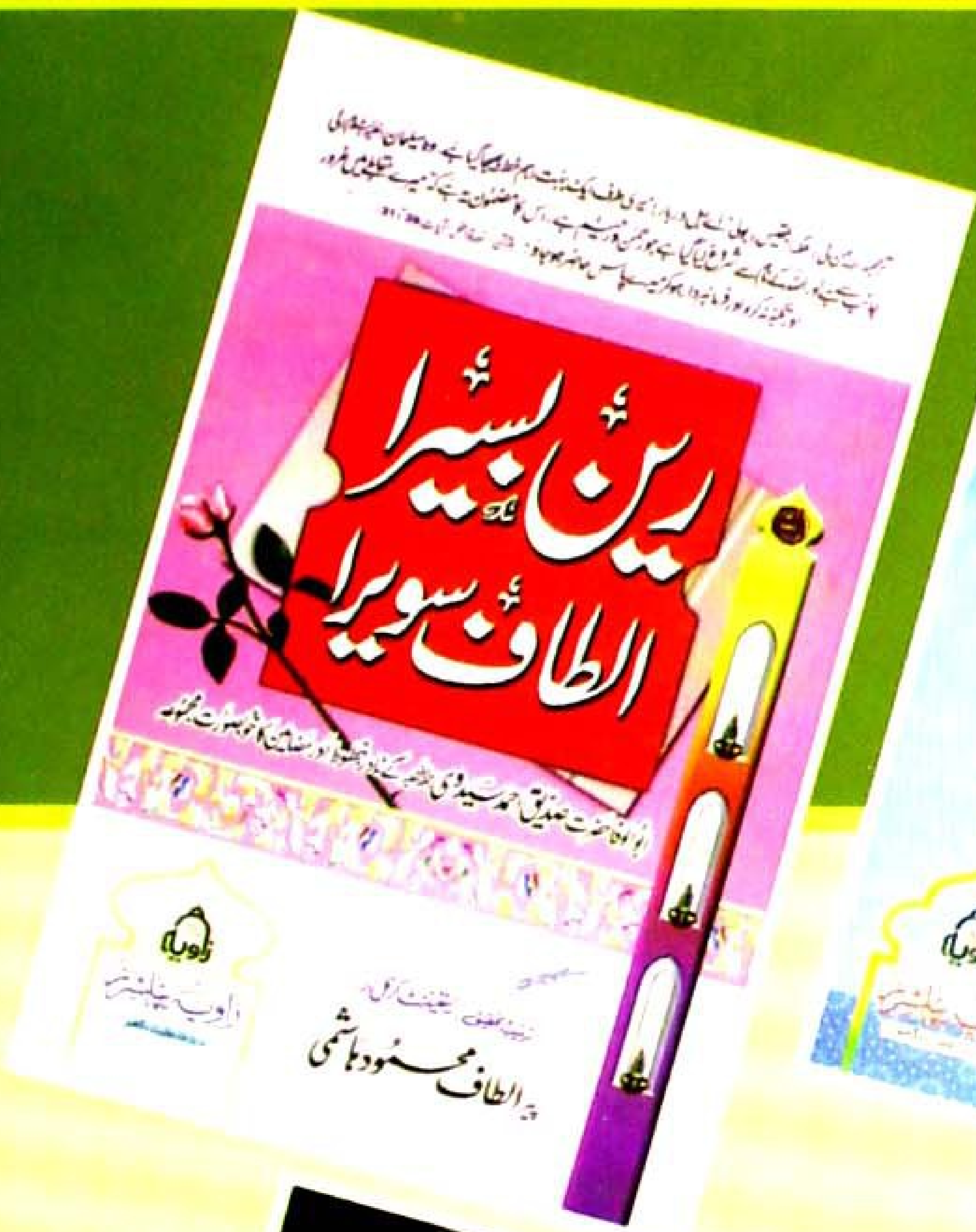

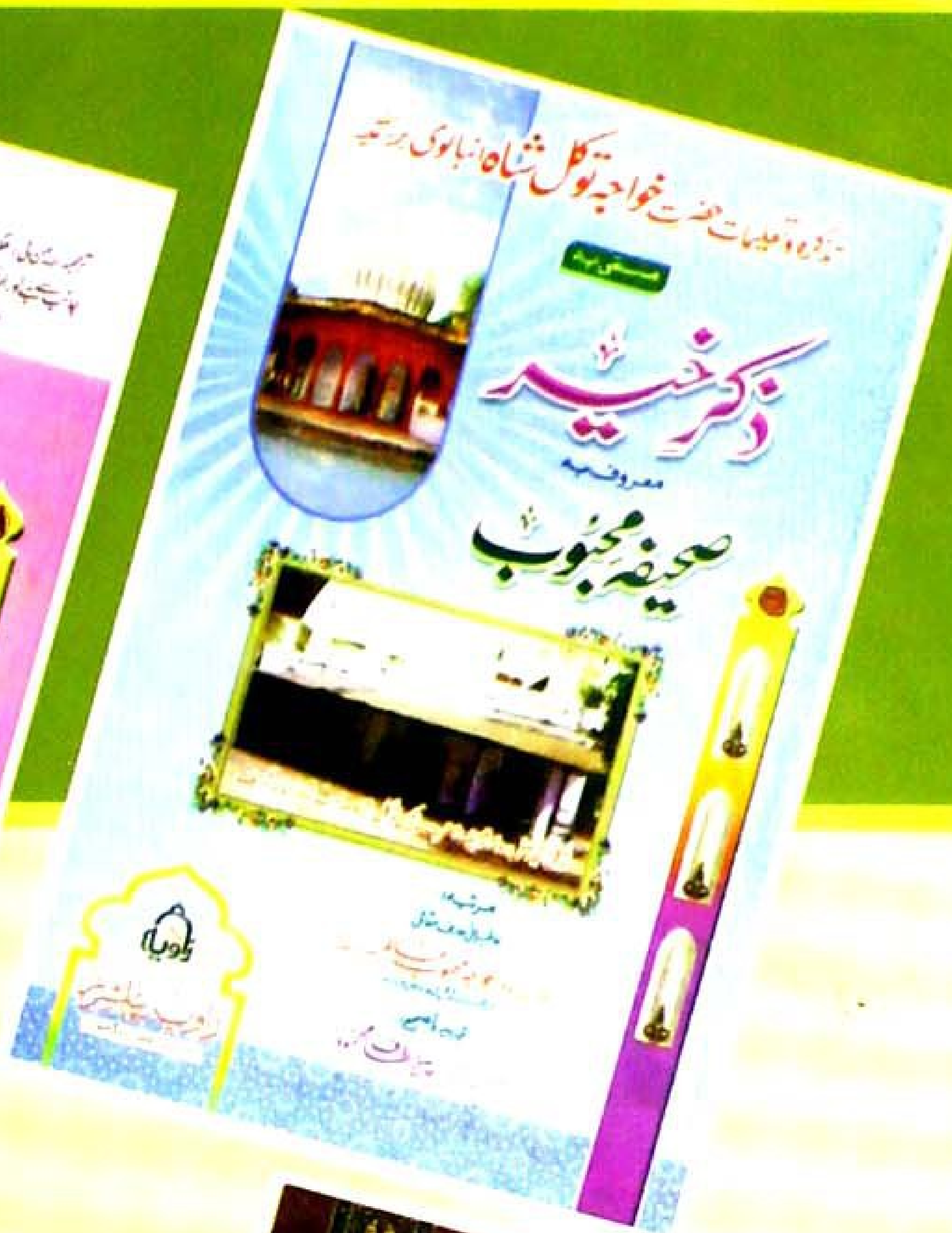

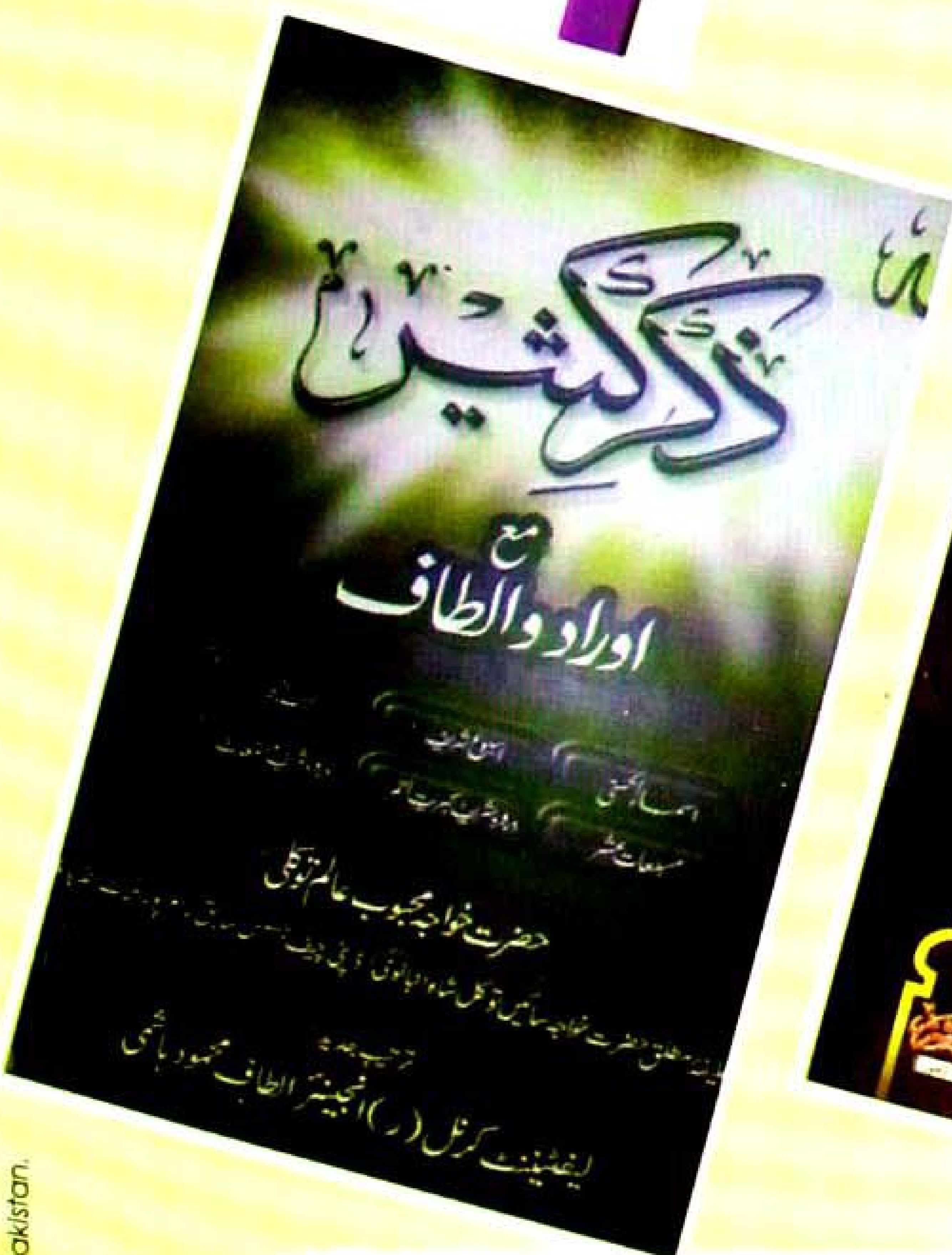

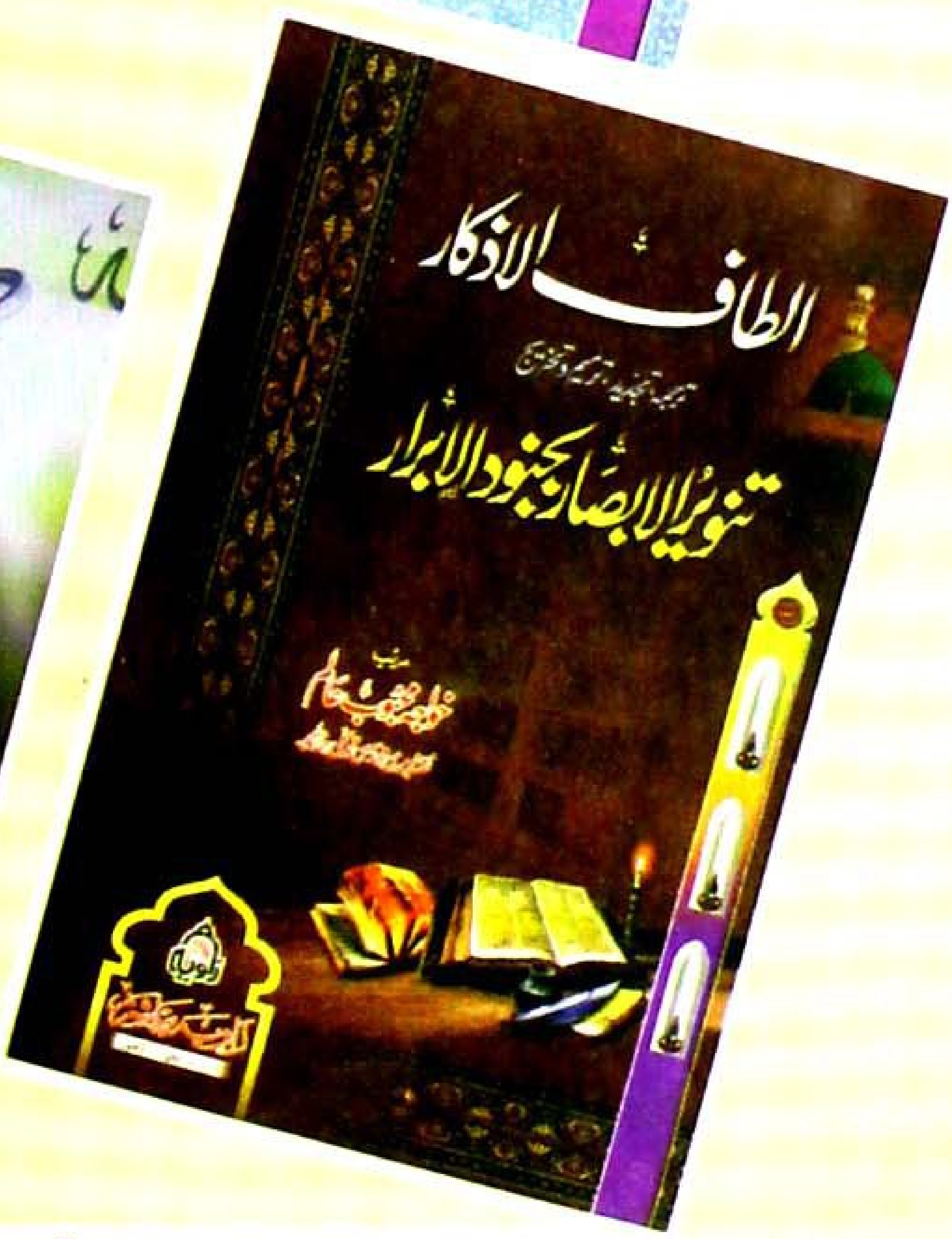

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ، لاہور
voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email : zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com

Design by: Qazi Graphics Lahore Pakistan.

Marfat.com